

نظام خان

حصہ دوم

مؤلف

طالب
محمد سراج الدین

سلطنتِ آصفیہ کے مشہور و نامور

نظامِ علی خان

نظام الملک آصف جاہ ثانی

— (کے) —

سوانح زندگی کا دوسرا حصہ

— (مؤلف) —

محمد سراج الدین طالب

۱۳۵۳ھ
۱۹۳۴ء

جلد حقوق محفوظ

اتیساب

نظام علی خان

حصہ دوم کو

میں اپنے والد مرحوم مولوی کمال الدین صاحب کی یاد و محبت میں
ان کے نام سے منسوب کر کے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو جوارِ رحمت نصیب کرے

اور میری اس تالیف کو قبولِ عالم

طالب
محمد سراج الدین



محمد سراج الدین طالب، مؤلف "مدیر عالم"

تعریف کتاب

سوانح حیات نظام علیاں کی ترتیب دو حصوں میں کی گئی ہے پہلا حصہ تو ان واقعات پر مشتمل ہے جن کے تحت نظام علیاں تحت سلطنت پر مشتمل ہوئے اور اس کے بعد سے ان کی وفات تک کے واقعات۔ دوسرے حصہ میں رکھے گئے ہیں پہلا حصہ قبل ازین شائع ہو چکا ہے اسی کا دوسرا حصہ جو قارئین کرام کے غلط فہمی میں پیش ہے تحقیقی نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ دوران سلطنت میں نظام علیاں کی طرز حکومت دو قسم کی صورتوں میں اختیار کی ہیں ایک تو وہ جو رکن الدولہ کی دیوانی کے زمانہ میں تھی دوسری وہ جو اسطرحہ کی مدارالہامی کے عہد میں رہی۔ اس طرح سیاسی نقطہ نظر سے اس عہد کے دو دور ہو جاتے ہیں اسی امتیاز کے لئے اس حصہ کو علیحدہ علیحدہ دو ادوار میں مرتب کیا گیا ہے۔

اس کی تدوین میں علاوہ مطبوعہ و منسلح شدہ کتب کے مخطوطات و انسا سے استفادہ کیا گیا ہے جن تک بہت کم اصحاب کو دسترس ہوا ہے۔

اس حصہ کے لئے بھی تصاویر فراہم کرنے کی کوشش کی گئی جنکی تفصیل فہرست تصاویر کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی ان میں قلعہ اوگیر کی ایک تصویر ہے جو حصہ اول میں جنگ اوگیر کے سلسلہ میں دیجانی چاہئے تھی چونکہ وہ بعد از وقت ہمدست ہوئی اس لئے اس کو اس حصہ میں داخل کر دیا گیا۔

مؤلف کترین
محمد سراج الدین صاحب

پرائیویٹ جیڈ ر آباد کن
۱۱ محرم ۱۳۸۵ھ

اظہارِ امتنان

بڑی ناصافی اور احسان فراموشی ہوگی اگر ان اصحاب کا ذکر نہ کروں جن کی وجہ سے کتاب کو حتی الامکان بہمہ وجہ مکمل پیش کرنے میں خاطر خواہ مدد ملی۔

۱۔ سب سے پہلے قابل ذکر عالجیاب نواب سالار جنگ بہادر ہیں جنہوں نے اپنی علم دوستی سے فرنگ حوصلگی کے ساتھ اپنے پیش ہیا کتب خانہ مخطوطات سے استفادہ کی اجازت فرمائی اور اپنے نگار خانہ سے بعض قلمی تصاویر کے عکس مرحمت فرمائے۔

۲۔ جناب مولوی سید خورشید علی صاحب اپنی خاص عنایت و کرم سے دفتر دینی و مال کے بعض اسناد و نقشہ جات اور دفتر مذکور کے کتب خانہ کے بعض خاص کتب سے استفادہ کی اجازت دیکر میرے باخداات و معلومات میں الٹ موصول اضافہ کا باعث ہوئے۔
آخر میں میں اپنے عزیز برادر غم اور نور اللہ محمد صاحب فوری کی اس محنت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو دوران طباعت انہوں نے کامیابی کی صبح اور یرون خوانی اٹھائی ہے۔

محمد سراج الدین طالب

نور اللہ محمد صاحب فوری
۱۱

نور اللہ محمد صاحب فوری

عَلَمِیَّات

فارسی اُردو

انگریزی

۱	تاریخ طغره	۱	اُورفیت قل الاثی دی نظام
۲	تذکرہ نزل	۲	دی ٹری ٹینر جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء
۳	توزک آصفیہ	۳	دی نظام (برکس)
۴	حد تقیہ العالم	۴	ڈیپاچس آف ویلزلی (آریم مارٹن)
۵	خزانہ عمارہ	۵	فارسٹ سلک شنس (مرہٹا سیریز)
۶	سلطنت خداداد (اردو)	۶	میموار اینڈ گریس ہانڈلنس آف مارکوئس
۷	سوانح دکن	۷	ویلزلی (آر۔ آر۔ پیرس)
۸	فیوضات سبحانی	۷	نظام علیس لے شنس وٹ مرہٹا س (قاسم علی بن لال)
۹	گلزار آصفیہ	۸	ہسٹری آف دی مرہٹا س
۱۰	ماثر آصفی	۹	ہسٹری آف دی مرہٹا پیل
۱۱	میر عالم (اردو)	۱۰	ہسٹری آف حیدر شاہ
۱۲	نشان حیدری	۱۱	ہسٹری آف ملٹری ٹرانزیکشن آف دی برٹش
			فے شن این انڈوسٹان
		۱۲	ہسٹری آف دی مدراس آرمی
		۱۳	ہسٹری آف دی بنگال آرٹلری
		۱۴	ہسٹری آف دی برٹش انڈیا (جیمس مل)
		۱۵	ہسٹری آف انڈیا (مارش من)

فہرست مضامین نظام علی خان

حصہ دوم

صفحہ

صفحہ

دور اول

پیشوا پر فوج کشی

۱۷ نظام علیاں کا تہیہ ادھونی کی جانب

۱۸ بسالت جنگ کی جملہ

۱۸ حصول اقتدار ریاست کے لئے بسالت جنگ کے محاذ

۱۸ فرانسیسیوں کے تعلقات بسالت جنگ کے ساتھ

۲۱ بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ

۱۱ بسالت جنگ کا کوئل مطلق کی حیثیت کے معاملات

۲۳ فرانسیسیوں کے خلاف جنگ کے شرائط

۱۲ صلابت جنگ کا امتیاز اور اس کے متعلق

۲۵ مورخین کا بیان

۱۳ بسالت جنگ کو صلابت جنگ کی وثاقت

۲۶ اطلاع پر بدگمانی

۱۴ بسالت جنگ پر نظام علیاں کی فوج کشی

صفحہ

۱

۱

۱

۲

۳

۳

۳

۵

۴

۸

۵

۶

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

پیشوا پر فوج کشی

نظام علیخاں کرناٹک میں

- ۱۵ چند رہن اور ہمسار کا قصہ عشق اور ان
- ۲۸ دونوں کی قبر کی زیارت
- ۱۶ نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر نواب
- ۲۹ کرناٹک کا مدراس چلا جانا
- ۳۱ کرناٹک سے نظام علیخاں کی واپسی
- ۱۷ کرناٹک سے واپسی کا راستہ
- ۱۸ نظام علیخاں کا حیدر آباد واپس آکر انتظام
- ۳۲ ریاست میں شہک ہونا۔
- ۱۹ محکمہ منگہ پیکار کا طرز عمل اور اس کا اثر
- ۳۳ رکن الدولہ پیر
- ۳۴ راجہ ناگپور پر حملہ
- ۲۰ جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا
- ۲۱ صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندکانا کی
- ۳۵ اور ضیافت کے بعد واپسی۔
- ۲۲ گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکمہ منگہ
- ۳۶ پیشکار قتل۔
- ۳۷ ریاست میں انگریزوں کی خلیت
- سرکار شاہی پر انگریزوں کا قصہ نظام علیخاں

- ۲۳ کے ساتھ سب پہلا معاہدہ
- ۲۴ ۱۷۹۶ء کے معاہدات کے اثرات و نتائج
- ۲۳ جنگ میسور
- ۲۵ ۱۷۹۲ء کی جنگ میسور کی ابتدا اور نتائج
- ۲۲ نظام علیخاں کی شرکت کا سبب
- ۲۴ نظام علیخاں کا اتحاد حیدر علیخاں سے
- ۲۷ نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے باہمی اتحاد
- ۲۸ قیام کے بعد انگریزی فوج کی صلح کی
- ۲۸ حیدر علیخاں کے متعلق رکن الدولہ کی حقیقت
- ۵۱ خیالات کا اظہار اور انہوں کے مرام ظاہر
- ۲۹ حیدر علیخاں، محضو خان، اور نظام علیخاں
- ۵۳ مابین تکمیل تہ نامہ اور اس کے شرائط۔
- ۳۰ ٹیمپو سلطان کا بندگان عالی کی خدمت میں حاضر
- ۵۵ ہونا اور اس کے متعلق حیدر علیخاں کی شکایت
- ۳۱ حیدر علیخاں کا خط گورنر بہار میں کتب نام
- ۳۲ جنگا اور تہ نامہ کی طرف سے فوجیوں کے مقابلے
- ۳۳ رکن الدولہ کی تحریک حیدر علیخاں کی فوج کا
- ۶۲ تجزیہ اور ایک حصہ فوج سے مدراس چلا
- ۳۴ ٹیمپو سلطان اس سے واپس آنے کے بعد نظام علیخاں

پیشوا نبینا اور گھناتھ راؤ کی سازش سے لاجانا صفحہ ۹۵

۹۶ رگھناتھ راؤ پیشوا کا مالک محروسہ پر حملہ۔

۹۷ نقشہ صف ہائے جنگ بیدر۔

۹۸ شاہ تجلی کا جواب اور اس کی تعمیر

۱۰۱ ناراین راؤ کے قتل کے انتقام میں نظام علیا

۱۰۳ کی شرکت

۱۰۶ قتل دیوان رکن الدولہ

دور دور

۱۲۱ قائم مقامی رکن الدولہ

۵۲ افواج پائیکاہ کی ابتداء

۵۳ غلام سید خاں ارسطو جاہ کی اوسرہ سے حضور

۱۲۲ میں باریابی اور خدمت دیوانی سے اس کا تعلق

۵۴ سکھ قلب کی تیرویج اور اس کے اسناد اکیام

۵۵ مدراس گورنمنٹ کے سیکرٹری بالٹنڈ کا درود

۱۲۵ حیدر آباد میں اودھتھ طلب مسائل پر گفت و شنید

۱۳۰ جنگ نزل

۵۶ جنگ نزل اور اس کے اسباب

۵۷ نقشہ صفوں جنگ ۱۱۹۷ء

۱۳۱ اتحاد پیشوا و نظام علیا

صفحہ ۶۶

حیدر علیاں کی ضیافت کرنا۔

۳۵ رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علیاں کے ساتھ

۶۸ شریک جنگ ہونا اور شکست پانا۔

۳۶ حیدر علیاں اور رکن الدولہ میں افتراق

۳۷ انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سلسلہ جینیائی

۳۸ رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو اور وہاں

۷۵ ان کی آو بگشت۔

۷۶ تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط

۸۰ مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تختہ کا

۸۲ گورنر مدراس و نظام علیاں کے مابین تبادلہ

۸۲ راجہ ناگیو پرکر رحلہ

۸۱ راجہ ناگیو پرکر رحلہ اور اس کی وجہ

۸۲ صلح نامہ کے تباہی کی تکمیل اور اس میں ریاست

۸۵ آصفیہ کے مفاد سے قطع نظر

۸۶ بلڈھید راجا کا پایہ تختت قرار دیا جانا

۸۷ نماز استسقاء اور شدت باراں سے طغیانی

۸۵ باقیہوں کی لڑائی کا تماشہ

۸۶ رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو

۸۷ مادھوراؤ پیشوا کے بعد ناراین راؤ کا

۵۸ شیپ سلطان کے مقابلے کیلئے مرہٹوں کا نظام علی گڑھ کو صفحہ
اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت
صلح نامہ اسیت گیر کا طے پانا۔ ۱۲۱
۵۹ قلعہ بادامی کا محاصرہ ۱۲۷
۶۰ قلعہ ادھونی کا محاصرہ ۱۲۸
۶۱ قلعہ شاہ نور پور متحدین کا حملہ ۱۵۰
۶۲ تنخواہ جاگیر کی نسبت احکام ۱۵۱
✓ سفارت جان کناو ۱۵۳
۶۳ سنہ ۱۲۰۳ کا جشن ب لگرہ ۱۵۶
سفارت منجا میو سلطان ۱۵۸
معائدہ نظام علی خان و کمینی انگریزی ۱۶۱
جنگ میسور ۱۷۷۲-۱۷۹۲ ۱۶۷
✓ جنگ کھڑلہ ۱۷۴
۶۲ کھڑلے کی جنگ کے اسباب
۶۵ مرہٹوں کے مقابلے میں انگریزوں کا نظام کا رد و انکار
۶۶ نظام علی خان کے خلاف راجہ چندھیوا کی
شیپ سلطان سے ریشہ دوانی ۱۷۵
۶۷ نظام علی خان کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی وجہ سے
۶۸ جنگ کی تفصیل ۱۷۸

۶۹ نقشہ صفوف افواج مرہٹہ درجنگ کھڑلہ ۱۷۹
۷۰ کھڑلے کی جنگ میں نظام علی خان کی شکست کلب ۱۸۱
۷۱ صلح نامہ کھڑلہ کے شرائط ۱۸۲
انگریزی فوج کی برطرفی ۱۸۳
۷۲ انگریزوں سے نظام علی خان کی ناراضی
۷۳ نظام علی خان کے فرزند اکبر علی جاہ کا خروج ۱۸۶
۷۴ انگریزی فوج کی مکرر ماموری ۱۸۷
۷۵ سرکاری فوج کا باغی فوج سے مقابلہ اور علی جاہ
سرکاری فوج کی حفاظت میں آ جانا
پیشوا سے استرداد ملک ۱۹۰
۷۶ پیشوا سوانی مادھوراؤ کا انتقال اور ان کی
قام مقامی کے جگرے
۷۷ پیشوا کی قائم مقامی کے جگرے میں اسطوبھا
کی حکمت عملی اور ان کی مخلصی ۱۹۲
۷۸ نانا پھر ٹوئیس کے منصوبوں کی تکمیل ۱۹۶
۷۹ عہد نامہ جھاٹ کی تفصیل ۱۹۷
جنگ میسور ۱۷۹۹-۱۸۱۳ ۲۰۱
۸۰ عہد نامہ امدادی کی تکمیل ۲۰۳
۸۱ عہد نامہ کی تکمیل کی نوبت پر سکندر جاہ کی نشینی

صفحہ ۲۰۵	ضمیمہ الف	شجرہ نظام علیاں	صفحہ ۲۳۴
۲۰۸	ضمیمہ ب	عہد نامہ ایت گیر شہ	۱۱۹۸ء ۲۳۵
۲۱۲	ضمیمہ ج	عہد نامہ ہزارا بالاجی پٹہ	۲۴۰
۲۱۴	ضمیمہ د	تہ نامہ سندھ	۲۴۴
۲۱۸	ضمیمہ ہ	عہد نامہ امدادی	۱۷۹۸ء ۲۴۷
۲۵۳	ضمیمہ و	رقعہ ارطوجاہ موسومہ میر عالم	۲۵۳
۲۶۶	اشاریہ حصہ اول		
۲۸۱	اشاریہ حصہ دوم		

۲۰۵	میں استمداد کی شرط اور اس کے اسباب
۲۰۸	فرانسیسی فوج کی برطانیہ تخت معاہدہ ۱۱۹۸ء ۱۳۱۳ء
۲۱۲	وجہ تحریک اور اعلان جنگ
۲۱۴	حالات جنگ اور شہادت پٹہ سلطان
۲۱۸	تقسیم ملک عبسور
۲۵۳	میر عالم کی خدمت و کالت علیحدگی اور اس کے
۲۲۹	اسباب اور خدمت و کالت کا انتظام واتی
۲۳۰	انتقال نظام علی خاں
۲۳۱	نظام علی خاں کا انتقال اور ان کا مرن
۲۳۱	ازواج و اولاد نظام علیاں
۲۳۲	عمرات

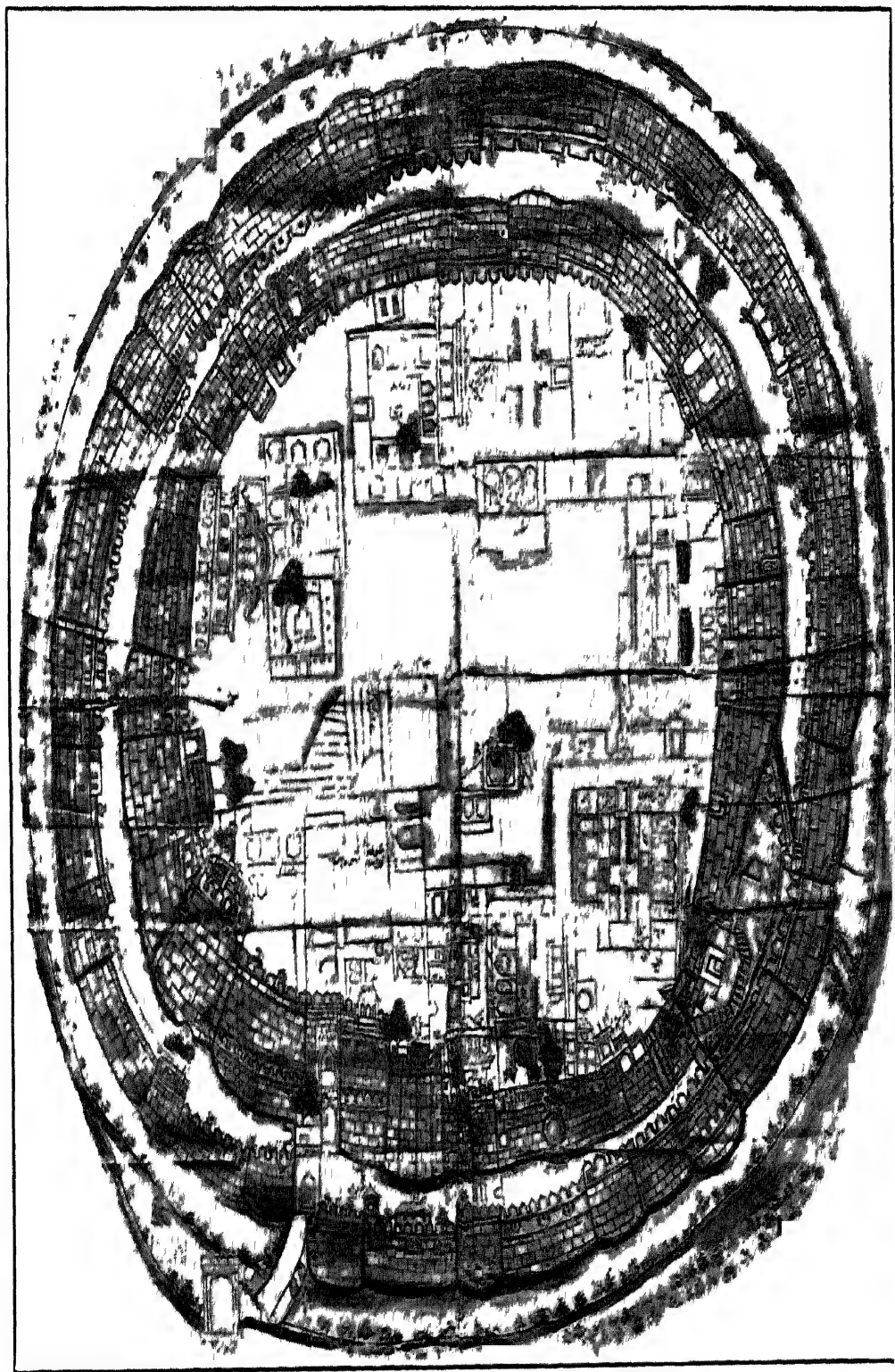
فہرست تصاویر

۱	تصویر مولف	۱
۲	تصویر قلعہ اودگیر	۱
۳	تصویر نظام علیاں آصف جاہ ثانی	۷
۴	تصویر رکن الدولہ	۱۴
۵	نذر ارطوجاہ بہ نظام علیاں	۱۲۴
۶	اعظم الامراء ارطوجاہ	۱۹۴
۷	نظام علیاں آصف جاہ ثانی بسن پیری	۲۰۲

نظام علی خان

حصہ دوم

دورِ اقل



قلعہ اود گیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 سید محمد
 (۱۹۱۶ء)

نظام علی خان

حصہ دوم پیشوا پر فوج کشی

مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین خانہ جنگی اور اس کے اسباب

صلابت جنگ کے منروی ہونے کے بعد نظام علیخان مستقل طور
 تحت سلطنت پر ممکن ہوئے ابھی انتظامات ریاست کی طرف

متوجہ ہونے نہیں پائے تھے کہ ان کو مرہٹوں کی خانہ جنگی میں شریک ہونا پڑا۔ جس
 کی تفصیل یہ ہے کہ جب نظام علیخان اور مادھوراؤ پیشوا کے مابین صلح ہو گئی اور نوجوان
 پوتہ کو روانہ ہوا تو اس نے اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ انتظام ریاست
 اپنا حصہ بھی رہے کیونکہ ایک کس ہونے کے باعث اُس کی طرف سے اُس کا چچا ریاست کے
 کاروبار انجام دیتا تھا۔ بھتیجے کا یہ مطالبہ چچا کو ناگوار ہوا۔ یہی جھگڑے کی بنیاد ہے۔
 اس جھگڑے کی بناء یہ بتائی ہے کہ مادھوراؤ کی والدہ گوبیکا بائی کا طرز عمل مناسب نہیں تھا
 جس پر رگھناتھ راؤ شہر کا بھائی ہونے کی حیثیت سے تہدید کرتا تھا جو اُس کو ناگوار ہوتی
 تھی۔ اسی وجہ سے اُس نے اپنے لڑکے کو چچا کے خلاف بھڑکا دیا جس پر مادھوراؤ نے رگھناتھ

قید کر لینے کا منصوبہ باندھا اس سے مطلع ہو کر رگھناتھ راؤ ۳۰ صفر ۱۲۷۱ھ (۲۴ اگست ۱۸۵۲ء) کو صرف چند سواروں کے ساتھ پونہ سے نکل کر ناسک چلا گیا۔ محمد مراد خاں اورنگ آبادی نے اس طرح اس کے بے سرو سامان آنے کی خبر پائی تو ۱۲ صفر ۱۲۷۱ھ مذکور کو اورنگ آباد سے نکل کر ناسک پہنچا اور رگھناتھ راؤ سے ملا۔ مراد خاں کے آملنے سے مادھو راؤ کے طرفداروں میں سے اکثر مرہٹہ سردار یہ خیال کر کے کہ نظام علی خاں رگھناتھ راؤ کی حمایت پر ہیں اس کے متفق ہو گئے یہ ہے بیان آزاد بلگرامی کا لیکن گرانٹ ڈفٹ کہتا ہے کہ اس موقع پر رگھناتھ راؤ نے مرہٹہ ریاست کے اکثر عہدہ داروں کو اپنا شریک کر لیا اور وہ یہ خیال کر کے کہ ریاست کے کاروبار اپنے بغیر چل نہیں سکیں گے۔ اپنی اپنی خدمات سے دست بردار ہو گئے جس کے بعد مادھو راؤ نے سدا شیو چمناجی بھاؤ کے ماموں ترمبک راؤ ماما کو اپنی وزارت پر نامزد کیا۔ جب ترمبک راؤ نے اس خدمت کو قبول کر لیا تو رگھناتھ راؤ کو نہ صرف اُس کے بلکہ ہر شخص کے خلاف جو اس موقع پر اس کا شریک تھا ایک سخت غصہ اور انتقامی جوش پیدا ہو گیا۔

مرہٹوں کی خائن جنگی میں نظام علی خاں کی شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ۔

جب مراد خاں رگھناتھ راؤ سے متحد ہو گیا تو اس نے بنگالہ سے اس کی امداد کرنے کے لئے معروضہ کیا جس پر خود بدولت نے

۱۔ یہ ابتدا میں لشکر خاں کی سرکاریں ایک بار گرتھا اور پھر چند سواروں کا مجبور ہو گیا اور اس کے بعد راجہ پرتاب نے بنگالہ دارالہماجی کے زمانے میں امارت کے تہہ کو پہنچ گیا تھا گرانٹ ڈفٹ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں وہ اورنگ آباد کا صوبہ دار تھا لیکن یہی کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جس سے یہ یقین کیا جاسکتا کہ وہ اس وقت یا اس سے پیشتر یا بعد اورنگ آباد کا صوبہ دار تھا صاحب خزائنہ عامرہ نے اس کے متعلق معنی یہ تعریفی الفاظ لکھے ہیں ”محمد مراد خاں بہادر اورنگ آبادی کہ از عمدہ لوکران اصف ص ۱۱۱ است۔ یہ استقامت غنیم از ذاب ثور بود اورنگ آباد اقامت داشت“ اس کے بھی اس کا صوبہ دار ہونا ثابت نہیں ہے۔ ۱۲

۲۔ خزائنہ عامرہ صفحہ ۲۷۔

احکام اعانت صا و فرمائے اور خود بھی اس کی مدد پر نکلنے کی تیاریاں شروع کر دیں اس امداد
نظام علیجاں کی ایک عرض یہ بھی تھی کہ اس نقصان کی تلافی کریں جو سابقہ مرتبہ لڑائیوں میں
انہوں نے برداشت کیا تھا۔

رگھناتھ راؤ اپنی اس طرح جمع کی ہوئی کثیر فوج کے ساتھ اورنگ آباد سے پونا
روانہ ہوا۔ گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ احمد نگر اور پونہ کے مابین رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے پرچہ
کر دیا۔ مادھو راؤ نے دوراندیشی کر کے اپنے آپ کو چچا کے حوالے کر دیا۔ لیکن صاحب نوزک
کہتا ہے کہ ہنگامہ آئی اور رگھناتھ راؤ کی متفقہ فوجیں دریائے بھیرا کے کنارے تک پہنچیں
مادھو راؤ اپنی فوجوں کے ساتھ اس دریا کے دوسرے کنارے پر ٹھہر گیا طغیانی کی وجہ
غرض تک عبور ممکن نہ ہوا اور جنگ میں قیوت ہو گئی اس دوران میں مراد خان ایک رات
اپنے چند سپاہیوں کے ہمراہ دریا کو عبور کر کے خنبہ طور پر مادھو راؤ کے ڈیرے میں داخل ہوا
اس کو دیکھ کر ان کے بڑے قیام گاہ پر لایا اور دو برس سے روز رگھناتھ راؤ کو اپنے ڈیرے میں بلا
لینے چاہتے تھے۔ چچا بھتیجے کو عہد و پیمان کے ساتھ ملا دیا۔ خدا جانے صاحب نوزک کی نصیحت کو یہ واقعہ
کتنے تلامذہ اپنے معاملہ میں علامہ علی آبادی کی جواس عہد کے بڑے متبعین تھے اور تقریباً قسماً
اس کی ہر جنگ میں شریک ہی رہے ہیں ان جنگ کے متعلق لکھتے ہیں کہ مادھو راؤ رگھناتھ راؤ
ملا کر نکلے اور اپنے ملک کو بھنگ کی تلوار سے تباہ کر دیا اور وہاں کے لوگوں نے پونہ سے ساجیہ نکال کر

نہایت ہی افسوس کے ساتھ لکھا ہے کہ اس جنگ میں صاحب نوزک کی نصیحت کو یہ واقعہ

۱۷۶۰ء خزانہ عامہ صفحہ ۷۶۔
: یہ واقعہ لکھنؤ کے ایک لکھنے والا نے لکھا ہے۔

حتیٰ کہ ۵ ربیع الآخر ۶۶۱ھ (م ۲۴ - اکتوبر ۱۲۶۲ء) کو احمد نگر سے بارہ کوس پر دونوں فوجوں کا تقابل ہوا۔ مادھوراؤ شکست کھا کر میدان جنگ سے علیحدہ ہو گیا اور امان چاہی دوسرے روز اپنے آپ کو اپنے چچا کے پاس پہنچایا۔ یہ مسلم ہے کہ نظام علیخاں نے اس جنگ میں رگھناتھ راؤ کو مدد دی اور دونوں فریقوں میں باہم صلح ہو گئی۔ ممکن ہے کہ نظام علیخاں کے امرا نے اپنے طور پر مادھوراؤ کو نیشیب و فراز سے آگاہ کر کے رگھناتھ راؤ سے مصالحت کرا دی ہو۔

اس موقع پر نظام علیخاں خود رگھناتھ راؤ کی مدد کرنے کے لئے بیدر سے احمد نگر روانہ ہوئے تھے جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ صلح ہو گئی ہے یہ اطلاع پا کر بندگانِ عالی نے پیر گاؤں ہی میں قیام فرمایا۔ رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ یہاں آکر علیحضرت سے ملاقات کی اور ماہِ جمادی الاول کے اوائل میں کئی ضیافتیں جانیں سے ہوئیں اور یہیں اُس نے اس اعانت کے معاوضہ میں بندگانِ عالی کی خدمت میں پچاس لاکھ محاصل کا علاقہ اور قلعہ دولت آباد گزرانا اور کاغذات گزاشت عہدہ دارانِ بندگانِ عالی کے تفویض کئے گرانٹ ڈف یہ کہتا ہے کہ جنگ میں مدد دینے کے معاوضہ میں رگھناتھ راؤ نے وعدہ کیا کہ قلعہ دولت آباد، سیونی، اسیر گڈھ اور احمد نگر کے علاوہ اکاون لاکھ سالانہ محاصل کا علاقہ (جو ۱۲۶۱ء کے صلح نامہ میں دیا جانا طے پایا تھا) نظام علیخاں کو دیگا اور خزانہ عامرہ کے حوالے سے یہ لکھتا ہے کہ سوائے قلعہ دولت آباد کے نہ کسی اور قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ کسی حصہ ملک سے اس عہد نامہ کی رو سے نظام علیخاں کو عمل دخل ملا۔ حالانکہ خزانہ عامرہ کی عبارت کے کبھی یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا جو اس نے نکالا ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

”رگھناتھ راؤ ملک پنجاہ لک روپیہ قلعہ دولت آباد در جلد و لیس

اعانت بنوا ب آصف جاہ گزرا نید و اسناد مرتب کردہ بوکلا و سرکار

حوالہ نمود۔“

نظام علیجاں اور رگھناتھ راؤ میں جنگ اور اس کا سبب۔	اس جنگ اور مصالحت سے فارغ ہو کر رگھناتھ راؤ اپنے ملک انتظامات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یہ تہیہ کیا کہ گزشتہ موقع پر
---	---

جن لوگوں نے اس سے مخالفت کی تھی ان کا معقول تدارک کرے چنانچہ اسی غرض سے وہ مرج کی طرف بڑھا تاگوپال راؤ پیٹ وردھن کی تنبیہ کرے۔ نظام علیجاں کے دیوان پر تباہ و نت کو مراد خاں پر بڑا رشک تھا جب انھوں نے یہ دیکھا کہ مراد خاں کے ذریعے رگھناتھ راؤ کے ساتھ اتحاد قائم ہوا ہے اور حالیہ مہم میں کامیابی کی وجہ سے مراد خاں کو سرخ روئی بھی ہوئی تو ان کو اس کا حسد ہوا اور اس کی ریس میں راجہ پرتاب و نت نے گوپال راؤ سے مراسلت شروع کی کہ رگھناتھ راؤ سے مقابلہ کی ٹھیرے تو نظام علیجاں سے مدد حاصل کرے۔ ادھر نظام علیجاں کو اگسایا کہ مرہٹہ ریاست میں تفرقہ پیدا کرنے کے لیے یہ موقع بہتر ہے ساتھ ہی ایک تدبیر اور کی وہ یہ کہ راجہ ستتارہ (جو اس زمانے میں نابالغ تھا) کی ولیہ تلہا بائی کا انتقال ہو گیا تو خدمت ولایت تقرر طلب قرار پائی جس پر پرتاب و نت نے

۱۷۲۷ء خزانہ عامہ صفحہ ۷۲۔ ۷۳ سیواجی اور اس کے بیٹے کے بعد جب مرہٹہ ریاست میں برہمن وزراء کی قوت نیاؤ
ہندو تو دھرم سیواجی کی اولاد کو برائے نام راجہ بنا کر ستارہ میں گدی نشین کرتے تھے اور حکومت خود آپ کرتے تھے ۱۲

ایک طرف جاجی بھونسلا (راجہ ناگپور) کو اس خدمت کا مدعی بنا دیا اور دوسری جانب نظام علیاں کی طرف سے خفیہ طور پر کولاپور سے مراسلت کی تا اس خدمت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو جائے اس طرح مٹیوا مادھوراؤ اور اس کے چچا رگھناتھ راؤ کے خلاف نظام علیاں کے دیوان نے گوپال راؤ پٹ وردھن کے علاوہ جاجی بھونسلا اور کولاپور کے راجہ کی ولیہ کو بھی اگسا دیا۔ ان میں سے ہر ایک کی تائید میں چند مرہٹہ سردار (مثلاً موراہ پٹھرنویس، سدایشور اچندر فرزند اچندر شیونی، بھون راؤ مغزول پریتی ندھی) بندگان عالی سے آئے جس سے اس موقع پر ان کی فوج اور قوت بہت زیادہ ہو گئی۔ صرف لہار راؤ ہولکرا و جاجی لیکوڑا رگھناتھ راؤ کے ساتھ رہے۔ انہی کی زوری کو محسوس کر کے اس نے مقابلہ کو مناسب تصور نہ کیا اور نظام علیاں کی فوج کے ہمنوا بازو سے اگے نکل گیا اور ازنگ آباد پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ بندگان عالی اس کے تعاقب میں ازنگ آباد پہنچے تو وہ محاصرہ چھوڑ کے بھاگ نکلاؤ جاجی بھونسلا کے علاقہ میں داخل ہو کر دیہات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ جب وہاں نظام علیاں اس کے تعاقب میں پہنچے تو وہ مونگی میں چلا گیا اور پھر جنوب مشرقی سمت سے محالک محروسہ سرکار عالی میں داخل ہو کر لوٹ مار چلائی۔ نظام علیاں نے کچھ دور اس کا تعاقب کیا لیکن جب اس نے حیدرآباد کا رخ کیا تو انھوں نے خیال کیا کہ اس کے تعاقب سے ہتھوڑا کہ مرہٹوں کے مرکزی شہر پر حملہ کر دیا جائے اور اسی غرض سے وہ سید حیا پونا روانہ ہوئے۔

لے گرانٹ ڈنٹ کہتا ہے کہ یہ خطوط مرہٹہ مغلطت میں ہیں اور راجہ کولاپور سے چلے ہوئے ہیں یہ سنبھاجی کی بیوہ جی جیٹانی کے مونسو میں جو اپنے تہنی لڑکے سیواجی نامی کی نابالغی کے زمانے میں اس کی ولیہ تھی۔



نظام علیخان آصف جاہ نادی

پکتوریل عدد ر.آ.ا.د

پونہ کی تباہی

گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ جب پونہ میں یہ خبر پہنچی کہ مغل فوج آرہی ہے تو اکثر اشخاص نے اپنے مال و دولت کو تاحدا مکان منتقل کر دیا اور خود آپ کانگن کی پہاڑیوں میں جا چھپے پیشوا کا خاندان اور دفر سنگدھ بھیدیا گیا بریں ہم جانوجی کا ایک عہدہ دار سہمی باپو کورڈبہ اتنا جلد پہنچ گیا کہ بھاگنے والوں کو اس نے لوٹ لیا اور سنگدھ کے دامن کا موضع جلاڈا بندگانغالی شہر پونہ سے دو کوس کے فاصلے پر قیام فرما ہوئے اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر لوٹ کر وہ گھر جس سے کوئی رقم نہیں ملی مساکر دیا گیا اس تباہی پونہ کی وجہ دراصل راجہ پرتابنت اور جانوجی بھونسلہ تھے اور یہ سبق نظام علیجاں نے مرہٹوں ہی سے حاصل کیا تھا اولاد مجنوں کا نے اس واقعہ کی تاریخ اس مصرع سے نکالی ہے غ آتش زد پونہ را سپاہ اسلام گناہ راؤ حیدر آباد کی جانب پلٹا تو وہاں کے ناظم بہادر دل خان نے شہر کے دروازے بند کر کے ایسا معقول انتظام کیا کہ اس کو شہر میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ مل سکا اور باہر باہر ہی سے حملے کر کے رہ گیا بیرون شہر پناہ کے محلہ جات سے البتہ ایک لاکھ اسی ہزار روپے بعنوان نفع بہا اس نے حاصل کر لئے اور وہاں سے پونہ کی طرف ٹوٹا راستہ میں یہ کوشش شروع کی کہ ان مرہٹہ سرداروں کو جو نظام علیجاں کے ساتھ تھے ہموار کر لے چنانچہ ایک حصہ ملک کے علاوہ خفیہ طور سے جانوجی بھونسلہ کو اپنا طرہ دار کر لینے میں اس کو کامیابی ہو گئی گرانٹ ڈف کا بیان ہے کہ رکھناٹھ راؤ نے جانوجی کو یہ توقع دلائی کہ اس کو اُس علاقہ سے جو پیر گاؤں کے صلح نامہ کی رو سے نظام علیجاں کو دیا جانے والا تھا بیس لاکھ محال کا ملک دیا جائیگا بشرطیکہ ان سے

علحدہ ہو جائے چونکہ راجہ پرتاب دنت کے دورویہ پن سے اس کے توقعات تقریباً منقطع ہو گئے تھے اس لئے وہ رگھناتھ راؤ کی طرف داری پر رضامند و آمادہ ہو گیا۔

جنگ راکس بھون

شہر پونہ کی تباہی کے بعد بندگا نغالی پورندھر روانہ ہوئے اور دریائے بھمر کے کنارے تک تمام ملک روند ڈالا۔ اس حصہ ملک میں پہنچے تک موسم بارش آغاز ہو گیا تھا اس لئے خود بدولت نے یہ ارادہ فرمایا کہ برسات بیدر میں گزاریں لیکن جانوجی نے یہ معروضہ کیا کہ اگر اورنگ آباد میں اقامت فرمائی جائے تو مناسب ہوگا کہ وہ مرکزی مقام ہے جہاں سے بیدر بھی قریب ہے پونہ بھی اور برابر بھی۔ چونکہ اس توجیہ میں ایک معقولیت تھی اور علیحضرت کو اس کی خفیہ ساز باز کا علم بھی نہیں تھا اس لئے اس کے معروضہ کو منظور فرمایا اور غنیمت اورنگ آباد کی جانب منقطع فرمائی۔ رگھناتھ راؤ بندگا نغالی کے لشکر کے پیچھے پیچھے آگئے حتیٰ کہ نظام علیخاں دریائے گوداوری کے کنارے پہنچ گئے اور اپنے کارخانہ جات اور ایک حصہ فوج کے ہمراہ راکس بھون کے گھاٹ سے دریا کو عبور کیا اور بقیہ حصہ فوج راجہ پرتاب کی نگرانی میں دریا کے ادھر ہی کے کنارے پرکار رہا عین اس موقع پر جانوجی بھونسلہ اپنی فوج کی تنخواہ نہ پانے کے عذر پر راجہ پرتاب دنت سے علیحدہ ہو گیا اس تفرقہ سے خردوار ہو کر رگھناتھ راؤ نے ۲۸ محرم ۱۷۷۱ھ (۸ اگست ۱۷۶۳ء) کو راجہ بہادر (پرتاب دنت) پر

اچانک حملہ کر دیا۔ جانیں کی فوجیں آپس میں گتھ گتھیں معرکہ جہاں قتال گرم ہوا نظام علی خان کو اس حملہ کی خبر ہوئی تو اُنھوں نے دریا کے دوسرے کنارے ہی سے توپوں کے ذریعہ راجہ بہادر کی امداد کی کوشش کی لیکن فاصلہ بہت بڑا تھا اس لئے اس کا کوئی اثر مترتب نہ ہو سکا اور جب دیکھا کہ مدد کی کوئی صورت نہیں ہے تو خود بدولت اورنگ آباد کی سمت روانہ ہو گئے اثناء جنگ میں راجہ بہادر کی فوج کے ایک حصہ نے رگھناتھ راؤ کے ہاتھی کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ اس کو قید کر لیا جاتا لیکن اس موقع پر خود وہ اور تھارام ہری جو امر دی سے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مادھو راؤ نے اپنی فوج کے ساتھ بڑے زور کا حملہ کیا اور اپنے چچا کو چھڑایا اس نوبت پر مراد خان نے (جس کو راجہ پرتاب دنت سے دلی عداوت تھا) اپنے ایک قراول (آرڈر) کو حکم دیا کہ راجہ بہادر کے گولی مارے اس واسطے کہ اس منصوبہ کو جو اس نے رگھناتھ راؤ سے مصالحت قائم کر کے باندھا تھا راجہ بہادر کے طرز عمل سے نقصان پہنچا تھا اس کو یہ گوارا نہیں تھا کہ اپنے حلیف رگھناتھ راؤ کے مقابلہ میں راجہ پرتاب دنت کو کامیابی ہو۔ مراد خان کے آرڈر نے حکم کی تعمیل کی اور اس کی گولی برابر نشانے پر بیٹھی۔ پرتاب دنت کی روح پرواز کر گئی ہو لڑکے چٹان سپاہیوں نے اُن کا سر جسم پر سے اُتار کر نیزے پر چڑھا دیا جس کو دیکھ کر راجہ بہادر کی فوج کے قدم اکھڑ گئے آخر آصفی راجہ بہادر کے سر کو جسم سے علیحدہ کرنے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ بھرجو گولی لگنے کے راجہ بہادر تختہ عماری پر گر پڑے جس سے فوج کے قدم اکھڑ گئے۔

موسیٰ خان رکن الدولہ کا بیٹا جنگ سے منسرا ہونا۔

مرہٹہ مراسلتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیا کی طرف کے دس ہزار آدمی مارے گئے بعض دریا میں کود کر

ڈوب مرے بعض قید اور اکثر فرار ہو گئے۔ اسی موخر الذکر گروہ میں موسیٰ خاں (رکن الدولہ) بھی تھے جنہوں نے اس بھگدڑ میں بیک جامہ و دستار پونہ کی راہ لی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ میدان جنگ سے نکل کر پونہ کیوں گئے۔ اس واسطے کہ یہ جنگ نظام علی خاں اور پیشوا کے مابین ہوئی تھی وہ اگر مرہٹہ فوج کے خوف سے فرار ہوئے تھے تو یہ قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ جس کے خوف سے بھاگیں اسی کے حدود حکومت بلکہ اسی کی راجدھانی میں پناہ لیں۔

درآخا لیکہ میدان جنگ کے مضافات ہی میں اپنے مالک کے علاقہ کے بہت سارے موضع اور قلعے ایسے موجود تھے جہاں وہ باسانی پناہ گزیں ہو سکتے تھے اس موقع پر اپنے آقائے ولی کے دشمن کے شہر میں پناہ لینے سے اس سونہن کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے کہ نظام علیا کے منحرف ہو کر ان کے مخالفین سے مل لینے کی خاطر انہوں نے پونہ کی راہ لی تا اس طریقہ سے کوئی مفید صورت پیدا ہو آئندہ کے واقعات سے اس قیاس کی تائید بھی ہوتی ہے جن میں نظام علیا نے مرہٹوں کے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لی ہے اور اسی بے موقع دلچسپی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوت میں انحطاط پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ان کو سات دریا پار کی جنگی قوم سے مدد لینا پڑی۔ اکثر مورخین نے ان کے اس عمل کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن لجنہ مابین شیفتق ابن لالہ منسارام فانی نے اپنی تصنیف آثار اصفیٰ میں اس پر کافی روشنی ڈالی ہے ہم اس کتاب کی اہل عبارت کو ہدیہ قارئین کرتے ہیں جس سے اس جنگ اور اس کی بھگدڑ کے

علاوہ ہونے والے دیوان موسیٰ خان (احتشام جنگ رکن الدولہ) کے پونا جانے کی حالت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے :-

” مراد خاں کہ بابر راجہ بہادر خاں دلی داشت رنگ جنگ دگرگوں
 دیدہ یقین دانست کہ اگر راجہ بہادر ازین محاربہ زندہ ماند نخل مستی
 او بہ تیشہ ناکامی قطع خواہد کرد در عین دار و گیر قراول خود را نشان
 کرد کہ بلا تاحا شایب ضرب تیر تفنگ کار راجہ بہادر تمام شد و بمحرو
 رسیدن تیر تفنگ سر راجہ بہادر بر تختہ عماری رسید شکریاں را از
 ملاحظہ این حال قدم ثبات از جارت و فتح مبدل شکست شد فوج
 ہر اس خوردہ تاب نائرہ توپ و تیغ نیاورد و بے اختیار خود را
 در گنگ انداختہ غرق بحر فاشدند و گروہی از تیغ و تیر شربت مرگ
 چشیدند غرض عالمی تلف شد و اکثر با بہا سیری آمدند و بعضی ہلاک
 و متلع بدست عارتیاں داوہ آوارہ و شت ادبار شدہ جان خود
 بسلامت بردند میر موسیٰ خان رکن الدولہ یا یک جامہ و دستار
 از دست تاراج گراں پایہ پا خود را نزد حیدر یار خاں شیر جنگ
 رسانید و این شیر جنگ پیش ازین بدیوانی دکن سرفراز شدہ و ہر
 صلابت جنگ مجدد اکنہ کنائیدہ یہ اتفاق رائے را بیان و منجمل

وحید اللہ خان دیوان سرکار وچھپن راؤ کھنڈا کھنڈا راجہ جمع امورشو
 بود و بعد آمدن بندگان عالی از ایلگندل کنارہ از حضور نموده درپونہ
 می برد آمدن میر موسیٰ خاں باد گوش و بینی ضمیمت پنداشتہ تبوضع
 تمام پیش آمدہ بہ اتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت۔“

اس موقع پر بھی ناراین شفیت نے جان بچا کر جانے والوں میں صرف اُن اصحاب کا ذکر
 کیا ہے جنہوں نے اپنا مال و دولت غارت گردوں کو دے دلا کر اپنی جان بچائی اور اسی تذکرے کے
 بعد وہ موسیٰ خاں رکن الدولہ کا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ انہوں نے بیک جاہ و دستار تاراج
 کے ہاتھ سے نکل کر اپنے آپ کو شیر خنک کے پاس پہنچایا۔ اس سے مراد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ
 مخالفین کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنا تمام اثاثہ بطور غاصبی بہا کر
 رہائی پائی اور اگر شرائط پائی کے تحت ہی وہ پونہ پہنچے یا پہنچائے گئے ہوں تو بعید از قیاس بھی
 نہیں۔ گردھاری لال احقر نے تقریباً اُسی زمانے میں اپنی تاریخ ظفرہ لکھی ہے اور اس جنگ کے
 واقعات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس پر ایک قطعہ بھی نظم کیا ہے لیکن سخت
 ہے کہ اس میں اس نے موسیٰ خاں کے اس واقعہ سے قطعاً گریز کر دی ہے جس سے یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ یا تو اس واقعہ کو وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا یا اس لئے کہ اس نے اپنی تاریخ ان کے
 عہد دیوانی میں لکھی ہے ان کے اثر کے تحت اس پر پردہ ڈالنے پر مجبور تھا۔ ورنہ ایسا اہم واقعہ
 جس کی بنا پر ایک داروغہ ہر کارگان کو یک بیک اہم خدمت دیوانی ملی ہو اسی عہد کے ایک
 مورخ کو (جو تقریباً اس واقعہ جنگ میں شریک بھی تھا) معلوم نہ ہونا قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا۔

بہر حال اس جنگ کی اطلاع کے بعد ہی نظام علیخاں اورنگ آباد روانہ ہوئے جہاں
 وہ غرہ صفر ۱۱۷۳ھ (۱۱ اگست ۱۷۷۳ء) کو پہنچے۔ بقول گرانٹ ڈون یہ جنگ دو روز تک ہوتی
 رہی اس کے بعد رگھناتھ راؤ بھی دریا کو عبور کر کے نظام علیخاں کے پیچھے ہی اورنگ آباد پہنچا
 اور شہر کا محاصرہ کر لیا وہاں کے صوبہ دار درگاہ قلی خاں سالار جنگ نے شہر کا انتظام محمول کھا
 تھا۔ حملہ میں اس کو کامیابی ہونے نہ پائی اور وہ پسا کر دیا گیا اور صلح ہو گئی۔ جس میں
 رگھناتھ راؤ نے نظام علیخاں کی اس ہمدردی اور امداد کے نظر کرتے جو انہوں نے اس کے نتیجے
 باد و صوراؤ کے مقابلہ کے وقت اس کے ساتھ کی تھی اپنے عہدہ داروں میں مشورۃً یہ تحریک کی
 اس علاقہ میں سے جو پیر گاؤں کے صلح نامہ کی رو سے نظام علیخاں کو دیا جانا چاہئے تھا۔
 بتیں بلکہ کالک جاجو جی کو دیا جائے اور باقی نظام علیخاں کو لیکن اس کے عہدہ داروں نے
 اس سے اتفاق نہ کیا اور اسی کو اس امر پر راضی کر لیا کہ بعض انیس لاکھ کے عوض دس لاکھ
 محمول کا عہدہ قند گانہ عالی کو دیا جائے پنا پنچہ صلح نامہ میں یہی طے پایا اسی صلح نامہ کی رو سے
 یہ بھی طے پانا کہ گویاں راؤ پٹ دروہن کو حسب سابق قلعہ مرج تقویض کر دیا جائے اس کی مکمل
 کھلی ہوئی گانہ عالی اور رگھناتھ راؤ کی باہمی ملاقات ہوتی دوران گفتگو میں انہوں نے جنگ
 راکھناتھ راؤ کی ناکامی کا الزام راجہ پرتاب ورت کی سوجھ بوجھ پر رکھا اسی ملاقات میں رگھناتھ
 راؤ نے قلعہ مرج تقویض کی گارنٹی کی ہم میں جو کچھ مدد نظام علیخاں کی جانب سے اس کو دی گئی
 وہ قابلِ تہنات تھی اس صلح نامہ کے بموجب کائنات گزشتہ پیش گئے اور جب جاجو جی جو
 کوس کے کاعدات گزشتہ دئے جانے لگے تو جہاد یو راؤ نے جاجو جی کو اس کی دغا بازی پر

بڑی اہانت ملامت کی اور اس پر یہ الزام لگایا کہ ایسے نامعقول طریقے سے اُس نے ایک ایسی سلطنت کی تباہی کا ارادہ کیا تھا جس کے ایک رئیس نے اس کے باپ کو سرفراز کیا اور ہندوؤں کو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

خدمت دیوانی پر کنالہ
کی سرفرازی اور اس کا سبب

راجہ پرتاب و نت دیوان کے جنگ میں کام آجانے سے خدمت دیوانی تقرر طلب تھی مگر فی الحال کوئی موزوں شخص بندگان عالی کو نظر نہیں آتا تھا اور مناسب نہیں تصور کرتے تھے کہ یہ خدمت عرصہ تک تقرر طلب رہے اس لئے انھوں نے متوفی دیوان کے کمن پوتے جنہا راجہ کو اس پر نامزد فرمایا جو صاحب تیاریخ ظفرہ کے بیان کے بموجب دو مہینے اس خدمت پر مامور رہے شیرجنگ نظام علیاں کی آذر دہلی کی وجہ سے پونہ میں مقیم ہو گئے تھے جب موسیٰ خاں میدان جنگ سے نکل کر پونہ میں ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے تجویز یہ نکالی کہ موسیٰ خاں کو نظام علیاں سے اپنی صفائی کا ذریعہ بنائیں اس غرض کے لئے انھوں نے مراد خان کو اپنا ہم خیال بنایا اور چونکہ وہ اور گھنٹاڈ پہلے ہی سے راجہ پرتاب و نت کے مخالف تھے اس لئے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ راجہ پرتاب و نت کا پوتا نظام علیاں کا دیوان بنے کیونکہ اس صورت میں اس امر کا امکان تھا کہ جنہا راجہ اپنے دادا کا بدلہ لینے کی خاطر گھنٹاڈ راؤ اور مراد خاں کے خلاف کارروائی شروع کر دے اس لئے شیرجنگ اور مراد خان نے موسیٰ خاں کو دیوان بنانے کی کوشش کی اور متذکرہ صدر صلح نامہ کے شرائط میں ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ خدمت دیوانی پر



رکن الدولہ احتشام جنگ میر موسیٰ خان

موسٰی خاں مامور کئے جائیں اور اُدھر شیر جنگ نے موسٰی خاں کو دیوان بنانے کی گوش کر کے خود ان کے ساتھ یہ قرار داد کی کہ دیوان ہو جائیں تو وہ نظام علیخاں کی اس غلط فہمی یا سوؤ ظنی کو رفع کریں جو شیر جنگ کی نسبت ان کو پیدا ہو گئی تھی اور پھر انھیں حصوری طلب کر کے باریاب کر اویں چنانچہ اس شرط صلح اور باہمی مفاہمت کو صاحب آثار آصفی نے اس طرح بیان کیا ہے :-

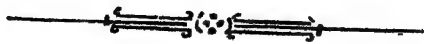
”..... (شیر جنگ) آمدن میر موسٰی خاں بادو گوش و مینی نصیبت

پنداشتہ تبواضع تمام پیش آمدہ باتفاق محمد مراد خاں بنائے
صلح گذاشت و از شروط صلح این ہم قرار داد کہ بجائے راجہ
پر تاب و نت از انتقالش میر موسٰی خاں مدار کار شود و از میر
موسٰی خاں کہ ناآزمودہ کار و سید صاف طینت و مقرب الحضر
بندگانعالی پویدہ ہو و موافق مضبوط کرد کہ ہر گاہ ازیں مجلسی
یافتہ بحضور رود و بر مدار الہامی مامور شود عفو تقصیرات شیر جنگ
کنائیدہ از جانب مرہطہ طلب داشتہ خیل امور جزو کل سازد
میر موسٰی خاں از آں حالت کہ زندگانی خود و شوارمی دانست
جلیل القدر مدار الہامی زیادہ از حوصلہ خود تصور کردہ با شیر جنگ
عہد کرد کہ با یکجائیے پسر شہنشاہ و زندگی با محض متوجہ شہنشاہ شود چہ جا کہ
بر اس مرتبہ ملکہ پسر شہنشاہی فرمایند بارانچہ نام و فرماں بری مگر نخواستہ بود...

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جس وقت موسیٰ خاں شیر خنگ کے پاس بے سرو سامانی کے عالم میں پہنچے ہیں ان کی زندگی دشوار تھی چہ جائے کہ ان کو عہدہ مدارالمہامی کا خیال ہو اسی بناء پر انھوں نے اس خدمت کو اپنے حوصلہ سے زیادہ تصور کر کے شیر خنگ سے یہ اقرار کیا کہ ”میں آپ کے فرزند کے مانند ہوں میری زندگی محض آپ کی توجہ سے ہو رہی ہے اگر اس بلند مرتبہ پر مجھے سرفراز فرمائیں تو اس صورت میں آپ کی اطاعت و فرمانبرداری سوائے مجھ سے اور کیا ہو سکتا ہے“ یعنی انھوں نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ خدمتِ دولانی سے گویا خود شیر خنگ ان کو سرفراز کر رہے ہیں اور تا زندگی انھوں نے کبھی اس احسان کو فراموش بھی نہیں کیا اور آخر تک اپنا بزرگ سمجھ رہے۔ بہر حال اس مناجات کے بعد بندگانِ عالی نے حسبِ قرارِ دولتی خاںِ نظام جنگ کو خطاب رکن الدولہ اور میرزا فتح اور کنٹھ مراد محمدت فرما کر خدمتِ دولانی سے سرفراز فرمایا اس خدمت پر مامور ہو کر رکن الدولہ نے یہ اظہارِ امتنان و تمجیل اقرار سب سے پہلے یہ کوشش کی کہ نظام علی خاں کے دل سے اس طبعی کورج کریں جو شیر خنگ کی نسبت پیدا ہو گئی تھی۔ آخر اس میں ان کو کامیابی ہوئی چنانچہ انھوں نے شیر خنگ کو پونہ سے طلب کیا اور لینے تو سب سے باریاب کیا اور چونکہ شیر خنگ صلابت کے عہد میں دیوانِ دکن رہ چکے تھے اور اصل وجہ سے ریاست کے جزو کل امور سے واقف اور شکر کے عہدہ داروں اور بامیوں سے شناسائی رکھتے تھے وہ خود امورِ ریاست کا روبرو سلطنت میں حصہ لینے لگے رکن الدولہ بظاہر مدارالمہام تھے لیکن جمیع جماعتِ ریاست کا اجرا نہیں کی صوابدید پر محض خاص صاحبِ حلیۃ العالم اسی واقعہ کو حسبِ میلان بیان کرتا ہے۔

در عہد نواب آصف جاہ ثانی در اوائل مدارالمہامی رکن الدولہ امو
ریاست بصوابدید آں امیر روشن تدبیر (شیرخنگ) تنشیت می یافت
بعد از آں کہ بنا بر کبر سن اگرچہ دست از آں کشید اما زمام وصول
ریاست در قبضہ اختیار آں والا افتد ار بود.....“

نظام علیجاں کا ہتھیار دھونی کی شہادت
م ۹ ستمبر ۱۸۶۳ء کو اورنگ آباد سے نکلے اور ارادہ یہ کیا کہ سیر و شکار کرتے اور بید رہتے
ہوئے حیدر آباد پہنچیں اور وہاں کے انتظامات سے فارغ ہو کر ادھونی کی جانب متوجہ
ہوں کہ بسالت جنگ تقریباً اس زمانہ سے جب سے کہ صلابت جنگ پھیلی بندر سے
واپس ہوئے تھے ریاست کے لئے خیالات خام پکا رہے تھے اور اس دوران میں جب کہ
نظام علیجاں زمام ریاست کو ہاتھ میں لینے اور اس کے بعد مرہٹوں کے مقابلے میں لگے
ہوئے تھے ان کے اس خیال میں ترقی ہوتی رہی ان کے طرز عمل پر معلومات حاصل کرنے کے
بعد (جو اوراق مابعد میں مذکور ہے) ان کے ساتھ نظام علیجاں کے سلوک کا صحیح اندازہ
کیا جاسکیگا۔



بسالت جنگ کی جدوجہد

حصوں اقتدار و ریاست کیلئے
بسالت جنگ کی مساعی

حیدر جنگ کے قتل کے بعد نظام علیاں برار، صلابت جنگ حیدر آباد اور موسیٰ بوسنی پانڈیجیری روانہ ہو گئے اور جب سرکاران شمالی میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے مابین جنگ ہونے لگی تو صلابت جنگ فرانسیسیوں کو مدد دینے کی خاطر حیدر آباد سے پھیلی بندر روانہ ہوئے لیکن وہ بعد ازاں موقع پر پہنچے اور انگریزوں کی کامیابی سے مطلع ہو کر ان سے مصالحت کی کوشش کرنے لگے اس دوران میں ان کو اطلاع ملی کہ نظام علیاں برار سے حیدر آباد آرہے ہیں۔ نتیجہ میں اپنی فوج کے ساتھ حیدر آباد کی راہ لی بسالت جنگ (جو اب تک پجیت وکیل صلابت جنگ کے ساتھ تھے) اُن سے علیحدہ ہو کر اپنی جاگیر (ادھونی) کو چلے گئے اور ایک دستہ فراسی فوج کا حیدر جنگ مقتول کے بھائی ذوالفقار جنگ کے تحت نوکر رکھ لیا اور اپنے علاقہ سے نجیب اللہ قلندر نیلور اور اُن بڑے بڑے پالیگاؤں کو جو دریائے پنا کے کنارے رہتے تھے شاہی شکیش کی ادائیگی کی نسبت تاکید کی خطوط لکھے اور یہ ظاہر کیا کہ منجانب شہنشاہ وہ اس غرض کے لئے مامور ہوئے ہیں۔

فرانسیسیوں کے تعلقات
بسالت جنگ کے ساتھ

اسی عرصہ میں موسیٰ بوسنی کو یہ توقع پیدا ہو گئی تھی کہ وہ صلابت جنگ سے مکرر اتحاد قائم کر لیگا اور یہ منصوبہ باندھ رہا تھا کہ صلابت جنگ سے

عرض معروض کر کے کرناٹک کی قیادت بسات جنگ کے نام پر منظور کرادے تاکہ وہ (بسات جنگ) وقتاً فوقتاً انگریزوں کے مقابلے میں فرانسیسیوں کی مدد کرتے ہیں اور یہ ہتھیہ کیا کہ وہ ایک دستہ فوج کے ساتھ بسات جنگ کے پاس جا کر یہ معاہدہ طے کرے کہ کرناٹک کی قیادت ملنے پر وہ اس کی مدد کرتے رہیں۔ اسی دوران میں اُس کو فوڈا (وانڈیو کش) کی فتح کی اطلاع ملی جس کی وجہ سے وہ مقبوضات جدیدہ کے نئے انتظامات کی خاطر اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے سے ایک عرصہ تک باز رہا۔ اس دوران میں بسات جنگ نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی چنانچہ انھوں نے پوئور پہنچ کر یہ اعلان کر دیا کہ اب نیلور پر حملہ کر دیں گے۔ لیکن جب وہ پیار کے قریب پہنچے تو انہوں نے جنوب کی سمت جانے کے عوض مغربی رخ اختیار کیا اور ۱۰۔ ستمبر (م ۱۷۔ محرم) کو ساٹگام کے میدان میں اترے جو پوئور سے سولہ میل پر ایک ندی کے کنارے واقع ہے یہاں پہنچ کر انھوں نے نجیب اللہ اور تین اور زمینداروں کو طلب کیا کہ وہ بذات خود حاضر ہو کر نذر و شکیش داخل کریں۔ لیکن ان سب نے بہ لطائف اخیل ٹال دیا۔ آخر وہ اپنی تمام فوج کے ساتھ دیرا عبور کے یکم اکتوبر (م ۸۔ صفر) کو پیدا پورم میں قیام پذیر ہوئے اور موسیٰ بوسی کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ بوسی ۱۸۔ اکتوبر (م ۲۵۔ صفر) کو آرکٹ سے نکل چکا تھا کہ وندو اسی کی فرانسسی فوج تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ ہو گئی اُس کا کچھ اثر خود اس کی رکاب کی فوج میں بھی پیدا ہونے لگا تو اس نے فوج کے تمام سپاہیوں کو انکی اپنی تنخواہوں کا ایک ایک حصہ دیکر سمجھا دیا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے راستہ کا رخ بدلا۔ انگریز وندو سٹی

شکست کھا کر گنجپورم پر اٹھیرے جہاں سے گورنمنٹ مدراس نے کیپٹن مور کے تحت نو سو سپاہی
کی فوج بآلت جنگ کی طرف روانہ کی۔ وہ اس زمانہ میں سید پورم ہی میں مقیم تھے یہ فوج اس
عرض سے بھی گئی تھی کہ بآلت جنگ کو بوسی کی فوج سے ملنے نہ دے۔ بنگر یا جیم اور وامرہ
وینکٹ پٹھ کے پالیکھا بنگ انگریزوں کے طرف دار تھے۔ لیکن جب وہ انگریزی فوج کی
امداد سے مایوس ہو گئے تو سمپت راؤ کے توسل سے بآلت جنگ کے پاس چلے گئے
محفوظ خاں اور سمپت راؤ نے اپنے ایک وکیل کے ذریعہ بآلت جنگ کے ساتھ مفاہمت
کر لی۔ سمپت راؤ نے یہ خیال کیا کہ اگر بآلت جنگ نواب کرناٹک ہو جائیں تو وہ اس کو
اپنا دیوان بنالیں گے اور جب وہ اپنے کاروبار کے تحت اپنے مرکز (ادھونی) کو لوٹ جائیں گے
تو کرناٹک میں محفوظ خاں کو اپنا نائب مقرر کر دیں گے اور (محفوظ خاں سمپت راؤ اور
بآلت جنگ میں) یہ مشورہ ہونے لگا کہ فرانسیسیوں سے کیا معاہدہ طے کیا جائے۔ اس
پیرامی کا بیان ہے کہ صلوات جنگ کے دربار کا ایک امیر جو نظام علی خاں کا ایک معتبر
طرفدار تھا بآلت جنگ کے پاس پہنچا تا ان کو انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کی مدد حاصل

۱۔ یہ پہلے نو ذی الحجہ ۱۲۰۱ء کا بیان تھا ان کے انتقال کے بعد بیٹے محمد علی کے پاس ہی رہا۔ انھوں نے
اس کا اعتبار نہ کیا تو وہ مدراس کے محاصرے کے کچھ ہی عرصہ قبل اپنی تمام دولت لیکر کاستری میں جا رہا اور موجودہ نواب کرناٹک سے
برخاستہ خاطر ہو کر محفوظ خاں سے مل کر نئے ولی میں ایک فساد چا کر کھا تھا۔

۲۔ یہ نو ذی الحجہ ۱۲۰۱ء کا بیان ہے اور محمد علی خاں کے بڑے علاقہ بھائی تھے اور محمد علی خاں سے بڑا
ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ریاست کرناٹک کا اتق قرار دیتے تھے اور حصول ریاست کے لئے ہمیشہ اپنے بھائی کے مقابلے کیا

کرنے سے باز رکھے اور اس کے صلے میں ان کو مزید جاگیر و عظیمہ کی توقع دلائی گئی افسوس ہے کہ اُن امیر کا نام و نشان نہ آرمی کو معلوم ہو سکا نہ ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ بسات جنگ آخر سمیت راؤ کے مشورے پر نائل ہوئے اور اگر انگریزی فوج کا استری میں نہ پہنچی ہوتی تو وہ (بسات جنگ) کرناٹک کے علاقہ میں دھنسل ہو گئے ہوتے انگریزوں کے کا استری میں آجانے کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی پست ہمت ہو گئے کہ موسیٰ بوسی اپنی معینہ یارنج کے بعد بھی سید اپورم نہ آیا۔ جہاں اُن سے ملنے کی قرارداد ہوئی تھی۔ جب اُن (بسات جنگ) وند واسی کی فرانسیسی سپاہیوں کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ پناہ کو عبور کر کے شمال مغربی سمت میں کڈپہ چلے گئے اُن کی فرانسیسی فوج ان کے ساتھ رہی اور فرانسیسی عہدہ دار اُن کو یقین دلاتے ہیں کہ بوسی اُن سے کڈپہ میں آلیگا بوسی کو یہ اطلاع ۲۴ اکتوبر ۱۸۵۷ء (۲ ربیع الثانی) کو ملی اور وہ فوج کی صرف تین کمپنیوں کے ساتھ اُسی دن نکلا اور ۱۰ نومبر ۱۸۵۷ء (۹ ربیع الثانی) کو بسات جنگ کے کیمپ میں پہنچا جو کڈپہ سے چھ میل پر ایک میدان میں قائم ہوا تھا بسات جنگ کے رکاب کی فرانسیسی فوج کو تنخواہ کے علاوہ سامان رسد کی بھی سخت تکلیف تھی اور ان کی ضروریات کی پابجائی میں عہدہ داروں نے اپنی ایک ایک چیز فروخت کر دی تھی نہیں تکالیف کی وجہ سے یہ فوج بھی باغی ہونے پر آمادہ تھی۔ بوسی سے مل کر بسات جنگ نے اپنے یہ شرائط پیش کئے :-

(۱) فرانسیسی اُن (بسات جنگ) کو آ رکاٹے کا خود مختار ممالک تصور کریں۔	بسات جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ
--	--

(۲) فرانسیسی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کو اُن کے تفویض کریں۔

(۳) اُن ممالک کی آمدنی کا صرف ایک ثلث حصہ بسالت جنگ ان کے حق میں

چھوڑ دیں گے۔

(۴) اس کے بعد جو حصہ ملک فتح ہو وہ بلا شرکت غیر سے خود اُن کی ملک ہوگا

(۵) ریاست کے کاروبار دیوان چلائیں گے جس کو وہ خود مامور کریں گے۔

(۶) فرانسیسی اس امر پر حلف اٹھالیں کہ اگر نظام علیجاں کرناٹک میں داخل ہو

بسالت جنگ کی مدد کریں گے اور اگر فرانسیسی انگریزوں سے صلح کر لیں یا اُن کو فتح کر لیں تو نظام علیجاں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کا ایک حصہ وہ اُن (بسالت جنگ) کو دے

(۷) صلح ہو جانے کے بعد کرناٹک اور اس کے محالات پر بسالت جنگ قابض

رہیں گے اور فرانسیسی کسی حصہ آمدنی کے مستوجب نہیں ہوں گے۔

(۸) بسالت جنگ کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہیں دکن میں داخل ہوں۔

(۹) جب کبھی وہ اپنے مرکزی مقام سے نکلیں تو فرانسیسیوں کو چاہئے کہ وہاں کی

خاطت تین سو یورپین اور دو ہزار دیسی سپاہیوں اور توپ خانہ اور آلات حرب و

ضرب کے ساتھ کریں اور اس کے اخراجات کرناٹک کی آمدنی سے بسالت جنگ ادا کر دینگے

(۱۰) ایک عرصہ سے بسالت جنگ کی فوج کی تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی تھی اور بسالت جنگ

کی شہادت کے بعد سے وہ کرناٹک میں خدمات بجالانے سے پہلو ہتی کرتی تھی اس لئے

موسیٰ بوسی کو چاہئے کہ چار لاکھ روپیہ قرض دے تاکہ اس رقم سے فوج کی تنخواہ ادا کر کے

اس کو پیش قدمی پر رضامند و آمادہ کیا جاسکے۔

(۱۱) موسیٰ بوسی کو اگر اس معاہدے پر عمل کرنا منظور نہ ہو تو بابت جنگ کے آرکٹ

پہنچنے کے بعد اس کی فوج پُر امن طریقہ سے ان کے علاقہ سے باہر ہو جائے۔

ان شرائط کا مسودہ سمیت رائے نے مرتب کیا تھا تاہم یہ ہے کہ ایک ایسی قوم کا

کوئی رکن جس کا طرح نظر جلب منفعت اور ملک گیری ہو ان شرائط کو کس طرح منظور کر سکتا

بوسی نے ان کو پسند نہ کیا اور دوسرے شرائط پیش کئے جن کو بابت جنگ نے منظور

اور اس کی صلاح سے ایک فرمان جاری کیا۔ جس کی رو سے صوبہ آرکٹ فرانسیسیوں کو

دیدیا گیا اور یہ احکام نافذ کر دئے گئے کہ اس علاقہ کے تمام زمیندار پالیگا فرانسیسی گورنمنٹ

کو مقررہ نذرانہ و پیشکش ادا کیا کریں۔ اس تصفیہ کے بعد بوسی نے بابت جنگ ہی کی رقم

سے ضروریات فوج کی تکمیل کر لی اور چھ دن ۱۶ نومبر (م ۲۵ ربیع الاول) کو واپس ہوا

اور ۱۰ دسمبر ۱۷۵۹ء (م ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۰ھ) کو آرکٹ پہنچا۔

بابت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے اس واقعہ کے مہینہ دو مہینہ کے اندر اندر اوڈگیر کی جنگ

معاملات ریاست میں ختم ہونا ہوئی جس کے بعد نظام علیجاں راجنڈری گئے تو بابت جنگ

صلابت جنگ کے پاس پہنچے اور ان کے وکیل مطلق کی حیثیت سے کاروبار ریاست میں

دخیل ہو گئے صاحب سوانح دکن کا بیان ہے کہ اس دفعہ ان کے انتظام سے بچہ خرچ طرہ گیا

اور آمدنی گھٹ گئی۔ جس کی وجہ سے فوج قابو سے باہر ہو گئی اور ہر ایک امیر اپنے قدح کی

منانے لگا ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ اس وہلہ میں سبالت جنگ نے کاروبار ریاست زیادہ عرصہ تک انجام نہیں دئے سال چھ مہینے میں کسی ریاست کے مدخل و مخارج کی کمی یا اضافہ کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس نوبت پر آمدنی کی کمی کا الزام ان پر عائد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جنگ او دیگر میں جو صلح ہوئی تھی اس کی رُو سے تقریباً ساٹھ لاکھ محاصل کا نقصان ہو گیا تھا اور یہ انصاف سے بعید ہے کہ اس کمی کا الزام سبالت جنگ کے ذمہ عائد کیا جائے بہر حال اس دوران میں سبالت جنگ کو یہ سوجھی کہ اپنی جاگیر کے اطراف کے علاقے کو ریاست کی فوج کے ذریعہ اپنے زیر اثر لائیں چنانچہ وہ صلابت جنگ کو لیکر بیجا پور کی طرف روانہ ہوئے ابھی بلاری تک ہی پہنچے تھے کہ سبکا نغالی کو سبالت جنگ کے طرز عمل کی خبر ملی اور وہ بہ منازل طولانی بھائی کے پیچھے روانہ ہوئے جب ان کی آمد کی خبر ملی تو سبالت جنگ صلابت جنگ کو چھوڑ کر ادھونی چلے گئے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے ریاست کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ یا تو اپنے جلب منفعت کی غرض سے کر رہے تھے یا نظام علیجا کے منصوبوں کو نقصان پہنچانے کے لئے جب ان کو ان کے آنے کی خبر ملی تو وہ اسی وجہ سے سب چھوڑ چھاڑ اپنی جاگیر کو چلے گئے رنست خاں فوجدار کرنول ان کی طرفداری پر آمادہ ہو گئے اور یہ دونوں متحد ہو کر بڑے منصوبے باندھنے لگے۔ اس دوران میں نظام علیجا مرہٹوں کے معاملات میں گتھے رہے جسکی وجہ سے ان کو موقع نہیں ملا کہ سبالت جنگ کی

لئے یہ علاقہ یا تو مرہٹوں کی دست برد سے یا حید علیجا کی مداخلت کے باعث انکی دست رس سے باہر ہو رہا تھا۔

تہدید و تنبیہ کرتے یہاں تک کہ راکس بھون کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے جنوبی معاملات میں دلچسپی لینے کا ہتھیہ کیا۔

صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق مورخین کا بیان

جب نظام علیاں حیدر آباد کے ارادے سے اورنگ آباد نکلے تو ان کو اطلاع ملی کہ ۸ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ (۱۷۶۳ء) کو بیدریں صلابت جنگ کا انتقال ہو گیا ان کی وجہ مرگ کے متعلق گرانٹ ڈون ہتھیہ کہ نظام علیاں نے ان کو ہلاک کروا دیا۔ صاحب مآثر آصفیؒ کا بیان بھی یہی ہے صاحب حدیقۃ العالم کہتا ہے کہ ان کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ اور صاحب اندازہ واقعات دکن کا بیان ہے کہ صلابت جنگ نے قید خانہ سے نکل جانے کی چند بار ناکام کوششیں کیں جس پر وہ ہلاک کئے گئے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ صلابت جنگ کی یکایک موت کی اطلاع پر مورخین نے اپنا اپنا قیاس لگایا ہے لیکن کسی مورخ نے اپنا ذریعہ معلومات نہیں بتایا ہے جس سے حقیقت واقعہ پر کوئی تنقیدی نظر ڈالی جاسکتی تاہم ہمارے خیال میں ایسا کوئی قیاس قائم کرنے سے پیشتر یہ امر غور طلب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہلاک کرنے کے لئے یہ محل یا موضع تھا بھی یا نہیں۔ ہم ایسی کوئی کافی وجہ نہیں پاتے جس پر سے یہ قیاس کیا جاسکے کہ نظام علیاں اپنے بھائی کی موت کا باعث ہوئے جب انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کر دیا اور وہ ہر طرح سلطنت پر قابض ہو چکے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان کی جان کے

۱۔ ہرٹج آت وی مرٹھاہن جلد اول صفحہ ۲۶۶۔

۲۔ مآثر آصفی ص ۶۷ دوم ورق ۶۷۔

۳۔ حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۲۔

درپے ہوتے اس کا امکان اسی وقت تھا جب کہ انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کیا تھا نہ کہ اس کے تیرہ مہینے بعد اگر یہ تصور کیا جائے کہ رکھنا تھراؤ کے غلبہ پانے کی وجہ سے ^{انیشہ} انیشہ تھا کہ وہ بجائے نظام علیخاں کے صلابت جنگ کو پھر تخت پر بٹھا دے گا جیسا کہ حقیقۃً ^{العالم} العالم میں بتایا گیا ہے تو یہ اس وجہ سے باور نہیں کیا جاسکتا کہ جنگ کے ساتھ ہی رکھنا تھراؤ ^{راؤ} راؤ نظام علیخاں کے تعاقب میں اوزنگ آباد پہنچ گیا جہاں اس سے صلح ہو گئی اگر وہ صلابت ^{جنگ} جنگ ہی کی طرف داری پر مائل ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ دریائے گوداوری کے اُسی کنارے سے جہاں جنگ ہوئی تھی وہ بیدر کی طرف روانہ ہو جاتا اور صلابت جنگ کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیتا۔

بالت جنگ کو صلابت جنگ کے | صلابت جنگ خواہ اپنی مرگ طبعی سے مرے ہوں خواہ کسی رحلت کی اطلاع پر بیگمانی نے ان کو قتل کیا ہو مگر ان کی موت کی اچانک اطلاع جب بالت جنگ کو پہنچی تو ان کو نظام علیخاں سے اور سُو وِطنی پیدا ہو گئی اور ان کو ان کے غاشیہ برداروں نے یقین دلا دیا کہ نظام علیخاں ہی نے ان کو ہلاک کر دیا ہے اب اگر بالت جنگ اُن کے ہاتھ لگ جائیں تو اُن کی بھی خیر نہیں اس کے بعد نظام علیخاں کے اور زیادہ مخالفین اور فوجدار کر فیل کے ساتھ متحد ہو کر آدھ پیکار ہو گئے۔

نظام علیخاں کو اپنے بھائی (صلابت جنگ) کے انتقال کی اطلاع ملی تو اُس نے بہت کچھ اظہارِ ملال کیا اور حسب دستور تین دن تک ڈیوڑھی کی نوبت نوازی ہوئی کرادی اور تین دن تک خود بدولت برآمد نہیں ہوئے فاتحہ زیارت کے بعد دربارِ شہزادہ

شوراپور کے زمیندار نے عرصہ سے شکایتیں ادا نہیں کی تھی اس لئے وہاں
 ہی میں بندگانِ عالی نے ظفر الدولہ کو اس کے وصول کرنے کے لئے مامور کیا اور آجیاد
 رونق افروز ہوئے یہاں پہنچ کر اعلیٰ حضرت نے مراد خاں اور اس کے خلیفے بھائی بہت
 کو قلعہ گوکٹنڈہ میں قید کر دیا کہ انھوں نے رگھوناتھ راؤ سے ساز باز کر لی تھی اور اس بھون
 کی جنگ میں افواجِ بندگانِ عالی کی شکست کا باعث دراصل یہی مراد خان نامراد تھا۔

بالت جنگ پ نظام علیاں کی فوج کشی | اس کے بعد نظام علیاں حیدرآباد سے ادھونی روانہ ہوئے جب اُن کا لشکر دریائے تنگبھدرا کے قریب پہنچ گیا اور بالت جنگ نے اپنے آپ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو کرنول کے قلعہ میں متحصن ہو گئے۔

نظام علیاں نے رسل و رسائل اور قاصد و المچی کے ذریعے فہمائش کی اور اُن کی گذشتہ فروگزاشتوں کی معافی اور ان کی جاگیر ادھونی اُن پر حسب سابق بحال رکھنے کا وعدہ کیا جس کے بعد بالت جنگ رنست پھاں فوجدار کرنول کے ہمراہ ۱۵ صفر ۱۱۷۷ھ (۱۴ اگست ۱۷۶۴ء) کو بنڈگانہ عالی کی خدمت میں حاضر اور قذمبوسی سے مشرف ہوئے اور حسب قرارداد ان کی جاگیر اُن پر بحال کر دی گئی۔

نظام علیجاں کرناٹک میں

چندر بدن اور ہیار کا قصہ عشق | ادھونی کی مہم سے فراغت پا کر خود بدولت تیرپتی روانہ ہوا اس پر
اور ان دونوں کی قبر کی زیارت | صاحب توڑک آصفیہ نے ذکر کیا ہے کہ موضع کدیری کو طیس

ایک قبر پائی گئی جس کے دو تھوید تھے بند گانغالی نے اس کو ملاحظہ کر کے دریافت فرمایا
کہ اس کی کیا وجہ ہے اور یہ قبر کس کی ہے معلوم ہوا کہ اس میں ہیار نامی عاشق اور اس کی
معشوقہ چندر بدن دفن ہیں۔ بند گانغالی کا قیام اس موضع میں تین روز رہا شکر کے اکثر
لوگ اس قبر کی زیارت کرتے رہے چوتھے روز وہاں سے کوچ ہوا اور سواری کو ہستان

لے مورخ موصوف کا بیان ہے کہ ان دونوں کے معاشقہ کا واقعہ ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں گزرا ہے لیکن تاریخ
کے شائع کنندہ میر احمد علی صاحب موسیٰ کہتے ہیں کہ انھوں نے بعض نسخوں میں اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد میں لکھا پایا ہے
اور یہی زیادہ صحیح ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کا ذکر فرشتہ فطرتی مشورت تاریخ میں نہیں کیا ہے جو ابراہیم عادل شاہ
ہی کے زمانہ کا مرتب ہے البتہ اس کا ذکر تاریخ عادل شاہیہ کے مصنف نے کیا ہے جو اس واقعہ کو محمد عادل شاہ
کے عہد سے متعلق کرتا ہے قیاس یہ ہوتا ہے کہ شاہ تجلی مصنف توڑک آصفیہ نے اس واقعہ کو پیکل شنوی مفصلاً
لکھا ہے کیونکہ اپنی تاریخ میں جہاں انھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے وہیں اپنے چند اشعار بھی لکھے ہیں جن سے اس
قصہ کا ذرا سا خاکہ ذہن میں آجاتا ہے ممکن ہے کہ ان کا ماخذ چندر بدن و ہیار کی وہ اردو شنوی ہو جس کو
مرزا محمد متیم قسیمی نے شائد اور شائد کے مابین لکھا ہے۔

تہیتی میں داخل ہو ہی اطراف کے چھوٹے چھوٹے زمیندار اور پالیگاروں نے خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے پیشکش داخل کئے۔

نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر
نواب کرناٹک کا مدراس چلا جانا

نواب کرناٹک کو جب بندگانِ عالی کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آرکاٹ چھوڑ مدراس چلے گئے اس چڑھائی کی وجہ تھی کہ کرناٹک کا علاقہ صوبہ دکن میں شامل تھا جس پر نظام علیخاں منجانب شہنشاہِ مغلیہ صوبہ مقرر ہوئے تھے اور نواب کرناٹک صوبہ دار دکن کے زیر اثر و اقتدار ہوتا تھا۔ لیکن موجود نواب ان کی سیادت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور سالانہ واجب الادا رقم عطا نہیں کر رہے تھے نظام علیخاں کے کرناٹک میں آنے کی غرض یہی تھی کہ ان کو راہِ راست پر لائیں لیکن جب محمد علیخاں نواب کرناٹک کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو ان سے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی اور وہ سیلانگریزی کمپنی کی حمایت میں چلے گئے جس پر بندگانِ عالی نے یہ مناسب خیال کیا کہ اپنے پاس سے کسی دیرینہ کارامیر کو بحیثیت سیفِ مدراس بھیجیں تاکہ وہ خود نواب کرناٹک کو حکمتِ عملی سے راہِ راست پر لگالائے اور اس غرض کے لئے نیز الملک فیہ الحیدر یارخاں شیرخنگ کا انتخاب فرمایا امثال امر میں وہ مدراس گئے اور نشیبِ فراز سے نواب کرناٹک کو آگاہ کر کے ہموار کر لیا لیکن ان پر نظام علیخاں کا رعب ایسا سبوتا ہو گیا تھا کہ وہ بذاتِ خود بندگانِ عالی کے حضور میں نہ آ سکے البتہ اپنا ذمگی پیشکش اور اپنی تدریس شیرخنگ ہی کے ذریعے داخل کر دیں اور آئندہ اطاعت کا اقرار کر لیا۔

نظام علیخاں کا کرناٹک پر حملہ کرنا
اور اس کے متعلق انگریزی حوالہ کی بیان

اس موقع پر نظام علیخاں کے کرناٹک میں آنے کے متعلق بھی جان

بیان کیا ہے کہ انھوں نے ۱۹۶۵ء (۱۱۷ھ) میں کرناٹک پر حملہ کیا لیکن وہ پسپا کیئے گئے خدا جانے اس پسپائی کا داخلہ اس کو کہاں سے ملا۔ برگس نے بھی اپنی کتاب بی نظام میں لکھا ہے کہ کرنل کمیل نے نظام علیجاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کا یہ بیان بھی ہماری نظر میں قابل تحقیق ہے اس واسطے کہ ۱۹۶۳ء کے اختتام سے جون ۱۹۶۶ء تک مدراس گورنمنٹ سے مختلف رسالے اور پلانز مہر کر دی اور جنوبی کرناٹک کے پالیگواروں کے مقابلے کے لئے مامور ہوئے تھے اور تریچناپلی کے شمالی علاقہ کے پالیگواروں کے مقابلے میں کرنل چارلس کمیل کے تحت ایک مختصر سی فوج بھیجی گئی تھی جو کہیں نظام علیجاں کی فوج سے مقابل نہیں ہوئی اور خود کرنل ندکوری رپورٹ کے شائع شدہ حصہ میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا تو پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کرنل کمیل نے نظام علیجاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت پر مجبور کر دیا۔ یہ ممکن ہے کہ کمیل نے بندگانعالی کے طرفدار پالیگواروں پر حملہ کر کے ان کو پسپا کیا ہو اور بالیان چینی نے اس کی اس کارگزاری کو نظام علیجاں کے مقابلے میں تصور کیا ہو لیکن ہم کو اس کا بھی کوئی قطعی ثبوت نہیں ملتا اور تاوقتیکہ ایسا کوئی مواد یا رپورٹس یا اور حالات شائع نہ ہوں جن سے اس کا ثبوت ملے ہم ہی یقین رکھتے ہیں کہ نظام علیجاں اور انگریزی فوج کا اس عرصہ میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

کرناٹک سے نظام علیجا کی لپی

کرناٹک سے واپسی کا راستہ | بہر حال جب شیر خنگ محمد علی خاں نواب کرناٹک کے پاس سے
تھکے تھائف اور نڈرو پیشکش لیکر حاضر ہوئے تو بندگانِ عالی نے راجمندی کی طرف کوچ کے
احکام صادر فرمائے کہ وہاں کے معاملات کو اپنے قابو میں لانا ضروری تھا اس واسطے کہ
اودگیر کی جنگ کے بعد نظام علیجاں اودھر کے انتظام کی غرض سے نکلے تھے مگر چونکہ راستہ
ہی میں انکو صلابت جنگ کے انحراف کی اطلاع ملی تھی اس لئے کسی انتظام کے بغیر وچیدہ ^{راہ}
لوٹ گئے تھے اور یہاں کے انتظامات کو کسی اور وقت پر اٹھا رکھا تھا جس کا موقع اُن کو طلب
اس سفر میں ایسے راستہ سے گزر ہوا جس میں کوہستانی سلسلہ کی وجہ سے اور پانی نہ ملنے کے باعث
فوج کو بڑی مصیبتوں کا سامنا ہوا اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ صاحبِ نورنگ ^{صفیہ}
نے یہ بیان کی ہے کہ اس علاقہ والوں نے یہ خیال کیا کہ اگر آباد حصہ اراضی سے گزر ہوگا
تو اراضی پامال اور زمینداروں کو نقصان پہنچے گا اور بندگانِ عالی بہت جلد راجمندی پہنچکر
وہاں کے صوبہ وار قطب الدولہ حسن علی خاں کو قابو میں لانا چاہتے تھے اس لئے زمینداروں
نے عرض کیا کہ یہی غیر آباد کوہستانی راستہ قریب تر ہے لیکن یہ توجیہ کچھ قرین قیاس نہیں
معلوم ہوتی اس واسطے کہ راجمندی کے انتظام کی ایسی کوئی جلدی نہیں تھی جہاں چور سال
کا توقف ہوا وہاں اور ایک دو مہینہ کی تاخیر ہو سکتی تھی اور کرنل اور اس کا جنوبی حصہ ^{خطہ}

سے زیادہ آباد تھا جہاں کے گزرنے میں اس قسم کا کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوا تھا تو پامالی اراضی کی نسبت یہاں کے زمینداروں کا معروضہ کہاں تک قابل پذیرائی ہو سکتا تھا۔ لیکن ہم کو اس قیاس کی بھی کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی کہ کسی بیرونی یا مخالف قوت کے تضام کے اندیشے سے انہوں نے یہ راستہ اختیار کیا اس واسطے کہ کرناٹک کے علاقہ کے اکثر بیشتر زمینداروں یا لیگاران کے میطع ہو چکے تھے اور نواب کرناٹک بھی ان سے متحد ہو گئے تھے بہر حال صورت حالات کے نظر کرتے ممکن ہے کہ نظام علیخاں نے اسی کدھب راستہ کو ترجیح دی ہو۔ بندگان عالی دریائے کرشنا پار ہوئے تو راجندریری کے صوبہ دار نے قد مبوسی کا شرف حاصل کیا وہ قبل انہیں خدمت سے معطل کر دئے گئے تھے لیکن جب بندگان عالی بجوارہ پہنچے تو وہ بحال کر دئے گئے۔

نظام علیخاں کا حیدرآباد واپس آگئے	یہاں سے بندگان عالی حیدرآباد روانہ ہوئے جہاں پہنچ کر
انتظام ریاست میں مہمک ہونا	علحضرت نے برار اور اورنگ آباد کی صوبہ داری کا انتظام

فرمایا چنانچہ اورنگ آباد کی صوبہ داری سے درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ غلام سید خاں معین الدولہ کو اور غلام سید خاں کی جگہ برار کی صوبہ داری پر اسماعیل خاں پنی کو مامور کیا۔ اس انتظام سے شیرجنگ اور ان کے طرفداروں کا اثر کم ہو گیا اور غلام سید خاں (ارسطو جاہ) اور ان کے جانب داروں کو ترقی ہوئی اور شیرجنگ نے دیوانی کے معاملات میں دلچسپی یعنی کم کردی ممکن ہے کہ ان کے نزدیک اس انتظام کے بانی مہانی دیوان وقت موسیٰ خاں رکن الدولہ ہی ثابت

ہوے ہوں۔

محکم سنگہ پشکار کا طرز عمل اور اس کا اثر رکن الدولہ پر۔

موسیٰ خان رکن الدولہ نے دیوان ہونے کے بعد محکم سنگہ کو اپنا پیشکار بنایا تھا ان کی طبیعت بہت خرس واقع ہوئی تھی

جس کا اثر رکن الدولہ پر بھی آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ لیکن جب تک وہ شیر خجگ کے مشوروں پر کار بند رہے ان سے ایسی کوئی فروگزاشت ہونے نہیں پائی جو عام بدلی کا سبب بنی۔ جب دربار کے رنگ کو شیر خجگ نے بدلتا ہوا پایا تو وہ آہستہ آہستہ معاملات دیوانی سے اپنا تعلق کم کرتے گئے اور رکن الدولہ اپنے پیشکار کے مشورے پر کام کرنے لگے مہم جنوبی کی زیرباری کے باعث فراہمی زر کی ضرورت محسوس ہونے لگی جس کے لئے محکم سنگہ نے یہ تدبیر پیش کی کہ تمام جاگیرداروں اور انعامداروں پر ان کے جاگیرت اور انعامات کا ایک سالہ محاصل بطور مصادره عاید کر دیا جائے اس پر رکن الدولہ نے ذرا بھی دوراندیشی سے کام نہ لیا اور صرف یہ معلوم کر کے کہ اس طریقہ سے آمدنی معقول ہو جائیگی اس تجویز پر مصادریہ اور احکام حبسہ جاری ہو گئے اور قمیں اسی بنا پر پھر بتعدی وصول کی گئیں جس کی وجہ سے تمام جاگیردار و انعامدار موسیٰ خاں رکن الدولہ سے ناراض ہو گئے اور اس کے بعد سے واقعات ایسے پیش آتے گئے جس سے ان کے خلاف عام ناراضی بڑھتی گئی حتیٰ کہ خود محلات مبارک میں بھی ان کی نسبت شکایت پیدا ہو گئی جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی

راجہ ناکپور پر حملہ

مسئلہ میں بندگانِ عالی جاوہجی بھونسلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے نکلے اس حملہ کی وجہ کسی فارسی مورخ نے نہیں لکھی ہے گر انٹ ڈف البتہ یہ کہتا ہے کہ رگھناتھ راؤ نے حال ہی میں حیدر علی خاں سے جو صلح کی تھی اس سے مادھوراؤ پیشوا ناراض تھا اور اپنی ماں کی تعلیم پر اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے علیحدہ بھی ہونا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ اس کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں رگھناتھ راؤ اس سے علیحدہ ہو کر جاوہجی بھونسلہ یا نظام علی خاں سے متفق نہ ہو جائے اسی لئے اس نے مناسب یہ خیال کیا کہ پہلے جاوہجی بھونسلہ اور نظام علی خاں میں سے کسی ایک کے ساتھ اتفاق کر کے دوسرے کو اپنے زیر اثر کر لے چونکہ اس زمانے میں حیدر علی خاں کے مقابلہ میں نظام علی خاں کو مادھوراؤ پیشوا سے مدد حاصل کرنے کی توقع تھی اس لئے پیشوانے یہ تجویز نکالی کہ پہلے نظام علی خاں کو جاوہجی بھونسلہ کے مقابلہ میں اپنا شریک بنالے ان دونوں میں کوئی خفیہ سمجھوتہ ہو گیا اور اودھر سے پیشوا اور دھڑ سے نظام علی خاں اپنی اپنی فوج لیکر جاوہجی کے علاقہ کی طرف بڑھے اور دونوں فوجیں برابر میں داخل ہوئیں۔

جاوہجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا | جاوہجی بھونسلہ تاب مقاومت نہ لاکر صلح کی درخواست

لے ہسٹری آف دی مرہٹاں جلد اول صفحہ (۵۴۷)۔

کرنے پر مجبور ہوا اور راکس بھون کی جنگ میں نظام علیجاں کا ساتھ چھوڑنے کے صلہ میں جو علاقہ اس کو ملا تھا اس کا سرب حق حصہ ۲۴ فروری ۱۷۶۶ء (م ۲۳ شعبان ۱۱۷۹ھ) کو متحدین کے حق میں واگداشت کیا جس میں سے پندرہ لاکھ روپے سالانہ محاصل کاغلا پیشوا نے قیام اتحاد و استحکام دوستی کی غرض سے ۱۶ فروری ۱۷۶۶ء (م ۶ رمضان ۱۱۷۹ھ) کو نظام علیجاں کے سپرد کر دیا۔ صاحب توڑک آصفیہ کا بیان ہے کہ رگھناتھ راؤ اس موقع پر عہد و پیمان کا معاملہ مادھوراؤ پیشوا پر چھوڑ کر آپ ہندوستان روانہ ہو گیا اس سے رگھناتھ راؤ کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جنوب میں حیدر علیجاں کے ساتھ جو صلح اس نے کی تھی اس کے شرائط سے مادھوراؤ کو اتفاق نہیں تھا اس لئے رگھناتھ راؤ نے شاید یہ سوچا کہ اس موقع پر خود اس کو (مادھوراؤ) اس بات کا موقع دیا جائے کہ شرائط وہ خود طے کرے تاکہ صلح کی ذمہ داریوں کا اس کو تجربہ ہو اور اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو رگھناتھ راؤ کو بھی اس کی حریف گیری کا موقع مل جائے۔

صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگانِ غالی
اور ضیافت کے بعد واپسی

صلح کے بعد نظام علیجاں دریا کے کاٹھی پور یا پراقتام گزیں
ہوئے یہاں مادھوراؤ رکن الدولہ کے توسل سے حاضر خدمت ہوا۔ مجرئی کے وقت پیشوا اوڑوں کا دستور تھا کہ دو تا ہو کر تسلیم بجا لاتے تھے عادت کے خلاف مادھوراؤ نے سیدھے کھڑے ہو کر سلام کیا جو بندگانِ غالی کو ناگوار ہوا اس لئے آپ نے اس کا سلام نہ لیا لیکن جانبین کے امراء نے اس کو رفع دفع کر کے صفائی کرا دی

لے اس کا محاصل حسبِ کاغذات تقریباً پچیس لاکھ پچاس ہزار روپے ہوا، ہندوستان کے ایک ایک پانی ہوتا ہے اس لئے توڑک آصفیہ صفحہ ۱۵۷۔

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے نظام علیجاں نے مادھوراؤ کو خلعت
 وجواہر عطا فرمائے وہیں دریا کے کنارے ایک تہم بان شانِ حشِن ترتیب دیا گیا رقص و سرود
 کی محفلیں جگائی گئیں تمام امراء عظام کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے ڈیرے کا رخ دیرا کی طرف کھیں
 اور ڈیرے کے سامنے اور آس پاس روشنی کریں اس حشِن میں مادھوراؤ کی ضیافت کی گئی
 خود بدولت اس کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے کنارے چراغوں کا ملاحظہ کرتے اور رقص و سرود
 سنتے گئے اس حشِن و ضیافت کے بعد پیشوا کو رخصت فرما کر بندگانِ عالی جانبِ شورا پور ہت
 فرما ہوئے۔

صاحبِ تاریخِ ظفر کہتا ہے کہ بندگانِ عالی یہاں سے حیدر آباد روانہ ہوئے اور
 صاحبِ نوزک آصفیہ اور حدیقۃ العالم دونوں اس امر متفق ہیں کہ بندگانِ عالی کا ٹھی پورنا
 سے شورا پور روانہ ہوئے اور وہاں سے پیشکش حاصل کر کے گلبرگہ تشریف لے گئے
 صاحبِ ظفر یہ چونکہ اسی عہد کا مورخ ہے اس لئے اس کے بیان کو غلط بھی تصور نہیں کیا جاسکتا
 یہ البتہ ممکن ہے کہ بندگانِ عالی کا ٹھی پورنا سے حیدر آباد آئے ہوں اور حیدر آباد سے شورا پور
 اور پھر شورا پور سے گلبرگہ میں اقامت کی ہو۔ اعلیٰ حضرت نے درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز
 کی زیارت اور سجادہ درگاہ سے ملاقات فرمائی۔

گلبرگہ کے قیام کے دوران میں رکن الدولہ کے پیشکارِ محکم سنگہ کا	گلبرگہ کے قیام کے دوران میں
قتل واقع ہوا جس کا سبب یہ ہوا کہ یہ شخص اپنی خبر رسی کی وجہ سے	محکم سنگہ پیشکار کا قتل۔

طبقہ امرایں پہلے ہی بدنام ہو چکا تھا رفتہ رفتہ طبقہ عوام میں بھی اس کی سخت گیری اور
 بدزبانی کے باعث ناراضی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ گلبرگہ کے سجاد سے صاحب کے مریدین
 میں سے ایک شخص کا ہاتھ بے تصور اس نے کٹوا دیا اسی وجہ سے اس کے خلاف بے
 ہوسے جذبات بھڑک اُٹھے اور شیر خنگ کے ایک افغان ملازم عزیز خاں نامی نے
 ایک روز موقع پا کر اس کو قتل کر دیا صاحب حقیقۃ العالم کہتا ہے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ
 کے ایاء سے ہوا چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

”در آں محکم سنگھ شکار مدار المہام کہ از دست تعدیش
 عالم بقنان آمدہ و علاوہ بریں دست شخصے از مریدان سلسلہ حضرت
 خواجہ بندہ نواز بے تفسیر بریدہ بود بر دست عزیز خاں افغان
 کشہ گردید و قاتلش بدرگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز پناہ بردہ محفوظ
 ماند گویند ایس امر بہ اشارہ رکن الدولہ بوقوع آمد....“

صاحب حقیقۃ العالم کے ذبیعہ معلومات کی جب تک تحقیق نہ ہو ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ محکم
 کا قتل رکن الدولہ کے اشارہ پر ہوا عزیز خاں قاتل چونکہ شیر خنگ کا ملازم تھا اس لئے
 ان کی طرف البتہ اس سونپن کی گنجائش نکلتی ہے جیسا کہ صاحب مآثر اصفی نے بیان کیا
 ہے کہ مقتول کے ورثا نے اس قتل کے متعلق شیر خنگ پر بدگمانی کی اس کی عبارت یہ ہے۔
 ”وچوں آں کش (عزیز خاں) نوکر شیر خنگ بود و ورثا محکم سنگھ

طبقہ امرایں پہلے ہی بدنام ہو چکا تھا رفتہ رفتہ طبقہ عوام میں بھی اس کی سخت گیری اور
 بدزبانی کے باعث ناراضی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ گلبرگہ کے سجاد سے صاحب کے مریدین
 میں سے ایک شخص کا ہاتھ بے تصور اس نے کٹوا دیا اسی وجہ سے اس کے خلاف بے
 ہوشے جذبات بھڑک اُٹھے اور شیر خنگ کے ایک افغان ملازم عزیز خاں نامی نے
 ایک روز موقع پا کر اس کو قتل کر دیا صاحب حقیقۃ العالم کہتا ہے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ
 کے ایاء سے ہوا چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

”در آں محکم سنگھ پشکار مدار المہام کہ از دست تعدیش
 عالم بقیان آمدہ و علاوہ بریں دست شخصے از مریدان سلسلہ حضرت
 خواجہ بندہ نواز بے تفسیر بریدہ بود بر دست عزیز خاں افغان
 کشہ گردید و قاتلش بدرگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز پناہ بردہ محفوظ
 ماند گویند ایس امر بہ اشارہ رکن الدولہ بوقوع آمد....“

صاحب حقیقۃ العالم کے ذبیعہ معلومات کی جب تک تحقیق نہ ہو ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ محکم
 کا قتل رکن الدولہ کے اشارہ پر ہوا عزیز خاں قاتل چونکہ شیر خنگ کا ملازم تھا اس لئے
 ان کی طرف البتہ اس سونپن کی گنجائش نکلتی ہے جیسا کہ صاحب مآثر اصفی نے بیان کیا
 ہے کہ مقتول کے ورثا نے اس قتل کے متعلق شیر خنگ پر بدگمانی کی اس کی عبارت یہ ہے۔
 ”وچوں آں کش (عزیز خاں) نوکر شیر خنگ بود و ورثا محکم سنگھ

ریاست میں انگریزوں کی دخلیت

اس زمانہ میں نظام علیجاں کی توجہ حیدر علیجاں کی طرف منحطف کرائی گئی جو اپنے آس پاس کے علاقوں پر تصرف ہو کر روز بروز ترقی کر رہے تھے اور اس وجہ سے ان کے اطراف کی ہمسایہ ریاستوں کو ان سے مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ لیکن حیدر علیجاں بذات خود فرماں روا یا ان آصفیہ یا کسی رکن خاندان سے منحرف نہیں ہوئے انھوں نے نظام علیجاں کے بھائی بالت جنگ سے کوئی اختلاف نہیں کیا حالانکہ دونوں کے حدود ایک دوسرے سے ملحق تھے اور حیدر علیجاں کو بہت کچھ موقع تھا کہ ان کے خلاف نشان ان کے علاقے میں مداخلت کر کے جھگڑا قائم کر دیتے۔ بخلاف اس کے وہ جنگ کی مدد کرتے رہے چنانچہ ایک دفعہ جب انھوں نے قلعہ کوئل کنڈہ کا محاصرہ کیا تو حیدر علیجاں نے اس کے فتح کرنے میں ان کی مدد کی۔ جس کے صلے میں بالت جنگ نے ان کو خانی بہادری کا خطاب اور ہسکوٹہ اور سرکی صوبہ داری عطا کی۔ اس موقع پر حیدر علیجاں کی چالبازی کو ثابت کرنے کے لئے جمیس مل نے یہ بتایا ہے کہ انھوں نے (حیدر علیجاں) نے بالت جنگ سے ایسے علاقے کی صوبہ داری کی درخواست کی جو فی الحقیقت ان کے قبضہ میں نہیں تھا۔

۱۔ تھورک آصفیہ صفحہ ۱۷۱ - ۲۔ دہلہ ہسٹری آف دی برٹش انڈیا جمیس مل طبع دوم جلد سوم صفحہ ۲۱۵ -

حیدر علیاں کی ہمسایہ ریاستوں میں ایک طرف مرہٹے دوسری طرف سرکار نظام
تیسری طرف نواب کرناٹک تھے اور نواب کرناٹک کے پردے میں دراصل انگریز کرناٹک
پر حکمراں تھے جن کی نظر میں حیدر علیاں کی روز افزوں طاقت کھٹک رہی تھی اور انہیں خطرہ
تھا تو انھیں حیدر علیاں سے تھا اور حیدر علیاں کا مطمح نظر بھی یہی تھا کہ اس اجنبی قوم کو
علاقہ دکن سے نکال باہر کر دیں لیکن نوکرناٹک کی سادہ مزاجی کی وجہ سے اس قوم کے قیام
علاقہ کرناٹک میں مستحکم طور پر جرم کئے تھے ایک حد تک انہیں کے ذریعے اس قوم نے نظام
کے پاس بھی اچھا رسوخ پیدا کر لیا اور اپنی حکمت عملی سے اس نے شہنشاہ دہلی کے فرامین چل
کئے جن میں سے ایک عطاے سرکاران شمالی کی نسبت تھا اور دوسرا صوبہ دکن کے کرناٹک
کی علیحدگی سے متعلق۔ ان فرامین کا اثر یہ ہوا کہ نظام علیاں نے تحقیقت اپنے مقبوضات کے
منجملہ تقریباً ایک تہ حصہ سے محروم ہو گئے اور راستماک فرمان کے باعث انگریزوں کو
نظام علیاں اور حیدر علیاں کے مقابلے میں زبرِ عم خود ایک حقیقت پیدا ہو گئی اور خود نواب
کرناٹک کو بذریعہ فرمان شاہی صوبہ واردکن کے اثر سے علیحدہ کر کے زیرِ بارِ احسان کر لیا
اور اس کے بعد بخوان انتظام ملک کرناٹک پر اپنا قبضہ قیام کر کے نواب کو صرف ایک طغیان
بنادیا گیا۔

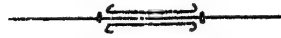
جب انگریزی کمپنی کو سرکاران شمالی کی نسبت شاہی فرمان
مل گیا تو اس پر عمل دخل حاصل کرنے کے لئے برگید پر خیر ل

سرکاران شمالی پر انگریزوں کا تصرف اور
نظام علیاں کے ساتھ سب سے پہلا معاملہ

کیلاٹ کو اوائل ۱۷۶۷ء (م ۱۷۶۷ء) میں روانہ کیا گیا جو دہلیاں پہنچ کر یکے بعد دیگرے تمام

مقامات پر قابض ہو گیا اس مداخلت سے آگاہ ہو کر نظام علیخاں نے حیدر آباد میں
 بڑی فوج فراہم کی اور اس کا بدلہ لینے کی خاطر کرناٹک پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے اس
 زمانے میں حکومت مدراس کی مالی حالت اچھی نہ تھی وہ اس وقت نظام علیخاں سے
 جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ اس لئے کمپنی نے کیلاڈ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ صلح
 کرنے کی غرض سے فوراً حیدر آباد چلا جائے چنانچہ وہ حیدر آباد آیا اور ۱۲ نومبر ۱۷۶۶ء
 (مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ) کو ایک عہد نامہ طے کیا جس کی رو سے راجندرہ
 ایلور، مصطفیٰ انگر پر قبضہ پانے کے معاوضہ میں سالانہ پانچ لاکھ روپیہ خراج اور سیکا کول اور
 مرتضیٰ انگر پر قبضہ پانے کے بعد ہر ایک کے لئے دو دو لاکھ سالانہ نظام کو ادا کرنے پر انگریز
 کچینی رضامند ہوئی۔ اور کمپنی نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ نظام علیخاں کی سلطنت کے صحیح
 اور واجبی معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک دستہ فوج ہتیار رکھیں گی اور جس سال انگریز کچینی
 کے فوجی خدمات کی ضرورت ہوگی اس سال کے خراج کی رقم میں سے اس فوج کے اخراجات
 مہیا ہو جائیں گے اور جس سال فوجی خدمات نہیں لی جائیں گی اس سال کا خراج یا پیش
 تین اقساط میں ادا ہوگا۔ اس صلح نامہ کے ضمن میں یہ بھی طے پایا کہ نواب کرناٹک کا
 برہنہ فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے خارج کیا جانا نظام علیخاں بھی تسلیم کر لیں
 چنانچہ پانچ لاکھ روپے کے نذرانہ کے معاوضہ میں بندگان عالی نے اس باہر کو تسلیم کر لیا۔
 ۱۷۶۶ء کے معاہدہ کے اثرات نتائج اس صلح نامہ کی رو سے نقصان تقریباً بندگان عالی کا ہوا لیکن
 باوجود اس کے جمیس مل کہتا ہے کہ اس کا نہایت نا عاقبت اندیش فقرہ وہ تھا جس کی رو سے

کچینی پر فوجی امداد لازم تھی کیونکہ نظام کی تائید میں انگریزی کچینی کو دکن کی دوسری قوتوں سے متضاد مہونا پڑتا تھا۔ لیکن ہماری دانست میں صرف یہی نہیں بلکہ اس صلح نامہ کی ہر ایک دفعہ نہایت دور اندیشی کے ساتھ مرتب کی گئی تھی اور تقریباً اس کا ہر ایک فقرہ فی الحقیقت انگریزی کچینی کی منفعت پر مبنی تھا۔ کچینی سرکار ان شمالی پر قبضہ کرنا چاہتی تھی جس کی مخالفت نظام علیخاں کر رہے تھے اس صلح نامہ کی رو سے کسی جنگ و جدل کے بغیر آخر کچینی نے ان پر قبضہ کر ہی لیا اور اس کے معاوضہ میں ایک رقم کی ادائیگی اپنے اوپر مشروط کر لی لیکن اس شرط کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے یہ قرارداد کی کہ نظام علیخاں کو فوجی مدد دی جائیگی اور اس فوج کی تنخواہ اس مشروط رقم میں مجرا کر لی جائیگی اور فوجی امداد کی ابتداء ایک ایسی جنگ (میسور) سے کی گئی جو اس زمانہ میں نہ بھی ہوتی تو نظام علیخاں کے حق میں زیادہ مضرت ثابت نہوتی۔



جنگِ میسور

سلسلہ کی جنگِ میسور کی ابتدا
اس میں نظام علیخاں کی شرکت تھی

اجمال مذکورہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی پسرکاران شمالی کی بابت شکیش کی ادائیگی لازم آگئی تھی

سبکہ دہشی انگریزی کمپنی کو اسی صورت میں حاصل ہو سکتی تھی جب کہ بندگانِ عالی اس سے فوجی خدمات حاصل کرتے اور چونکہ اس زمانے میں کمپنی کو حیدر علیخاں کی روز افزوں قوت سے اندیشہ تھا اور وہ آئے دن کرناٹک اور انگریزی کمپنی کے علاقے پر حملے کرتے رہتے تھے اس واسطے کمپنی کو یہ لازم تھا کہ اس کا کوئی معقول بندوبست کرتی اور ساتھ اس امر کا انتظام بھی ضروری تھا کہ دکن کے اُن رئیسوں کو فراہم کر لے جن کے ساتھ متفق ہو کر حیدر علیخاں اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے تھے ان امور کے نظر کرتے کمپنی نے بندگانِ عالی کو حیدر علیخاں کے خلاف کھڑا کر دیا اور اُن کے مقابلہ میں نظام کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی اسی جنگ کے متعلق بعض امور کی قرارداد کے لئے کمپنی نے کرنل ^{سہمت} پر آمادگی ظاہر کر دی اسی جنگ کے متعلق بعض امور کی قرارداد کے لئے کمپنی نے کرنل ^{سہمت} کو حیدر آباد روانہ کیا جسے نظام علیخاں کے دربار میں ۹ اشعبان ۱۱۸۰ھ (۲۷ جنوری ۱۷۶۷ء) کو بتوسل رکن الدولہ باریابی ملی اور یہ سٹے پایا کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ دریائے کرشنا پہنچ جائے اور وہاں سے بندگانِ عالی کی فوج کے ہمراہ حیدر علیخاں کے مقبوضہ شہرِ بنگلور پر حملہ کی غرض سے روانہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر میں بندگانِ عالی کے مشا کے خلاف

رکن الدولہ نے بڑا زور لگایا ہے اس واسطے کہ شاہ تجلی علی کہتے ہیں کہ بندگانِ عالی اس قوم کے اس مقصد سے کہ حیدر علی خاں کے استیصال اور اس کے ملک کی خرابی میں اصل اہل فرنگ کے مقبوضات کی آبادی اور ان کا استیلا مضرب ہے واقف رہ کر بھی محض رکن الدولہ کے پاس خاطر سے انگریزوں کے سوال کو رد نہ کیا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

”بندگانِ حضرت اگرچہ در تحصیل مقصد آں قوم دانا بود ہانا

در استیصال حیدر ز نایک استیلائے اہل فرنگ مندرج بتخت
ملک او آبادی معمورہ ہائے اس قوم مندرج است مہذب اپیک خاطر
رکن الدولہ منظور داشتہ دستِ ردِ بینہ ملتقمس او گذاشتہ نتیجہ

ملت آہنا بچنائے حسن قبول رنگین فرمودند۔“

اسکی تائید ولعقاتِ با بعد سے ہوتی ہے لیکن ہٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا بیان اس سے مختلف ہے
نظام علی خاں کا اتحاد حیدر علی خاں | اگر صاحبِ توڑک آصفیہ کا اعتبار کیا جائے
تو نظام علی خاں کے دیائے کرشنا پار ہونے پر حیدر علی خاں نے محی الدین صاحب
ابن کریم صاحب۔ شیخ کے ذریعہ ریشہ دوانی شروع کی اور رکن الدولہ کو ہموار کر لیا۔ انھوں نے
انگریزوں سے علیحدہ ہونے پر آمادہ ہو کر بندگانِ عالی سے معروضہ کیا جس کے سنتے ہی فرسج
جادہ اعتدال سے باہر ہو گیا اور فرمایا کہ انگریزوں کے ساتھ متفق ہونے کی نسبت میرا
نشا پہلے ہی نہیں تھا ہم کو لازم نہیں تھا کہ نصاریٰ کی استدعا پر حیدر علی خاں سے جو ہمیشہ

ان خاصان سلطنت کے تباہ و برباد کرنے میں مشغول ہیں جنگ کرتے اُصولاً تو ہم کو چاہئے
یہ تھا کہ ان دونوں میں سے کسی کی بھی مدد نہ کرتے یہاں تک کہ آپس میں لڑتے لڑتے کوئی ایک
غالب ہو جاتا جس کے بعد حکمت عملی سے اس غالب پر قابو پانا ہمارے لئے آسان ہوتا۔
اب یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فریق سے شرکت کی قرارداد کر کے اس کے ساتھ
منافقت کریں رکن الدولہ بندگا نکالی کی اس گفتگو سے نخل ہوئے لیکن مکر و معروضہ کیا کہ
اس میں شک نہیں کہ اس شرکت کے اقدام کرنے میں مجھ سے صریح غلطی ہوئی ہے لیکن
سلطنت کی بھلائی اس میں ہے کہ حیدر علی خاں کو اپنا شریک گردان کر اہل فرنگ کے دفع
کرنے پر آمادہ ہو جائیں اپنے معروضہ کے علاوہ انھوں نے مادھورا و پیشوا سے بھی اثر
ڈالا تو بندگا نکالی طوعاً و کرہاً راضی ہوئے اس مصمون کو اگر توڑک آصفیہ ہی کے الفاظ میں
دیکھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا اسی لئے ہم اس کی اہل عبارت یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

”چولہ ایس سوانج بلکوش او خلید در و بطہ تجیر دست و پاروہ تبط
محی الدین صاحب خلف کریم صاحب مشایخ کہ درآں آواں
ملکی و مالی دخل پیدا کردہ بود بہ تشخیص و تضرع خاطر مدارالہمام راقیہ
اختصاص حسن حقیقت خود بمواثیق پیاں راسخ نمودہ التماس کی
بہ انقیاد اطاعت معروض رائے ملازمان عالی گردانید شغل
برائیں کہ وابستگی غنچہ جمیعت فدوی عبودیت شعار بہ آبیار نیام

حمایت این بہار گلستان عز و اقبال و گوہر زندگی عرق آلود
 انفعال از آبر بخشی آن دنیا سے جاہ و جلال است اگر گل قدر
 و منزلت من شمیم عنبر نیز طبلہ نگہت کشاید ہم از آن گلشن ہمیشہ بہار
 و اگر در دولت و اقتدار من برنگ تابندگی جلوہ رخشندگی گیر و ہم
 و دیا سے اقتدار بر عایت قوم نصاریٰ برا نہدام اساس خانہ
 ماکہ ہمیشہ در قلع و قمع بنیان گردن کشان کلاہ پوشان توجہ
 مصروف است کمر بستہ اندیچہ وجہ شایان خداوندی نسبت
 این قوم نصاریٰ ست کہ بہوئے یک بام در اخذ و سعت اقلیم
 دست خود کوتاہ نہ سازد ہر آئینہ از آشتی و اندیشہ این کوتاہ
 فطرتان بلند مقصد غافل نہاید بود این مستیقمان بادہ نخوت را
 بہ آب شمشیر آتشبار سیراب گردانیدن دلیل جنات ست و این
 کافران عیسوی را بہ لکد کوب تازی غازیای با خاک یکساں
 کردن مستلزم چندین واجبات بیت
 باید نواخت پشت خنجران را بچوب ست -

بیروں نہند چون قدم از کجروی ز راہ
 منکہ فدوی دولت خواہ این خاندان عالیشانم یہ جیتے کہ شایستہ
 حرب اہل فرنگ باشد بر کاب سعادت انتساب حاضر میشوم ہر قدر کہ

مال و زردیں سفر و کار باشد خزانہ فراہم آوردہ قدویں کار
 است اندیشہ دیگر پیرامون خاطر اقدس نیا و رode با عانت
 کمر استقامت بستہ بہ پشت گرمی این راسخ پیاں قدم گزارد
 اندک سرخپک غیر از پشت روئے احدے را ازین قوم نخواہند
 دید بحول او تعالی شائے جمیع بنا و ملک مقبوضہ آہنا بہ طیانچہ
 تا دیب باز گرفته داخل خالصہ سرکاری ساز و ہم دیں آشناء و
 یتیمہ استعداء بہادر و باب مدافعہ اہل فرنگ مکر مستدعی شد
 رکن الدولہ بہادر بنا بر ناچار ی تن برضا دادہ جمیع مراتب بحال
 الحاح بعرض اقدس رسانید بجز دانستہ این سخنان نامور
 خاطر سنجیدہ تحمل نگردید ہر یک معروضہ او نشان را جواب بہ سئو
 صواب بعرض بیان آوردند کہ سابق استرضائے من دیں شہر
 بنود چہ لازم کہ بہ استعدائے نصاریٰ یا حیدر علیجاں کہ ہموار ہوں
 و روم بنائے غاصبان بے دین مشغول است منازعت پریش
 آریم و بہ اغوائے این زحہ گراں قصر مملکت از قلاخن غریبیت
 بہادر کہ پیوستہ بدفع آں پست طغیان بلند خیال مانوس است
 سنگ تفرقہ اندازیم بلکہ در اعانت ہیچیک ازین گرگ رو یاہ
 سیران پلنگ نوتا ممکن است محتنب بودن طریق اولی بود تا

در اندک اظہار مخالفت یکے بدگیرے غالب می شود من بعد
باقی ماندہ خستہ حال را بہ قلاوۃ تدبیر بدست آوردن ہل میں
مطلب داشت حالاکہ در موافقت بساط مراقبت مہم گردانیدہ
باز بناقت در نور دیدن رنگ آشفنگی بچہرہ حال و مال است
بہیچ صورت ایں معنی مناسب نہاید کس را برابر اسرار خود داناکرون
و باز ازو بقدم اشتلم پیش آمدن موجب تخلل قوایم امور بر ترقی
و فتق و سبب گسختگی سر رشته نظم و نسق است۔ رکن الدولہ کمال
خجالت و ہان عرض مکرر کشودہ التماس نمود کہ واقعی قصور صریح
از من صدور یافتہ کہ بریں غریمت اقدام نمودم و بدیں امر ہمت
شدم بحال صلاح دولت ابد مدت درین است کہ حیدر علیخان
را ہمراہ گرفتہ برفع اہل فرنگ قیام فرمودن و فتوحات غیبی و تہذیب
معسر فیروزی اور اپیش رودشتن اعانت لایری است
بندگان عالی طوعا و کرہا راضی شدہ راہ فرسای مقصد گردیدند

نظام علیخان و حیدر علیخان کے باہمی اتحاد	حیدر علیخان کے ساتھ اتحاد قیام کرنے کو بمبالغہ تمام
کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی صلح کی	منحی رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن جب کرنل اسمتھ کو

ان کے مقبوضہ جا ست پر (بنگلور کے راستہ میں تھے) قبضہ کرنے سے
منع کئے جانے لگا تو اس نے معلوم کر لیا کہ نظام علیخان اور حیدر علیخان کے مابین کوئی

سازش ہو گئی ہے جس کے بعد وہ اپنی فوج کو لے کر انگریزی حدود کی طرف نکل گیا میر حسن علی کرمانی لکھتے ہیں کہ نواب کرناٹک نے انگریزی سفیر کے ذریعہ نظام علیخاں کو ملک بالا گھاٹ کی تسخیر پر آمادہ کیا جس پر نظام علیخاں اپنی فوج کو لیکر چچین پٹن کے میدان میں جا ٹھہرے اور حیدر علیخاں کو طلب کیا تاکہ ان کا منشاء معلوم کریں انھوں نے اپنی حضوری کو کسی اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے صاحبزادے ٹیپو سلطان کو آراستہ لشکر اور ہوشیار سرداروں کے ہمراہ روانہ کیا اور تندر کے لئے پانچ زنجیر باغی اور دس راس گھوڑے بھیجے جب ٹیپو سلطان کی سواری بند گانغالی کے خیمہ کے قریب پہنچی اور نقارے اور طبلوں سے بجنے لگے تو خود بدو نے خیمہ بالا خانیر سے سواری کو ملاحظہ کر کے اظہار پسندیدگی فرمایا اور ٹیپو سلطان سے ملاقات کر کے ان کو نصیب الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا اور محمد علیخاں صوبہ دار آراٹک و انگریزی کمپنی کو تنبیہ کرنے کے مسئلہ میں مشورہ کیا اور وقت رخصت دو شالے مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی کے کیبل کو صاف جواب دیکر اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا۔ انھیں واقعات کے متعلق ہٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا یہ بیان ہے کہ :-

”جب مرہٹے حیدر (حیدر علیخان) سے صلح کر کے واپس ہو گئے

تو اس خیمے نظام (نظام علیخاں) کا کیمپ متاثر ہو گیا اور خود

۱۷ نشان حیدری صفحہ (۱۲۸)

۱۸ ہٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۱۳۱)

۱۹ اس موقع پر شیواجی اپنے علاقہ سے میور چولہ کی غرض سے آیا تھا لیکن حیدر علیخان نے اس کو کچھ رقم دیکر اور کچھ رقم کا وعدہ کر کے اپنا بنالیا جس کے بعد وہ انگریزوں کے منشاء کے خلاف ریاست میور سے واپس ہو گیا۔

نظام بھی پریشان ہو گئے حیدر کو ان کی عادت و خصلت سے واقفیت تھی اس نے بسا نگر (بیجا نگر) کی طرف سے اپنی فوج کو طلب کر کے اور اپنی دوسری فوج کو جزیرہ سے باہر نکال کر چین ٹپن کے راستہ پر قایم کر دیا اس طرزِ عمل نے بڑول اور کمزور پادشاہ پر اپنا پورا اثر کیا اور وہ اپنے بھائی بابت جنگ و محفوظ خاں و حیدر کے ہوا خواہوں کی تجاویز سننے پر آمادہ ہو گئے اگر دیوان (الکین دلم) اپنے مالک کو بہت دلانا غیر ممکن پیکر حیدر کے ساتھ مصالحت کی نسبت مشورہ نہ دیتے اور نہایت آسانی سے اُس (حیدر) کے ساتھ ساختِ باخت کرنے کا آپ خود ذمہ نہ لیتے تو نظام اپنے دیوان کے مخالف ہو جاتے انگریزی افواج کو علیحدہ کرنے کے لئے انھوں (دیوان) نے ایک جیلہ نکالا اور انگریزی سپہ سالار (جنرل اسمتھ) سے کہا موجودہ صورتِ حالات کے تحت رسد و دیگر ضروریات صرف آرکٹا ہی سے حاصل کی جاسکتی ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ حیدر کے علاقہ کے اس طرف کے بعض مقامات پر انگریز قبضہ حاصل کریں تاکہ مدراس اور دیگر مقامات متعلقہ انگریز محمد علی (نواب کرناٹک) سے یہاں تک آنے جانے کے لئے محفوظ رستہ مل جائے حیدر کے ساتھ قیام تعلقات کو معلوم کرنے میں انگریز جنرل اندھا نہیں تھا

وہ موقع غنیمت جان کر غنیم کے دست رس سے نکلا اور اپنے
حدود میں پہنچ گیا۔

اس بیان سے یہی پایا جاتا ہے کہ رکن الدولہ حیدر علی خاں سے اتحاد قائم کرنے پر
مطلق آمادہ نہیں تھے اور محض بند گانگالی کی مرضی کے تحت انہوں نے اس پر رضامندی
ظاہر کی ممکن ہے کہ اس جنگ میں شکست اٹھانے کی وجہ دراصل یہی عدم رضامندی ہو تاکہ
اس سے متاثر ہو کر نظام علی خاں پھر انگریزی کمپنی اور نواب کرناٹک (جن کے ساتھ رکن الدولہ
کو بڑی رشتہ تھا) کے ساتھ اتحاد کرنے پر راضی ہو جائیں اس موقع پر رکن الدولہ نے انگریزوں
فوج کو علیحدہ کرنے میں (ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان کے مطابق) جس توجہ سے
کام لیا ہے اگر انہیں کی جدت و حکمت عملی کا نتیجہ ہے تو وہ ان کی ڈیپلیسیٹ پر خاص روشنی ڈالتی
اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ سوچے ہوئے تھے کہ انگریزوں سے بگاڑ مناسب نہیں ہے
ورنہ یہ ممکن تھا کہ اپنی اور حیدر علی خاں کی متفقہ فوج سے کام لیکر اس انگریزی مختصر سی فوج کو
ایس کر لیتے۔

<p>حیدر علی خاں کے متعلق رکن الدولہ کے حقیقی خیالات کا اظہار اور ان دونوں کے مراسم ظاہری</p>	<p>ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف انگریزی فوج کی علیحدگی کے ذکر کے بعد یہ لکھتا ہے :- ”ادھر مدراس گورنمنٹ میں جنرل اسمتھ کے</p>
--	--

خطوط پہنچے اور اودھر رکن الدولہ نے محمد علی کو خطوط لکھے جن میں

انھوں نے یہ یقین دلایا کہ نظام حیدر کے مقابلہ میں اس وقت
 تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ وہ بنگلور کا پورا ملک اور
 کرناٹک یعنی وادی کو میٹھور، سیلان، کشناگیری وغیرہ دیکھ
 اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے نظام کی فوج کا مبالغہ آمیز بیان
 کیا اور حیدر کی فوج کا تحقیر کے ساتھ ذکر کیا۔ محمد علی خاں کی تحریکات
 مدد اس کونسل نے جنرل اسمتھ کے مشورے پر کوئی لحاظ نہ کیا بلکہ
 اس کو یہی حکم دیا کہ حیدر کے مقبوضہ مقامات پر حملہ کرے اور ایک
 امر میں نظام کے ساتھ متفق رہے اور ان کے ساتھ وعدہ کرتے رہے کہ
 سامان رسد و آلات حرب و ضرب اور رقم اور بوقت ضرورت
 فوج بھی ان کے لئے ہتھیار دی جائیگی اسی عرصہ میں اس بے صہول
 دیوان نے محمد علی کو یہ لکھا کہ اس (رکن الدولہ) نے محفوظ خاں کو
 حیدر کے پاس بھیجا تاکہ اُس سے سرزنگ پٹن میں ملنے کی کوئی
 قرارداد ہو اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ ہر اس امر پر رضامند ہے جو اس کیلئے
 مناسب ہو اور جس کا ذکر خود محفوظ خاں کریں گے۔ رکن الدولہ کا
 خط پہنچنے پر نظام الدولہ کو اطمینان دلانے کی خاطر حیدر نے اپنی
 فوج کو سابقہ کیمپ پر واپس کر دیا اور دیوان کو لکھا کہ وہ ان کے
 آنے پر ایسا ہی ان کا خیر مقدم کریگا جیسا کہ اپنے ہم تہہ آدمی کے

کر سکتا ہے اور اُس نے کیمپ کے بیوپاریوں اور دوسرے لوگوں کو
 حکم دیا کہ سامان یا محتاج نظام کے کیمپ میں لیجا ئیں جب حیدر کا
 یہ خط صوبہ (نظام علیخاں) نے پڑھا تو ہتھیار کے بند کرنے کا حکم
 دیدیا اور اودھر حیدر نے بھی یہی حکم اپنے پاس جاری کر دیا دیوان
 (رکن الدولہ) حیدر کے کیمپ میں گئے حیدر نے ان کا خیر مقدم کیا
 اور مختصر سی گفتگو کے بعد دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہو
 اور رکن الدولہ حیدر کی سواری کے جلو اور اس کے تزک و تحشام
 کو ملاحظہ کر کے اپنے کیمپ کو واپس آئے۔ دوسرے روز دیوان بڑا
 بتختر کے ساتھ حیدر کے دربار میں گئے۔ حیدر نے آنے جانے سے
 وقت بچانے کی خاطر اپنے مورچوں کی دو قطاروں کے درمیان
 ہی قیام کیا دونوں طرف سے صلح نامہ کی تکمیل کی خواہش تھی
 جو چند روز میں طے ہوا۔

<p>حیدر علی خاں اور نظام علی خاں کے مابین تکمیل نامہ اور اس کے شرائط</p>	<p>اسی مورخ کے بیان کے مطابق اس صلح نامہ رو سے حسب ذیل امور طے پائے۔</p>
---	---

- (۱) حیدر علی خان کا لڑکا ٹیپو سلطان، محفوظ خان کی لڑکی سے عقد کرے
- (۲) محفوظ خان اُن تمام حقوق کو جو ریاست کرناٹک کے متعلق اس کو حاصل
 ہو سکتے ہوں اپنے ہونے والے داماد ٹیپو سلطان پر منتقل کر دے۔

(۳) آرکاٹ کی نوابی کے تحت وہاں کے قلعہ جابت میں فوج نگہداشت کے رکھنے کا اختیار حیدر علی خاں کو پہنچا گا۔ جس کی کمان اُن کے سارے محذوم صاحب کو دی جائے گی اور محفوظ خاں اور ٹیپو سلطان کی طرف سے ملک کرناٹک پہنچا گا ہی حکمراں رہیں گے۔

(۴) اس علاقہ کے محاصل سے ٹیپو سلطان فائدہ اٹھائیں گے جو محذوم صاحب بعد وضع رقم نگہداشت فوج و انتظام ملک پیش کریں گے۔
(۵) حیدر علی خاں اور نظام علی خاں اپنی اپنی فوج کو محمد علی خاں (نواب کرناٹک) کی تسخیر کے لئے متحد کریں گے۔

(۶) اس عرصہ تک جب کہ یہ دونوں فوجیں میدان عمل میں کام زں رہیں حیدر علی خاں، نظام علی خاں کو ہر مہینہ چھ لاکھ روپے دیتے رہیں گے۔
ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے بموجب حقیقی فائدہ حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان ہی کو حاصل ہو سکتا تھا اور اس وقتیہ اتفاق کا موقت فائدہ نظام علی خاں صرف یہی تھا کہ جنگ ختم ہونے تک ان کو چھ لاکھ روپے ملتے اور بس۔ اس میں اس کے متعلق کوئی امر طے نہیں ہوا کہ کرناٹک کی ریاست آیا حیدر علی خاں کے تحت ہوگی یا حالیہ احکام شاہی کے مطابق راست شاہی اثر میں۔ بہر حال انہیں فقرات کے بموجب سیدھے سادے محفوظ خاں نے یہ نامہ مرتب کرایا جس کے بعد رکن الدولہ تھے تحائف لے کر وہاں سے نکلے۔

ٹیپو سلطان کا بنگالہ کی خدمت میں حاضر ہونا
 اس کے بعد یہ قرار پایا کہ ٹیپو سلطان خود بنگالہ
 اور اس کے متعلق حیدر علی خاں کے شک و شبہات کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہٹری آف حیدر شاہ کا

مصنف کہتا ہے کہ اس موقع پر حیدر علی خاں اپنے فرزند کو رخصت کرتے ہوئے بہت پریشان ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے دغا کا اندیشہ ہے اس واسطے کہ جب نظام علی خاں نے بھائی (صلابت جنگ) کو ہلاک کرنے سے نہیں رُکے تو میرے لڑکے کو وہ کب چھوڑ سکتے ہیں یا یہ نہیں تو کم از کم اُس کو روک رکھیں گے اور مجھے اپنے لڑکے کی خرابی کی تخویف سے بڑی رقوم دینے پر یا اپنے ساتھ خاص رعایتیں کرنے پر مجبور کر دیں گے، ٹیپو سلطان کا اس وقت دربار بنگالہ کی میں حاضر ہونا احکام سرخساز کے حصول اور اس کی نذر پیش کرنے کے لئے ضروری تھا جس پر حیدر علی خاں کی یہ بدگمانی اول تو یہ بتاتی ہے کہ وہ بہت پر حزم و دور اندیش تھے اور پھر یہ کہ ان کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی اس لئے اُن کو جدا کرتے ہوئے شک و شبہ کر رہے تھے ان شبہات میں صلابت جنگ کے ہلاک کرنے کا الزام تو اس مضافات میں بابت جنگ کے ذریعہ بہت مشہور ہو چکا تھا جس کو نظر لینا حیدر علی خاں جیسے دور اندیش و محتاط شخص کے لئے ناواجبی نہیں ہو سکتا تھا بہر حال اُن (حیدر علی خان) کے خاص معتمدین (رضا صاحب اور فیض اللہ صاحب) کے اس یقین و اطمینان پر ذرا سی بھی آفت آنے کا شائبہ پائیں تو یہ اپنی جان تک دینے نہیں کریں گے حیدر علی خاں نے اپنے لڑکے کو رخصت کیا، ٹیپو سلطان کی ہٹری

ذکر توڑک اصفیہ نے جن الفاظ میں کیا ہے ہم نے قبل ازیں کر دیا ہے ہسٹری حید شاہ کے مصنف کے بیان سے ہم صرف یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نظام علی خاں کے کمپ (چین پٹن) کے پاس بہت جلد پہنچ گئے دوسرے روز اپنی قیام گاہ سے نکل کر بابت جنگ سے ملاقات کی اس ملاقات میں رکن الدولہ اور دیگر امراء دربار اُن کے ہمراہ تھے اور کچھ دوسرے روز بڑے توڑک و احتشام کے ساتھ نظام علی خاں کے دربار میں باریابی ہوئی حضور ان (ٹیپو سلطان) کے ساتھ بڑی توقیر سے پیش آئے اور بالمشافہ نامے کے وقتاً کی تکمیل کی۔

حیدر علی خاں کا خط گورنر مدراس کے نام | جب حیدر علی خاں کو یہ یقین ہو گیا کہ اُن کا بیٹا ارکاٹا نواب بنا دیا گیا ہے۔ تو انھوں نے اپنے وکیل مناگی نیڈت کے ذریعہ (جو مدراس میں رہتا تھا) گورنر مدراس کے نام ایک یادداشت لکھ بھیجی۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ نظام علی خاں اور حیدر علی خاں کو اچھی طرح یہ علم ہو گیا ہے کہ محمد علی خاں مسلسل سازشوں سے اور کرناٹک کے علاقہ کو غصب کر کے ہندوستان بھر میں شورش پیدا کرنے کا باعث ہوئے ہیں اس لئے اُن دونوں نے ان سے جنگ کرنے کا ہتھیہ کر لیا ہے تاکہ معصوبہ ملک ان سے حاصل کر کے حقدار کے سپرد کر دیا جائے اور یہ کہ انھوں نے یہ مناسبت سمجھا ہوا کہ انگریزوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ ان کو کوئی مدد نہ دیں اور ان کو چاہئے کہ اپنی فوج کو جو انھوں نے آرکاٹ کے حدود میں یا اُن (محمد علی خاں) کے کسی اور معصوبہ ملک یا اس کے کسی حصہ میں رکھی ہو واپس طلب کر لیں اور یہ بھی انھوں نے لکھا کہ وہ اُن رقوم کو

انہیں ادا کر دیں گے جو کسبی قانون و قاعدے کے تحت ان کو ان مقبوضات کی بابت (بحیثیت کفالت) واجب الادا ہوں۔ جن میں وہ رقم شامل ہو سکیگی جو نواب ویٹور اور وندو اسی اور دیگر حقداروں کے علیحدہ کرنے میں انگریزوں نے صرف کی تھی اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ ایسے علیحدہ شدہ اشخاص کے اُس نقصان کی تلافی کر دی جائیگی جو اس طرح علیحدہ کئے جانے سے ان کو بھگتنا پڑے۔ اس مراسلت کا جو کچھ جواب مدراس گورنمنٹ سے دیا گیا۔ اس سے قطع نظر کر کے ہم پھر میدان جنگ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا مفاہمت کے بعد کوچ کی تیاریاں ہوئیں نظام علیخان نے ہسکوٹ کی طرف سے بنگلور کا رخ اختیار کیا اور حیدر علیخان راست بنگلور روانہ ہوئے دونوں افواج جب بنگلور پہنچ گئیں تو حملہ کے متعلق مشورے ہوئے۔ اس میں بسالت جنگ اور رکن الدولہ کے علاوہ دیگر عہدہ دار بھی شریک تھے آخر یہ طے پایا کہ

(۱) کوچ کے وقت دونوں فوجیں علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر رہیں کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کر سکے۔

(۲) پہاڑوں سے گزر جانے تک حیدر علیخان کی فوج مقدمۃ الجیش رہے۔

(۳) جب دونوں فوجیں حدود ارکاٹ میں داخل ہو جائیں تو یہ تصفیہ کیا جائیگا کہ آیا متحد طور پر حملہ کرنا مناسب ہو گا یا متفرق طور پر اس کے بعد یہ دونوں شکر بنگلور سے نکلے۔

حیدر علیخان کا رسالہ کشناگیری کے پہاڑوں میں سے ہو کر ۲ اگست ۱۷۹۷ء (۲۹ ربیع الاول ۱۲۱۸ھ) کو حدود کرناٹک میں داخل ہوا اور کرنل ستھ کے رسد کے جانوروں کو کا گر گیا

کی طرف ہانک دیا۔ اُسی روز شام میں حیدر علی خاں کا ویری پٹن کے قلعہ کے آگے نمودار ہو
یہاں کی انگریزی فوج چوتھی بٹالین کی تین کمپنیوں مشتمل تھی جس نے دو مقابلوں کی طرف
کی لیکن اس کے بعد اس کے افسر کمپان میا کین نے ۲۷ اگست (مطابق یکم ربیع الثانی) کو
حیدر علی خاں کی اطاعت قبول کر لی۔

چنگاما اور ترناملی پرفیقین کے مقابلے | ۳۰۔ اگست (مطابق ۲ ربیع الثانی) کو کرنل اسمتھ ترناملی
روانہ ہوا تاکہ رَس کی فراہمی کی سبیل کر کے لفٹنٹ کرنل اوڈ سے مل جائے جو اس عرصہ
اپنی فوج کے ساتھ ترچاپلی سے نکل چکا تھا متحدین کرنل اسمتھ کی فراہمت کرنے لگے آخر ۲ ستمبر
(م ۷ ربیع الثانی ۱۱۸۱ھ) کو چنگاما کے قریب شدید مقابلہ ہوا جس میں متحدین نے بڑے
نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی لیکن فتح پا کر بھی کرنل اسمتھ وہاں ٹھہر نہیں سکا اور ترناملی چلا
کیونکہ وہاں اس کو رَس کی طرف سے بڑی تکلیف تھی جب وہاں بھی اس کو رَس نہ مل سکی
تو وہ اور آگے بڑھ گیا اور ۸ ستمبر (م ۱۳ ربیع الثانی) کو کرنل اوڈ سے جا ملا اور اس تازہ دم
فوج کے ساتھ ۱۲ ستمبر (م ۱۹ ربیع الثانی) کو پھر ترناملی واپس آیا جس کے مصافحات میں ۱۹ ستمبر
(م ۵ جمادی الاول) کو لڑائی ہوئی۔ اس موقع پر نظام علی خاں کی افواج کو شکست ہوئی اس
لڑائی کی تفصیل کرنل اسمتھ نے اپنی رپورٹ میں لکھی ہے جس کا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے
” ۲۷ اگست (م ۲ ربیع الثانی) کو فوج سنگار پٹیہ اور وہاں سے
۳۱ اگست (م ۵ ربیع الثانی) کو پالی پیٹ روانہ ہوئی اس کوچ

لے کرنل اسمتھس رپورٹ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۷۹۷ء از کمپ کا لائبرا۔

ہم غنیم کے رسالے کو اپنے بازو پر اور عقب میں تھوڑے فاصلے پر دیکھتے رہے لیکن وہ ہمارے کوچ میں ہارچ ہوا۔ شب میں البتہ انھوں نے ہمارے طلباء پر حملہ کیا اور کیمپ میں چند بان پھینکے صبح میں فوج چنگا ما کی طرف روانہ ہوئی۔ اس وقت بھی غنیم کا رات ساتھ ساتھ رہا۔ رات میں وہ حملہ کی بہت کوشش کرتا رہا اس لئے ہم کو صبح تک خبردار رہنا پڑا۔ اس نے چنگا ما کا پیٹھ جلا ڈالا ہم صبح میں یہ اطلاع ملی کہ شب میں غنیم کی فوج اور توپ خانہ بہت اضافہ ہو گیا ہے اسی لئے ہم کو اپنا کیمپ چھوڑنے سے پیشتر بڑا احتیاط کرنی پڑی آخر ہم نے دوپہر میں یہ احتیاط تمام کیمپ برسات کیا لیکن ڈیرون کو ویسا ہی نصب شدہ چھوڑ دیا اور سامان کو ہمہ وجہ تیار رکھ چھوڑا تاکہ اس کو دیکھ کر غنیم اس خیال میں ہے کہ ابھی کوچ کی تیاری ہو رہی ہے جب چارہ فوج کوچ کر کے آگے نکل چکی تو ہم نے دیکھا کہ غنیم کی فوج کی بڑی تعداد ہمارے بازو پر حرکت کر رہی ہے۔ ہمارا بھیر و نگاہ بائیں جانب رہا تو ہم اور ہم سہ پہر تک کوچ کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے تین بجے ایک چھوٹی سی ندی (کلپاک) کو عبور کیا جس کے دوسرے کنارے پر اور ہمارے داہنے جانب غنیم قائم تھا یہ ایک بڑا میدان تھا۔

جس میں جھاڑی اُگی ہوئی تھی اس کے پیسے کچھ فاصلے پر تین پہاڑیاں تھیں جن کے دامن میں حیدر نے اپنا رسالہ قائم کر رکھا تھا جس کے پیچھے اس کی پیادہ فوج تھی اور جھاڑی میں رکن الدولہ اپنی فوج اور توپ خانہ کے ساتھ مقیم تھے وہ خود (رکن الدولہ) اور ان کے بھائی ہتھوڑ جنگ اپنی فوج پر کمان کر رہے تھے ایک بڑا رسالہ ان افواج کی کمک پر علحدہ قائم تھا ہماری فوج نے اپنا دامن اُختیار کیا اور چونکہ حیدر کو اس کے پہاڑی مقام سے علحدہ کرنے میں کامیابی کا مجھے خیال نہیں تھا اس لئے میں نے اپنی فوج کو راستہ سے علحدہ کر کے کپتان ولیم کوک اور کپتان کاسی کے بٹالین کو حکم دیا کہ غنیمت حاصل کریں اور ان دونوں کی کمک کپتان ولیم کوک کو حلیہ بھاری ہوا اور غنیمت کا رسالہ ڈھواں پہاڑی پر بٹا دیا گیا اور ہماری فوج نے اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے بہت جلد اپنی اس غلطی کو محسوس کر لیا کہ اُس نے اس پہاڑی پر اپنی انقشری کا کیوں قبضہ نہ رکھا اگر ایسا کرتا تو وہ اتنی آسانی سے اس مقام کو نیچھوڑتا حیدر نے اپنے منتخب سپاہیوں سے ہمارے اس نئے مقبوضہ مقام پر چلکيا لیکن اس کی ہر ایک کوشش ہمارے سپاہیوں کی استقامت کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئی وہ پسپا کر دیا گیا اس کا سہارا ملا گیا

اور خود اس کی ٹانگ میں بھی کوئی ضرب آئی۔

جس وقت کہ ادھر صورت حال یہ تھی اُدھر جھاڑی کی طرف ہماری جانب سے مسلسل گولندازی ہوتی رہی غنیم اگرچہ جھاڑی کی وجہ سے اچھے مقام میں تھا تاہم اس سے بہتر ہمارا مقام تھا۔ دوران گولندازی میں دو ہاتھی نظر آئے جن کی نسبت گمان یہ کیا جاتا ہے کہ وہ رکن الدولہ اور ان کے بھائی تہور جنگ کے تھے جو ایک توپ کے دو تین گولوں کے چھوٹنے پر ایسے غائب ہوئے کہ پھر نظر نہ آئے اس کے بعد یہ قرار پایا کہ غنیم کو اس جھاڑی سے جہاں وہ چھپے ہوئے آتشباری کر رہا تھا ہٹا دیا جائے چنانچہ ہمارے بان انداز آگے بڑھے ان کے ساتھ کپتان سیلی کے تحت بارہ کمینیاں ہو گئیں۔ جنہوں نے غنیم کو جھاڑی سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ ندی کے پار ہو گئے جہاں انہوں نے اپنی دو توپیں مچیں ٹھونک کر چھوڑ دیں۔ یہ وقت شام کے چھ بجے کا تھا اس لئے ہم نے مزید تعاقب موقوف کر دیا اور تین گولوں کے ٹمک کوچ کر کے صبح کے چار بجے ہم ایک تڑاکم میں اترے اور صرف ایک گھنٹہ وہاں ٹھہر کر ہم نے پھر کوچ کیا۔ غنیم کا رسالہ ہمارے پس پھرتا رہا۔ لیکن صورت حالات کے اعتبار سے وہ ہم سے دُور ہی رہتا تھا۔ حیدر کی فوج ایک حصہ نے ہماری برسرِ پر حملہ کر دیا اور ہمارے

مزدوروں کی غلطی اور بے تمیزی سے بہت سارا سامان رستہ برباد ہو گیا۔

آخر مسلسل ۲ گھنٹہ کے کوچ کے بعد ہماری فوج ۳ ستمبر ۱۸۵۸ء
ریجن (الثانی) کو شام کے تین اور چار بجے کے مابین ترنا ملی پہنچی
اس دوران میں ہمارے سپاہیوں کو اور ہمارے جانوروں کو
کوئی غذا اور دوا نہ چارہ نہ ملا۔

کوئی، کاسبی اور کوک کے بان اندازوں نے قابل تعریف
کام کیا اور دوسری بلٹنوں نے بھی اپنے اپنے مقررہ مقامات میں
اچھے فرائض بجالائے۔

رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علی خاں کی	جس وقت متحدین کی فوجیں علاقہ کرناٹک میں پہنچی ہیں اس وقت
فوج کا تجربہ اور ایک جگہ فوج ملے سچ	ان کی اور ان کے حریف کی تعداد (کرناٹک) ہمتہ نقصانٹ کرناٹک

سے ملنے کے قبل حسب ذیل تھی۔

فوج متعلقہ متحدین :-

نظام علی خاں	تیس ہزار سوار	دس ہزار پیدل	ساٹھ توپ
حیدر علی خاں	بارہ ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھارہ ہزار پیدل	انچاس توپ
جبلہ	بیاہیس ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھائیس ہزار پیدل	ایک سو توپ

فوج متعلقہ انگریزی کہنی

انگریزی	۳۰ سوار	آٹھ سو پیدل	سولہ توپ
ویسی	.	پانچ ہزار پیدل	.
نواب محمد علی خاں	ایک ہزار سوار	.	.

حجمہ ایک ہزار تیس سوار پانچ ہزار آٹھ سو پیدل سولہ توپ

اس سے ظاہر ہے کہ متحدین کی فوج انگریزی فوج سے تعداد میں بہت بڑھی ہوئی تھی اگر یہ فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملتی ہو جاتی تو بھی متحدین ہی کی تعداد بڑھی ہوئی ہوتی۔ لیکن جب متحدین کلپاک کی ندی پر پہنچے اور اپنی فوج کا غلبہ دیکھا تو حیدر علی خاں نے اپنی فوج کے دو حصے کر دیے جس کے متعلق حسین علی کرمانی کا بیان ہے کہ رکن الدولہ کے مشورے کی بناء پر حیدر علی خاں نے اپنی فوج کے ایک معقول حصہ کو میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کندان و غازی خاں و غیرہ سرداروں کے ساتھ اپنے فوج

لے موخ مذکور کی اصل عبارت یہ ہے:-

”پس ناظم موصوف (نظام علی خاں) بمشاورت رکن الدولہ نواب بہادر (حیدر علی خاں) پیغام فرستاد کہ پادہ خود را کہ ماہرین کلنگہ رائے تاخت و تاراج صوبہ آراکٹ و اطراف چنیا پٹن و غیرہ و گرد اور می مواشی و آذوقہ رخصت سازد تا بچوں و ہر اس و دیہاتہ انگریز و محمد علی خاں راہ یابہ اگرچہ نواب بہادر نظر بقدرت و قوت کہ کار جنگ با پہلی دماں افتادہ است خود را از جدا کردن سپاہ مناسب ندیدہ بود اما ناظم موصوف بہ اقتدار لشکر خود و دریاں منعی استبداد و اصرار بکار بردہ بیخنان گم گرم جوشی و بہت نہائی و نفیہ برآں آورد تا نواب بہادر جمیع مردم بار و سوار و پیادہ یا توپ ہائے جلوسے متعین صابخرادہ و قدر نمودہ میسہ علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کندان و غازی خاں و غیرہ سرداران معتبر را ہر لشکر دادہ رخصت در آن سمت فرمود“

(نشان حیدری صفحہ ۱۳۰)

یٹو سلطان کی سرکردگی میں مدراس روانہ کر دیا تاکہ وہ وہاں حملہ آور ہوں یہاں میدان جنگ میں اپنے پاس صرف پانچ چھ سو سوار اور دو ہزار مرد دم بار اور چار ہزار پیادہ تو بچانہ باقی رکھا۔ اس فوج کو مدراس کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہی کرنل ہمتہ کی فوج لفٹنٹ کرنل اوڈکی فوج سے ملحق ہو گئی۔ جس سے انگریزی قوت میں خاصہ اضافہ ہو گیا اس موقع پر حیدر علی خاں کی طاقت کے اس طرح تقسیم کئے جانے سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان کے خلاف انگریزوں کی تائید میں خفیہ طور پر سازش ہو رہی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ عین صدمت حیدر علی خاں اپنی فوج کے ایک بڑے حصہ سے دوڑ ہو گئے۔ صاحب نشان حیدر نے یہ بتایا ہے کہ اس کے بانی مبنی رکن الدولہ تھے جنہوں نے نظام علی خاں سے تحریک کر کے ان کو اس امر پر مائل کیا کہ حیدر علی خاں کو اپنی فوج اس طرح دو حصوں میں تقسیم کر پڑے مجبور کریں اور اپنی فوج کی قوت و کارگزاری کا انہیں اعتبار دلائیں تا وقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہو اس کا تخطیہ نہیں کیا جاسکتا جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد جنگ میں سب سے پہلے نظام علی خاں ہی کی فوج پسپا ہوئی تو حسین علی کرمانی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے اور میدان جنگ کا جو ذکر اس نے کیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مقابلہ میں انگریزی فوج کے دست راست پر نظام علی خاں کی فوج تھی ان کی طرف سے انگریزوں پر کسی نشانے کے بغیر گولہ بازی ہونے لگی جس کا ان پر کوئی اثر نہ ہو سکا اور ان کے سوار انگریزوں کی فوج کے اطراف موروں کی طرح جمع ہونے لگے یہ بے ترتیبی دیکھ کر انگریزوں نے انہیں کی طرف حملہ کر دیا اور چند ہی شکلوں میں نظام علی خاں کی

فوج پر غالب آگئے اور نظام علیخاں جنگ سے کنارہ کش ہو کر رکن الدولہ کی بے تدبیروں اور اپنے دیگر امرا و سرداروں پر لاحول پڑھتے ہوئے پسپا ہو گئے مورخ کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

”..... (انگریز) بہ بازی اعدا فریبی از یک طرف سبقت کردہ راست

بر سواری ناظم موصوف یورش آورد و چند گلولہ قطار بندہ صف شکن

پرانیدہ بہ اندک سعی مردانہ غالب گشتند و تمامی مواد لشکر و جنگا

و توپ خانہ وارد و بازار اعلام و خیام لشکرش گرفتہ کامیاب شدند

در آن وقت ناظم موصوف بہ شکستہ حال خجلانہ از جنگ کنار

کشیدہ بر بے تدبیری ہائے رکن الدولہ و دیگر امرا و خواتین خود

لاحول خواندہ پسپا گردید۔“

بہر حال نظام علیخاں اپنے دیوان کی سو و تدبیری سے شکست پا کر سنگار پٹیمہ کی طرف

روانہ ہوئے اور حیدر علیخاں نے جب رنگ و گرگوں دیکھا تو پہلے اپنے توپخانہ کو اُدھر

کر دیا اور آپ خود باقاعدہ مراجعت کرتے ہوئے سنگار پٹیمہ کے قریب پہنچ کر بندگانِ عالی سے

تقریباً دو کوس پر اقامت گزریں ہوئے اور انگریز بہ جثیتِ فتح مقامِ جنگ ہی پر ٹھہرے

ہے۔ حیدر علیخاں نے یہاں پہنچ کر فوراً ایک سائنڈنی سوار کو ٹیپو سلطان کی طرف روانہ کر دیا

اور بہ تاکید تمام کہلا بھیجا کہ اپنی فوج کے ساتھ حتی الامکان چلے واپس آجائیں اور نظام علیخاں

کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ بندگانِ عالی کے سپاہیانِ لشکر کا اعتبار اور امرائے ریاست کی

کار آگہی بخوبی ظاہر ہو گئی کہ اہم وقت پر علحضرت کے ہمراہ رکاب نہ کوئی امیر تھا اور نہ کم از کم ہزار سپاہی تھے ظاہر ہے کہ ایسی فوج سے ان انگریزوں پر فتح پانی ممکن نہیں ہے مناسب یہ ہو گا کہ آنحضرت کا ویری پٹن میں اقامت فرمائیں اور یہ خیر خواہ صمیم جس طرح کہ عقل نہائی کرے انگریزوں سے مقابلہ کرتا ہے اسی بنا پر نبدگانِ عالی سنگار پیٹھیہ سے نکل کر وہاں پہنچے حیدر علی خاں ٹیپو سلطان کے واپس آنے تک سنگار پیٹھیہ اور بارامحال کے اطراف اُڑا رہی پھرتے رہے۔

ٹیپو سلطان مدراس کے واپس آنے کے بعد
نظام علی خاں کا حیدر علی خاں کی ضیافت کرنا
جب ٹیپو سلطان اپنی افواج اور سامانِ رسد کے ساتھ اپنے باپ سے آئے تو نظام علی خاں نے حیدر علی خاں کی ضیافت کی اور اپنے امراء کے ذریعہ ان کو بجد و کدبلو بھیجا۔ اگرچہ حیدر علی خاں دل سے اس پر رضامند نہیں تھے تاہم ان کے پاس خاطر سے اپنے شکر کے ساتھ جا کر ملاقات کی اس ضیافت کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے جو لکھا ہے یہ ہے :-

”مدراس پر حملہ کرنے کے بعد جب ٹیپو واپس آیا تو نظام الدولہ نے حیدر کی اور اس کے ساتھ اس کے بڑے بڑے عہدہ داروں کی اعلیٰ پایہ پر ضیافت کی اور اس کے ساتھ بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اس کو ایک سوئے کے تحت پر بٹھایا جس کے نیچے کلابتوں سے بنے ہوئے تھے اور جسے انھوں نے رخصت کے

وقت اس کے ساتھ کر دیا۔ اور اس دعوت کے چند روز بعد حیدر
 بھی نظام کو دعوت دی لیکن سُونے کے تخت پر بٹھانے کے عوض
 اس نے ایک ایسا تخت تیار کرایا جس پر گلوڑا ہون اور اٹھنیا
 جڑ دی گئی تھیں اور اس پر نہایت نفیس قالین بچائے گئے
 اور عمدہ مغل کے تیکے رکھے گئے تھے یہ سب رخصت کے وقت
 نظام کے نذر کر دیا گیا۔“

معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس مورخ کو یہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے کہ نظام علیخان
 حیدر علیخان کو سُونے کے تخت پر بٹھایا اس واسطے کہ حیدر علیخان نظام علیخان کے مقابلہ
 میں اپنے آپ کو ان کے ایک امیر کا جیسا تصور کرتے تھے اور نظام علیخان کو اس کا بڑا
 خیال تھا اور یہ اعزاز صرف انہیں حاصل تھے جو پادشاہت کے رُتبے پر سرفراز ہو
 اور نظام علیخان کے عہد کے مشہور مورخ شاہ تجلی نے یہ نہیں بتایا ہے کہ بندگانِ عالی نے
 ان کو سُونے کے تخت پر بٹھایا ممکن ہے کہ ان کو زربفت و کارچوبی کسی مسند پر بٹھایا گیا ہو
 اس موقع پر جو تحفے کہ بندگانِ عالی نے حیدر علیخان کو دئے ہیں ان میں نہ اس سُونے کے تخت
 کا کوئی پتہ ملتا ہے اور نہ کسی زربفت کی مسند کا۔ صاحبِ توذکِ آصفیہ کہتا ہے کہ ^{۱۱} حیدر علی
 کو رکن الدولہ کے توسط سے حیدر علیخان حنور میں باریاب ہوئے اور ان کو اعلیٰ حضرت نے
 جعۃ الماس مع کلخی پسیاہ اور پیر پچ مرصع معہ سلک مروارید دہگدی مرصع اور ایک مشر

معہ قبضہ نشیب مرصع و ایک قبضہ خنجر معہ دستہ نشیب مرصع اور پانڈان مرحمت کر کے رخصت کیا اور اس کے دوروز بعد خود بدولت حیدر علی خاں کے پاس مدعو ہوئے اُنھوں نے اپنے لڑکے اور دوسرے اقربا کے ساتھ جلو خانہ تک آکر بندگانِ عالی کا استقبال کیا اور آداب بجا لاکر اکاون ہزار روپے اور ایک ہزار سونے کی پوتلی نذر کی اور زر نقد کے چوتہ پر بٹھایا اور جواہر کے خوان اور پوشاک اور دوزخیر ہاتھی نذر کئے شاہِ تجلی کا بیان ہے کہ حیدر علی خاں کی نذر کے منجملہ ایک مالائے مروار اور ایک انگشتی الماس بڑی قیمتی تھی ان کے علاوہ تین تونچے انگریزوں کی طرف سے غنیمت میں ان کو حاصل ہوئی تھیں پیش کیں۔

رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علی خاں کے قتلے شریک جنگ ہونا اور شکست پانا۔

اس ملاقات میں سیٹے پایا کہ بدگانِ عالی حزم و احتیاط اپنے لشکر و اسباب کے ساتھ ہسکوٹھ میں تشریف لے گئے اور اس پر قابو پا کر کرناٹک، پایان گھاٹ کا انتظام بوجہ احسن کریں گے۔ جس پر نظام علی خاں نے رضا مندی ظاہر کی اور ہسکوٹھ کو روانہ ہوئے البتہ اپنے دیوان رکن الدولہ، منور خاں کرفولی، اسماعیل خاں الیچو پری، اور راؤ رنجھا کو بیس ہزار سوار کے ساتھ حیدر علی خاں کے پاس چھوڑ دیا جنھوں نے اپنی اور رکن الدولہ کی فوج کے ساتھ پتل پٹی کے گھاٹ کو عبور کر کے انگریزی مقبوضہ قلعہ تیورنگٹ کا محاصرہ کیا۔ جب انگریز سرداران مذکور کو اس محاصرہ کی اطلاع ملی تو وہ کرناٹک گڈھ کیلاں گڈھ دھوبی گڈھ پٹی گڈھ پر سے ہوتے ہوئے یلغار و ہاں پہنچ گئے۔ حیدر علی خاں نے

اس فوج کے آنے کی خبر پا کر محاصرہ برخاست کر دیا اور وڈچیری اور بامین پٹی کے میدان میں جا ٹھہرتے تازہ دم انگریزی فوج انہو رگڈ پہنچ گئی اور وہاں سے ایک روز کے بعد مقابلہ کے لئے نکلی۔ حیدر علی خاں نے اس مقابلہ میں ٹیپو سلطان کو مہینہ پر قایم کیا اور میسور کو ان الدولہ کے سپرد کیا۔ آپ خود اپنے توپخانہ اور رسالداروں کے ساتھ محمد علی سردار کو لیکر قلب میں ٹھہرے۔ انگریزی سردار نے صرف ایک پلٹن اور سوبجروں کی دو کمپنیاں اور دو توپیں رکن الدولہ کی طرف روانہ کیں اور دو پلٹن اور ایک رسالہ فرنگیوں کا چار توپوں کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر بھیجا اور کرنل سمتھ اور لفٹننٹ کرنل اوڈو دونوں قلب پر متوجہ ہوئے آتش زد و خورد و مشتعل ہوئے رکن الدولہ کی فوج انگریزی پلٹن کی صرف چند شکلوں میں سپاہی ہو کر جو بھاگی تو پھر وائٹ باڈی تک کہیں نہ رکی۔ ٹیپو سلطان قبل اس کے کہ انگریز قلب پر فتح پائیں اپنے سواروں کو انگریز کے انگریزی لشکر کے چند اول پر جا گرے اور ان کو مہترم کر کے ان کے مال و اسباب کو حاصل کیا اور چند انگریز سپاہیوں کو بھی گرفتار کر لیا۔ اس سے مطلع ہو کر انگریز سردار اپنے عقب کی حفاظت کے لئے پلٹے۔ حیدر علی خاں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر برق آسا اس پلٹن پر جا گرے جو رکن الدولہ کے تعاقب میں گئی ہوئی تھی اور اس پر حملہ کر کے سامان غنیمت حاصل کیا اور وائٹ باڈی واپس آئے یہیں ٹیپو سلطان بھی اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گئے۔ سرداران انگریزی جگہ ٹھہرے رہے جہاں وہ تھے۔

۱۔ اس واقعہ کو صاحبزبان حیدری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ”لشکر رکن الدولہ از مقابلہ یک پلٹن و چند گلوہ صفت شکر استقامت مردی از دست دادہ تا وائٹ باڈی دم بر نیارو“ (نشان حیدری صفحہ ۱۳۴)۔

حیدر علی خاں اور رکن الدولہ میں اقترق | حیدر علی خاں نے یہاں پہنچ کر رکن الدولہ کو طلب کیا اور ان سے

رخش امیر لہجہ میں کہا کہ ”تمہاری ہمارا ہی فوج نہر میت اثر ہے تم کو چاہئے کہ تم اپنے بہادران
شہری کے ہمراہ حضور (سید گانغالی) میں چلے جائیں کہ ان کی وجہ سے میں کبھی فیروز منید
ہو سکتا کہیں اب نہ ہو کہ مجالست و موانست کی وجہ سے ان کی سر و فراجی میرے سپاہیوں
سرایت کر کے ان کی غیرت مردانگی کو بھی برباد کر دے“ اس پر انھوں (رکن الدولہ) نے
بڑی دلیری کی باتیں کیں اور موافقت ترک نہ کی اس لئے یہ طے پایا کہ وہ (رکن الدولہ)
اور ان کی فوج حیدر علی خاں کی فوج سے ہمیشہ و میل پر رہا کرے اور حیدر علی خاں
کے لشکر میں ان کے لشکر کا کوئی آدمی آیا نہ کرے اور وقت ضرورت مقہر کر دے
کے ذریعہ پیغام رسانی ہو کرے۔ اس واقعہ کو نشان حیدری میں جس خوبی سے بیان کیا
ہو اسی کے الفاظ میں سننا زیادہ مناسب ہو گا جو یہ ہیں :-

”و نواب (حیدر علی خاں) رکن الدولہ را یاد فرمودہ سخنان بخشش منر
شنوائید چہ گفت کہ ہمارا ہیان شہابے ریب نہر میت اثرانڈ باید کہ
شامع افواج بہادران شہری بحضور بروید کہ از سعی آہنا گاہے
روئے فیروزی نخواہم دید و مبادا کہ اثر برووت تاخصن ایشان را
بنسبت ہمسایگی دہم جلیسی دررگ و پے جلاوت کیشان ماتر
کردہ حرارت غیرت مردانگی را برباد دہد چوں او (رکن الدولہ)

مجدد سخنان دلیری بر زبان راندہ از موافقت پہلو ہتی ساخت
 چناں قرار یافت کہ اواز شکر نصرت ماثر مدام بقاصدہ نیم فرنگ
 مقام سازد واحدے از شکرش بہ لشکر ظفر پیکر نیاید وقت
 ضرورت نربانی ہر کارہ ہائے مقبر ابلغ نماید

جب انگریز سردار چار روز کے بعد اپنی فوج کے ساتھ وانم باڑی آئے حیدر علی خاں اپنی
 قیام گاہ سے نکل کر پہلے روز تریپا تھور کے میدان میں مقیم ہوئے اور دوسرے روز وہاں سے
 نکل کر کاویری پٹن کے شالیزار کے پرے قیام کیا اور اپنے لشکر کے اطراف چار ٹوپے
 قیام کر کے اُن پر توپیں رکھ دیں۔ رکن الدولہ حیدر علی خاں کی فوج کے احاطہ سے باہر رہے
 انگریزی کرنل وانم باڑی کے انتظام کے لئے ایک سردار کو چھوڑ کر تریپا تھور ہوتے ہوئے۔
 حیدر علی خاں کے لشکر کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں سکونت پذیر ہوا۔ حیدر علی خاں
 کے طلباء دار دو طرف سے انگریزی فوج پر حملہ کرتے تھے اور ایک طرف رکن الدولہ کے
 سوار راستہ پر جھے ہوئے تھے ایک رات انگریزی سردار شجنون کے لئے آمادہ ہو کر اس
 راستہ سے روانہ ہوئے جدھر کہ رکن الدولہ کے سوار طلباء پر تھے اور وہ اس شجنون سے
 خبردار بھی ہوئے لیکن انھوں نے حیدر علی خاں کو اس کی اطلاع نہیں کی اور نہ خود آپ
 اس انگریزی فوج کے سد راہ ہوئے بلکہ وہاں سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس سے ظاہر
 کہ یا تو شروع ہم ہی سے رکن الدولہ حیدر علی خاں سے اتحاد کے پیرایہ میں مخالفت کرتے
 آ رہے تھے یا یہ کہ حالیہ رنجش آمیز گفتگو کے بعد انھوں نے اپنے نزدیک یہ قرار دے لیا کہ حیدر علی خاں

اُن کی اُس بُری بھلی گفتگو کا بدلہ اس طرح لیں کہ ظاہر میں ان سے اتحاد قائم رکھ کر ان کے مخالفین سے درپردہ مل لیں یا یہ کہ ان کے مخالفین کے طرز عمل سے ان کو واقف نہ کر کے بدلہ لیں۔ بہر حال انگریزی سردار راستہ قطع کر کے حیدر علی خاں کی فرود گاہ کے قریب پہنچا اور راہنماؤں کی عدم واقفیت کی وجہ سے راستہ کے دلدل اور دھنڑلوں کے کیچڑ میں پھنسکر رات تمام بھجور کر دی۔ صبح کو حیدر علی خاں کے بُرجوں کے چوکیداروں نے خبردار ہو کر توپوں کی شکک سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کے پیچھے سے حیدر علی خاں کے طلایہ دار فوج نے اُن پر ہچکچیر تیر و تفنگ سے بازار جدال و قتال گرم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُسی شب رکن الدولہ نے انگریزوں سے اتفاق کر لیا۔ صاحب نشان حیدری صاحب الفاطمیں یہ بیان کرتا ہے کہ وہ (رکن الدولہ) بظاہر حیدر علی خاں کی مدد کے لئے آمادہ تھے لیکن دراصل ان کے لشکر کے ماتحت و تاراج کے لئے قابو طلب تھے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

”اگرچہ از یک طرف بہ بہانہ کو مک مستعد شدہ بود اما بنا بر ماتحت

تاراج لشکر نواب قابو جو بود.....“

حیدر علی خاں نے رکن الدولہ کی نسبت سُن لیا تھا کہ اپنے خلاف ہیں اب ان کے طرز عمل اور شب خون کی عدم اطلاع دہی سے ان کو یقین ہو گیا کہ یہ اُن سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ جس کے بعد انھوں نے اپنے رسالہ دارپائندہ خاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوج لیکر آگے بڑھے

اور رکن الدولہ کی طرف چند توپ سرکرتے تاکہ وہ (رکن الدولہ) اُن (حیدر علی خاں) سے علیحدہ اور دور ہو جائیں۔

انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سہولتیں | اُدھر انگریزی سردار اُن دھڑیلوں سے بے نیل مرام واپس ہوا اور اُدھر رکن الدولہ نے اپنے ڈیرے ڈنڈے اٹھائے اور بندگانِ عالی کے پاس آئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے بندگانِ عالی کے آگے شکایتوں کا انبار لگا دیا جس کے بعد ممکن نہ تھا کہ اعلیٰ حضرت حیدر علی خاں کا اتحاد ترک کرنے پر راضی نہ ہوتے اور اس وقت کے حالات کے نظر کرتے حیدر علی خاں کے اتحاد کو ترک کرنے کے یہ الفاظ دیگر یہ معنی تھے کہ انگریزوں کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ جب نظام علی خاں ہسکوٹ سے گھاٹ گرنیا پت پہنچے تو وہاں سے اُن کے وکلاء انگریزی شکر میں گئے اور رکن الدولہ محمد علی خاں راج الدولہ (نواب کرناٹک) کے پاس گئے جو اُن دنوں مدراس ہی میں فروش تھے۔ شاہ تجلی نے اس اتحاد کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کی تحریک محمد علی خاں نے نصیب یار خان قارا الدولہ کے ذریعے رکن الدولہ کے پاس کی جس پر انھوں نے بہ ہمتی شایستگی اعلیٰ حضرت میں صحت کیا جو درجہ پذیرائی کو پہنچا۔ لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس صلح کے اسباب پیدا کرنے کے رکن الدولہ ہی باعث ہوئے ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے:-

”.... (نظام علی خاں) حیدر سے علیحدہ ہو کر کڑپہ روانہ ہوئے اور

جو نہیں کہ وہ وہاں پہنچے ان کے دیوان اور لاتی دیوان رکن الدولہ

اپنے سالے محمد علی خاں کو یہ معلوم کرنے کے لئے خط لکھا کہ آخر اُس نے
نظام کو حیدر کا ساتھ چھوڑنے پر مایل کر ہی لیا اور اس نے بھی لکھا کہ
اگر نواب محمد علی خاں اور انگریز خواہش کریں تو ایک ایسے صلح نامہ کے
طے کرنے کے کامل اختیار کے ساتھ جسکی کہ اُن کو خواہش ہو
وہ خود مدراس آئیگا۔“

غالباً اسی غرض کے تحت ۶ رمضان المبارک ۱۲۱۸ھ (م ۲۶ جنوری ۱۷۸۷ء) کو
مسٹر فٹنر جیرالڈ حضور بندگانِ عالی میں باریاب ہوئے جن کے متعلق شاہ تجلی کا بیان ہے
کہ وہ محمد علی خاں سراج الدولہ کے فرستادہ تھے۔ اُن کی نذر قبول فرما کر درخواست ملاحظہ
اور ایک مرصع جلیغہ رحمت کر کے رخصت کیا۔ ہم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ فٹنر جیرالڈ کو
محمد علی خاں نے بھیجا۔ حالیہ جنگ میں تین فٹنر جیرالڈ کام کر رہے تھے جنہیں سے ایک کپتان
جیمس فٹنر جیرالڈ تھا دوسرا کپتان رابرٹ ویلیئر فٹنر جیرالڈ اور تیسرا میجر تامس فٹنر جیرالڈ
اسی میجر تامس فٹنر جیرالڈ کی انگریزی فوج سے حیدر علی خاں کا مقابلہ ہوا ہے یہ میجر اس
فوج کی حمایت پر مامور ہوا تھا جو ٹرنامالی سے رسد لارہی تھی اس رسد والی فوج پر حیدر علی خاں
نے حملہ کیا جس میں اُس کو اُسی فٹنر جیرالڈ کے مقابلہ میں تقریباً ۱۰۰ اور ڈسمبر ۱۷۸۷ء
(م ۱۰ آخر شعبان ۱۲۱۸ھ) میں ناکامی ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسی کامیابی کے بعد فٹنر
اعلیٰ کی ہدایت پر میجر فٹنر جیرالڈ بندگانِ عالی کے پاس پہنچے۔ ان کے ذریعہ جو کچھ ریشہ دوانی
ہوئی ہے اس کو تو انگریزی مورخین نے پروہ تھا میں رکھا ہے اور ظاہر یہ کیا ہے کہ

نقشبند کرل ہارٹ کے تحت کچھ فوج کھم بھی گئی۔ جو ماہ دسمبر میں وہاں پہنچی اور ننگال آر می کے کرل جو سٹ پیج اس سابقہ فوج کو اپنی فوج کے ساتھ شریک کر کے حساباً یا کرل ۲۰ جنوری ۱۸۶۸ء (م ۲۰ رمضان ۱۲۸۷ھ) کو ننگال روانہ ہوئے یہ زمانہ وہی ہے جبکہ میجر فٹنر جیرالڈ نظام علیاں کے پاس بھیجے گئے اور اس فوجی نقل و حرکت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزوں نے اس سیر کے ذریعہ بند گانغالی کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ انگریز ادھر سرکار شمالی پر قبضہ کر کے کھم اور وہاں سے وزنگل کی طرف بڑھ چکے ہیں اور اب بہت جلد وہ حیدرآباد پر قبضہ کر لیں گے اب بھی اگر وہ (نظام علیاں) انگریزوں کے ساتھ متفق ہو جائیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی اس پیش قدمی سے باز آجائیں اس خوف سے اور ساتھ ساتھ رکن الدولہ کی فہمائش سے نظام علیاں نے بعض اس کے کہ انگریزوں کے خلاف کسی جارحانہ عمل پر تیار ہوتے ان سے صلح کرنے کی قرارداد کر لی۔

رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو	۱
اور وہاں ان کی آؤ بھگت	۲

(م ۲۰ رمضان ۱۸۶۸ھ) کو بڑے توڑک واقشام کے ساتھ وہاں پہنچے۔ اس موقع پر راجہ راجندر اور راجہ بیر بہادر ان کے ہمراہ تھے ان کے وہاں پہنچنے پر جو کچھ ان کی آؤ بھگت ہوئی ہے اس کو ہٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے کسی تفصیل سے لکھا ہے جو یہ ہے۔

..... رکن الدولہ اور نظام کے ایک معتمد مرہٹہ سردار راجہ راجندر

بڑے توڑک واقشام سے مدراس گئے جہاں وہ بڑے اعزاز

کے ساتھ داخل ہوئے ان کو توپوں کی سلامی دی گئی جن سڑکوں پر سے وہ گزرے اُن پر انگریزی فوجیں قطار باندھے ہوئے تھیں ان کو ہر روز ایک نیا نظارہ دکھایا جاتا تھا۔ انھیں جہازوں کا بندر گاہ دکھایا گیا اور ہر وہ شے ان کے ملاحظہ میں لائی گئی جو ان کی محتاج توجہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن جس چیز سے ان کو بہت خوشی اور اطمینان ہوا وہ قیمتی تحائف تھے جو اس موقع پر ان کو دئے گئے ان تحائف میں نظام کا حصہ بالکل کم تھا اور جو کچھ تھا اُن کے لئے پیش بھی کئے گئے وہ بالکل ناقابلِ لحاظ تھے اس کی کو آئندہ کے بڑے بھاری وعدوں کے ساتھ رفع کیا گیا اور برطانوی اس کے ان شاندار دزیروں نے ایک صلح نامہ پر تکیلی دستخط کرنے۔

تکلی صلح نامہ اس کے شرائط | ۱۲۔ فروری ۱۹۴۷ء (۲۲۔ رمضان ۱۳۶۶ھ) کو رکن الدولہ نے

صلح نامہ کی تکمیل کر دی اس میں سے حسبِ ذیل عہد و پیمان ہوئے۔

۱۔ مصطفیٰ انگر (عرف کنڈاپلی) و مرتضیٰ انگر (عرف گنٹور) و راجندر پٹی

سیکا کول و کوندویر شبراٹھ مصرعہ ذیل نظام علیاں نے انگریزی کمپنی

کو دے دیا۔

۲۔ مرتضیٰ انگر کو چونکہ نظام علیاں نے اپنے بھائی بسالت جنگ کی گیر

میں دے دیا ہے اس لئے وہ اس پر تاجیات یا اس وقت تک

قابض و متصرف رہیں گے جب تک کہ وہ انگریزی کمپنی اور محمد علی
والا جاہ کے خلاف نہوں یا حیدر علیاں سے متفق نہ ہو جائیں۔

۳۔ قلعہ کنڈاپلی (عرف مصطفیٰ انگر) معہ جاگیر انگریزی کمپنی کے قبضہ میں
رہے گا اور قلعہ میں انگریزی فوج رہے گی۔

۴۔ سرکار سیکا کول کے زمیندار نارائن دیو نے اچھا پور میں فساد برپا کر کے
ادائی مالگزاری سے انکار کر دیا ہے اور کمپنی کی اطاعت سے منحرف
ہو گیا ہے اس لئے نظام علیاں اس امر پر رضا مند ہیں کہ اس صلح نامہ
کی تکمیل کے بعد احکام و تاکیدات نہ صرف نارائن دیو بلکہ سرکاران ایلور
و مصطفیٰ انگر و احمدری اور سیکا کول کے جملہ زمینداروں کے نام لکھیں گے
کہ وہ آئندہ سے انگریزی کمپنی کو اپنے پادشاہ کے مثل تصور کریں اور
اپنا ذمگی حاصل مال و سائر وغیرہ اس کو ادا کرتے ہیں آصف جاہ
ننگوراس امر پر رضا مند ہیں کہ وہ آئندہ نواب والا جاہ یا انگریزی کمپنی
کے ملازمین یا زمیندار وغیرہ کو کوئی فساد برپا کرنے میں مدد نہ دیں گے
اور نہ ان کو پناہ دیں گے۔

۵۔ ۱ حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اپنی فوج کو سرکار ورنگل میں اپنی فوج
بھیجنے پر مجبور ہوئی تھی۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی اپنی اس
فوج کو کھم کے قلعہ کو واپس کرے گی اور جو نہیں نظام اپنی فوج کے ساتھ

دریائے کرشنا پار ہو جائیں کمپنی کی فوج قلعہ کھم کو ان کے نائب کے سپرد کر کے اپنے علاقہ میں چلی جائیگی۔

ب۔ کمپنی اقرار کرتی ہے کہ یکم جنوری ۱۷۶۸ء کے مطابق: ^{۱۸۱۱} اشعبان
سے چھ سال تک سالانہ دو لاکھ روپے آرکائی دو اقساط میں
کرتی رہیگی اور سرکار کو ندویر پر قبضہ ملنے کے بعد مزید ایک لاکھ
ہر قسط میں اضافہ دیگی۔ اگر ان چھ سالوں میں کمپنی سرکار ^{مذکور} ان
پر امن و امان کے ساتھ قابض و متصرف ہے اور نظام اس کے
ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کریں تو کمپنی یکم جنوری ۱۷۷۷ء سے دو سو
اقساط میں پانچ لاکھ روپے ادا کریگی اور اگر کو ندویر پر قبضہ ہو جائے
تو سالانہ سات لاکھ روپے دیگی لیکن نظام خود یا ان کی تحریک
مرہٹے یا اور کوئی ان سرکاروں یا کرناٹک پر حملہ کریں تو صلح ہونے
تک یا اس وقت تک جب تک کہ سرکار ان مذکور کمپنی کو واپس
نہ مل جائیں اقساط مذکور کی ادائیگی مُعلق رہیگی۔

۶۔ سابقہ طے نامہ میں یہ شرط تھی کہ بشرطیکہ صورت حالات اجازت دے
نظام اور انگریزی کمپنی ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ لیکن اس سے
ہر دو فریق معاہدہ کو مشکلات کا سامنا ہو گا۔ اس وجہ سے
امکان ہے کہ کوئی غلط فہمی واقع ہو جائے اس لئے اب یہ قرار

پایا کہ انگریزی کمپنی اور نظام اور نواب والا جاہ کے مابین ہمیشہ
 کیلئے اتحاد قائم ہے ایک کا دشمن باقی دو کا دشمن اور ایک کا
 دوست باقی دو کا دوست متصور ہو اگر کوئی مشکلات واقع ہو
 یا متحدین کے ممالک پر کوئی غنیمت حملہ آور ہو تو متحدین میں سے
 کوئی اس کو (حملہ آور) مدد نہ دے۔ انگریزی کمپنی اور نواب والا جاہ
 اپنے اتحاد کے ثبوت میں البتہ اپنی طرف سے سپاہیوں کے دست
 اور چھ توپیں یورپین سولجروں کے تحت نظام کی ضرورت پر
 فراہم رکھیں گے بشرطیکہ صورت حالات اس فوج کو دکن میں کوچ
 کیلئے اجازت دے اور بشرطیکہ نظام ان کے اخراجات ادا کریں
 ۷۔ ا۔ شاہ عالم نے نواب والا جاہ اور ان کے فرزند کلاں معین الملک
 عمدۃ الامراء کو فساداً بعد نسل کرنا تک پایاں گھاٹ کی حکومت سے
 سرفراز کیا نظام نے بھی ان کو اپنے تحت سے علیحدہ کر کے جملہ طلباء
 کے متعلق اپنی طرف سے فارغ خطی دی جس کے عوض نواب والا جاہ
 نے پانچ لاکھ روپے نظام کو دئے اور نظام نے نواب مذکور اور
 ان کے فرزند اور ان کے ورثاء کو اور اس علاقہ کی سند التمساکت تسلیم کیا
 ب۔ نظام انگریزی کمپنی (یعنی صدر نشین و ارکان مدراس کونسل
 اور نواب والا جاہ کے سوائے کسی اور شخص سے علاقہ کرنا تک اور

سرکاران شمالی میں خط و کتابت نہ کریں گے۔ اور نہ کمپنی و نواب الاجہ
نظام اور ان کے دیوان اور ضامنین (جن کے دستخط اس صلح نامہ
پر ہوں گے) کے سوائے کسی اور سے علاقہ دکن میں خط و کتابت کریں گے۔

۸۔ نواب آصف جاہ نے اپنے اتحاد کی رو سے والا جاہ اور ان کے
فرزند کلاں معین الملک کو حسب ذیل اسناد و حجت فرمائے۔

۱۔ کرناٹک کی سند التمغا۔

ب۔ ایمن کندہ (بشمول گھن پورہ) کی سند التمغا۔

ج۔ گھٹ کیسر کی سند التمغا۔

د۔ کولار کے قلعہ داری کی سند التمغا۔

ه۔ ضلع سونے دُوپ کی سند التمغا۔

و۔ ایک فارغ خطی جس کی رو سے وہ دکن کے اثر سے علیحدہ
کر دئے گئے۔

۹۔ حیدر نایک (حیدر علی خاں) نے سلطنت میسور عصب کر کے اطراف

میں اودھم مچا دی ہے اور حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اور نواب
والا جاہ کے علاقہ کو تباہ کر دیا ہے اس لئے ہم سایہ ملک کی تحلیت

و فائدے کے لئے لازم ہے کہ نایک مذکور کو مراد بیجائے اور

اس کی قوت کو توڑ دیا جائے اس غرض کے لئے آصف جاہ اس کو

علی الاعلان باغی اور فاضل قرار دیتے ہیں اور اُن تمام خطاباً
 و اسناد سے اس کو محروم گردانتے ہیں جو اس سے پیشتر خواہ انھوں نے
 یا کسی اور صوبہ دار و کن نے اُس کو دئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ
 حیدر نایک نے آصف جاہ کے ساتھ دغا کی ہے اور اپنا معاہدہ
 توڑ دیا ہے اور اپنے آپ کو آئندہ مہربانیوں اور عنایات کا نااہل
 ثابت کیا ہے۔

۱۰-۱۔ انگریزی کمپنی امن و امان کے ساتھ ساحل کو رومنڈل اور پیمبا
 پر تجارت کر سکتی ہے۔

ب۔ انگریزی کمپنی بحیثیت نواب والا جاہ کرناٹک اور دوسرے
 مقبوضات پر قابض رہ سکتی ہے۔

ج۔ یہ ضروری ہے کہ علاقہ کرناٹک بالاکھاٹ (جو صوبہ داری پیمبا
 سے متعلق تھا اور اب حیدر نایک کے تصرف میں ہے) اُن کے
 تحت تصرف رہے جو عدل و انصاف اور احکام شاہی کی اطاعت
 آصف جاہ اقرار کرتے ہیں کہ کرناٹک بالاکھاٹ مذکور کی نو
 پر (جو صوبہ داری پیمبا پر سے متعلق تھی) انگریزی کمپنی تصرف رہے
 اور وہ اس کے متعلق شاہ عالم کے پاس سے فرمان حاصل کرے
 لیکن نظام کو چھٹی صوبہ دار و کن جو حقوق کہ اس کے متعلق حاصل

ہیں وہ اس سے مفقود نہوں گے اور کمپنی نے اقرار کیا کہ اس کی دیوانی پرفیضہ پانے کے بعد سے سات لاکھ روپے آرکائی سالانہ دوساوی اقساط میں ادا کریں گی بشرطیکہ نظام حیدرنا یک کو تدارک کرنے میں کمپنی اور نواب والا جاہ کی مدد کریں اور اس سے نہ خود مرسلت کریں اور نہ اپنا کوئی وکیل اس کے پاس روانہ کریں۔

۱۱۔ انگریزی کمپنی کا یہ مقصود نہیں ہے کہ مرہٹے اپنے چوتھ سے محروم رہیں جو انگریزی کمپنی کو ناکٹالگھاٹ پر چٹیت دیوان قابض ہونے کے بعد سے برابر ادا کرتی رہیگی۔

ارلاٹ

معلوم یہ ہوتا ہے کہ شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ نواب کرناٹک اور انگریزوں کے ہواہ خواہ و ملازم ابراہیم بیگ دھونسہ کو سرکار عالی میں کسی محقول خدمت پر مامور کر لیا جائے لیکن اس کو صورت تحریر میں نہیں لایا گیا البتہ برنبا و سفارش ان کے تقرکادو کر لیا گیا اور اسی بناء پر یہ ۲۵ شوال کو قلم الدولہ کے توسط سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور سرچرچ مرصع سے سرفرازی پائی۔

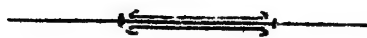
مرصع سے رکن الدولہ کی واپسی اور بھٹا	رکن الدولہ ۱۲ شوال ۱۱۵۲ھ (مطابق ۲۱ فروری ۱۷۶۷ء)
گورنر مدراس و نظام علیخان کے مابین تبادلہ	کو گورنر مدراس اور محمد علیخان سراج الدولہ کے تعلق

کے ساتھ مسر س اولی ادب رسی کو لیکر حاضر خدمت ہوئے گورنر کے مسئلہ تحفہ یہ تھے۔ (۱) مرصع کار صندوق ایک (۲) عطر دان ایک (۳) اعلیٰ جواہر (۴) بانامت (۵) مشجد

(۶) پٹنچہ ایک (۷) بندوق ایک (۸) آئینہ کلاں میں معہ تصاویر (۹) قلمدان ایک (۱۰) پوشاک خاصہ (۱۱) ہاتھی ایک زنجیر۔ ان کے علاوہ بیگات کے لئے بھی تحفے بھیجے گئے تھے۔
 بندگانِ عالی نے انگریزی سفراء میں سے مسٹر اولی کو جغیہ و سپرچ مصع اور مسٹر ربی صرف جغیہ
 مرحمت فرمایا اور گورنر کو حسب تفصیل ذیل تحائف روانہ فرمائے۔

(۱) ایک ہاتھی موسوم بہ گجرانج (۲) ایک جغیہ الماس با آویزہ مرواری قیمتی ۳۰۰۰
 (۳) ایک سیرپچ کرن بوقت معہ ۲۰۰۰ عدد الماس قیمتی الٹک (۴) اور سی بالٹری و آویزہ
 مرواری قیمتی ۵۰۰۰ (۵) گیارہ پارچہ کی دو خلیقیں۔

گورنر مدراس کے علاوہ مدراس گورنمنٹ کے سات ممبران کونسل میں سے ہر ایک کو
 ایک ایک سیرپچ اور چار چار پارچہ کی ایک ایک خلعت علیحدہ علیحدہ مرحمت فرمائی ان کے ساتھ
 بندگانِ عالی نے محمد علی شاہ سراج الدولہ کو بھی خلعت و جواہر روانہ فرمائے ان خلعتوں اور
 تحفوں کو لیکر سفراء انگریزی ۷ جنوال ۱۸۵۱ء (۲۶ فروری ۱۸۵۱ء) کو مدراس روانہ ہوئے۔
 ان کی واپسی کے بعد امراء و زمینداروں کو اپنے اپنے مستقر پر نصت کر کے خود بدولت بھی جانب
 حیدرآباد کوچ فرما کر ۶ دسمبر ۱۸۵۱ء (۲۴ اپریل ۱۸۵۱ء) روز یکشنبہ کو تالاب میر حلقہ کے
 دروازے سے بلدہ حیدرآباد میں حنسل ہوئے۔



۱۔ یہ تفصیل ہم کو ذوقِ دیوانی و مال و غیرہ کی ایک فرد سے معلوم ہوئی ہے جس سے استناد کی اجازت بنانا ناظمِ حساب
 جو فائز مذکور نے اپنی غایت سے دی ہے اس فرد میں علاوہ گورنر کے ہر ایک ممبر کونسل کیلئے بھیجے ہوئے تحائف کی تفصیل بھی موجود ہے۔

راجہ ناکپور پر مکرر حملہ

راجہ ناکپور پر مکرر حملہ اور اسکی بندگانی کے بدلہ واپس ہونے کے بعد ان کو مادھوراؤ اور

رگھناتھ راؤ کی ہم میں شریک ہونا پڑا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ رگھناتھ راؤ شمال میں جاٹ کی ہم سے اور مادھوراؤ جنوب میں حیدر علی خاں کی ہم سے فراخت پا کر اپنے اپنے مستقر پر واپس ہوئے تو رگھناتھ راؤ نے یہ اوجھلایا کہ اس کو حکومت ہمارا شتر سے نصیب ہو چکا ہے اور بقیہ نصف پریشوا مادھوراؤ قابض ہے جب مادھوراؤ نے اس سے انحراف کیا تو رگھناتھ راؤ نے اپنی فوج میں پندرہ ہزار آدمیوں کا اضافہ کیا اور داماجی گکیواڑ اور ہولکر کے دیوان گنگا دھراشیثونت کے خدمات حاصل کئے اور جاجو جی بھونسلہ نے بھی امداد کا وعدہ کیا لیکن اس کے صورت عمل میں آنے سے پہلے ہی مادھوراؤ نے بھاری فوج سے ^{۱۷۶۸ء} ~~اچانک~~

۲۴ مئی ۱۷۶۸ء کو دھواپ کے میدان میں رگھناتھ راؤ پر ایک دم حملہ کر دیا جس میں وہ (رگھناتھ راؤ) گرفتار ہو گیا۔ اس کو پوتہ کے شہر محل میں نظر بند کر دیا گیا اس قید میں اس کو صرف اپنی بیوی اور متبنتی امرت راؤ سے ملنے کی اجازت تھی اور محل سے نکلنے اور دیگر ملاقاتیوں سے بلا اجازت ملنے کی ممانعت اور اس کی نگہبانی بارہ چھوٹے فوجیوں کے تعینات ہو گئی۔ اس طرح رگھناتھ راؤ پر قابو پا چکنے کے بعد جاجو جی بھونسلہ کو بھی یہی طرح کر دیا۔ مادھوراؤ کو قید

۱۱۸۲ھ

رگھوناتھ راؤ کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر نظام علیاں کی طرف سے رکن الدولہ ۹ ربیع الثانی (م ۲۳ اگست ۱۸۶۸ء) کو مادھو راؤ کے پاس روانہ ہوئے حسب بیان شاہجی اس وقت ان کے ہمراہ معقول فوج تھی اور انھوں نے جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں مادھو راؤ کی فوج بھی کی چنانچہ کنکیڈ کے بیان کے موافق دونوں کی متفقہ فوجیں باہم اور کارنجہ کو جانے والی سڑک سے علاقہ برار میں داخل ہوئیں۔ جانوجی بھونسلہ اودھر سے اودھر اور اودھر سے اودھر مالک محروسہ سرکار عالی میں اودھم مچاتا رہا کئی گاؤں جلا دیے۔

صلح نامہ کنکا پور کی تکمیل اور ایس | جب جانوجی بھونسلہ نے اس کثیر فوج کے باقاعدہ مقابلہ میں ریاست کے مفاد سے قطع نظر | کامیابی کی توقع نہ پائی اور آوارہ گردی سے تھک گیا صلح کی خواہش کی جس پر ایک صلح نامہ ۲۳ مارچ ۱۸۶۹ء (م ۵ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ) کو بمقام کنکا پور تکمیل پایا جس میں حسب ذیل امور طے ہوئے۔

۱۔ جانوجی بھونسلہ اس تمام علاقہ سے دست بردار ہو جائے جو اس کو

راکس بھون کی جنگ کی وجہ سے ہمدست ہوا تھا۔

۲۔ اس کی فوجی قوت سپاہیوں کی ایک خاص تعداد تک محدود رہے

جس میں بلا اجازت پیشوا اس کو اضافہ کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۔ وہ نہ نظام علیاں سے کوئی مراسلت کرے اور نہ مغلیہ شہنشاہ سے

اور نہ انگریزوں سے اور نہ نواب اودھ سے۔

لے توڑک اصیفہ صفحہ ۱۸۸ و ۱۹۳۔

پٹہ ہٹری آف وی مرہٹا پیل جلد دوم صفحہ ۹۴۔

۴۔ بطور ہرجا نہ پانچ لاکھ روپیہ پیشوا کو پانچ قسطوں میں ادا کرے۔

اس صلح نامہ میں ایسے شرائط طے پائے جو صرف مادھوراؤ کے حق میں مفید تھے اس موقع پر رکن الدولہ گویا مادھوراؤ ہی کے نمائندہ تھے کہ انھوں نے اپنے مفید یا اپنی ریاست کے متعلق کوئی شرط نہ اس صلح کے وقت پیش کی اور نہ اس سے قبل تجدید اتحاد کے وقت مادھوراؤ سے کوئی معاہدہ کیا۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے وقت ان کو کم از کم اپنی ریاست کی اس پالیسی کا خیال رکھنا چاہئے تھا جو مرہٹوں کے معاملات میں اب تک تھی یعنی یہ وہ ہمیشہ ایک فریق کے مقابلہ میں دوسرے کی مدد کرنے میں اپنے فائدہ کو ملحوظ رکھتی تھی بہر حال رکن الدولہ کو نظام علیاں اور ان کی ریاست سے جو کچھ دلچسپی اور ہمدردی تھی اس صلح نامہ اور اس کے شرائط سے بخوبی ظاہر ہے۔

رکن الدولہ جب مادھوراؤ کی طرف روانہ ہونے لگے تو راجہ رتن چند کا لکھا داس کو پوچھا کہ ری کی خدمت تفویض کر کے اپنا نائب بنایا سپاہیوں کی ایک سال کی نخواہ چڑھ گئی تھی اس لئے تمام سپاہی جلو خانہ خاص میں ہنگامہ آرا ہوئے اور جب راجہ رتن چند ان کی تشفی کی خاطر آنے لگے تو برسر بازار ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور چاہتے تھے کہ ان کو پالکی ہی میں ختم کر دیں لیکن اعتقاد الدولہ نے ایسے موقع میں ان کی حمایت کی معاملہ رفع دفع ہو گیا اس واقعہ سے متاثر ہو کر راجہ رتن چند نے چند جمعہ داروں کو اپنے موافق کر کے حضور میں فرد مطالبہ نخواہ کے ساتھ اپنا یہ معروضہ پیش کیا کہ۔

”اگر رکن الدولہ کی علیحدگی اور ان کی جگہ خدمت دیوانی پر میرا تقرر شرط“

فرمایا جائے تو میں سپاہیوں کی پورتی خواہ ادا کر کے دس لاکھ روپے
بظور نذرانہ داخل خزانہ کرتا ہوں۔“

اس معروضہ پر بندگانِ عالی نے فرمایا کہ ”اس کی تصدیق میں اُن اصحاب کی جہر
بھی اس پر ثبت ہوں جو اس امر میں تمہارے ساتھ متفق ہیں“ جس پر انھوں نے اپنے
متحد انجیال لوگوں کے دستخط و مہر لیکر فردِ مذکور ملاحظہ میں پیش کی بندگانِ عالی نے بھی کوئی حکم
نہیں دئے تھے کہ رکن الدولہ کی واپسی کی اطلاع ملی۔ جس کے ساتھ ہی ۸ ربیع الاول ۱۸۳۱ھ
۱۲ جولائی ۱۸۱۸ء کو قلعہ دروازے سے بیرون شہر تشریف لیا کہ خود بدولت نے ان کا
استقبال کیا اور خواصی بھلا کر ان کو دولت خانہ خاص میں لے آئے اور رتن چند کے افروغ
ان کو دئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے اعتمادی آدمی کا وثیقہ ہے“ رتن چند اور اُن کے بیٹے
کا چند کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا۔ رکن الدولہ کے طرزِ عمل کے مقابلے میں نظام علیاں کے
اس حسنِ سلوک و حسنِ ظن سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں (رکن الدولہ) نے اپنی لسانی حکمتِ عملی
اور نمائشِ طاہری سے بندگانِ عالی کو اپنی طرف بھلا دئے میں ڈال دیا تھا۔ ورنہ وہ اعمال
جو اب تک انھوں نے خود ریاست کے اور ریاست کے دغا گویوں کے حق میں کئے اس قابل
نہ تھے کہ فروگزاشت کر دئے جاتے۔

۱۔ صاحبِ توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ جب رکن الدولہ مادھوراؤ کی طرف جانے لگے تو انھوں نے اکثر اُن
مسلمان تمغا و انعامی مواضعات کو جو عہدِ آصف جاہ اول ملکہِ عالمگیر اور قطب شاہیہ سلاطین کے زمانے سے ساداتِ غریب
برہگان پر بحال تھے ضبط کر کے جدید منصبداروں پر بحال کیا۔ جس سے عوام میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ لیکن مارالہام کے
والے اسے ان ستم بیگانہ کی کوئی داد و فریاد کسی نے نہ سنی (توزک آصفیہ ۱۹)۔

فرمایا جائے تو میں سپاہیوں کی پورتی خواہ ادا کر کے دس لاکھ روپے
بظور نذرانہ داخل خزانہ کرتا ہوں۔“

اس معروضہ پر بندگانِ عالی نے فرمایا کہ ”اس کی تصدیق میں اُن اصحاب کی جہر
بھی اس پر ثبت ہوں جو اس امر میں تمہارے ساتھ متفق ہیں“ جس پر انھوں نے اپنے
متحد انخیال لوگوں کے دستخط و مہر لیکر فردِ مذکور ملاحظہ میں پیش کی بندگانِ عالی نے بھی کوئی حکم
نہیں دئے تھے کہ رکن الدولہ کی واپسی کی اطلاع ملی۔ جس کے ساتھ ہی ۸ ربیع الاول ۸۳۲ھ
۱۲ م ۲۲ جولائی ۱۸۱۸ء کو قلعہ دروازے سے بیرون شہر تشریف لیا کہ خود بدولت نے ان کا
استقبال کیا اور خواصی بھلا کر ان کو دولت خانہ خاص میں لے آئے اور رتن چند کے افراد و طلباء
ان کو دئے اور فرمایا کہ ”یہ تمہارے اعمام و آدمی کا وثیقہ ہے“ رتن چند اور اُن کے بیٹے
کا چند کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا۔ رکن الدولہ کے طرزِ عمل کے مقابلے میں نظام علی خاں کے
اس حسنِ سلوک و حسنِ ظن سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں (رکن الدولہ) نے اپنی لسانی حکمتِ عملی
اور نمائشِ طاہری سے بندگانِ عالی کو اپنی طرف بھلا دئے میں ڈال دیا تھا۔ ورنہ وہ اعمال
جو اب تک انھوں نے خود ریاست کے اور ریاست کے دُعا گوئیوں کے حق میں کئے اس قابل
نہ تھے کہ فروگزاشت کر دئے جاتے۔

۱۔ صاحبِ توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ جب رکن الدولہ مادھوراؤ کی طرف جانے لگے تو انھوں نے اکثر اُن
مسلمان تمغا و انعامی مواضعات کو جو عہدِ آصف جاہ اول ملکہِ عالمگیر اور قطب شاہیہ سلاطین کے زمانے سے ساداتِ غریب
ہو گان پر بحال تھے ضبط کر کے جدید منصبداروں پر بحال کیا۔ جس سے عوام میں بیچینی پیدا ہو گئی۔ لیکن دارالہمام کے
دار سے ان ستم بیگانگان کی کوئی داد و فریاد کسی نے نہ سنی (توزک آصفیہ ۱۹)۔

رکن الدولہ کے بھائی ارسلان جنگ کو قلعہ دار بنادیا اور ہناباد اور پچھلہ جوراچند کی جاگیر میں تھے ضبط کر لئے۔ خود بدولت اس انتظام سے فارغ ہو کر نزل کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہاں کے زمیندار گنگراؤ تنبیہ کریں وہ قلعہ میں محفوظ ہو گیا دس بارہ روز جنگ رہی آخر بندگانِ عالی نے اس کو دوسرے علاقہ کی سرفرازی کی۔ جس پر اس نے قلعہ نزل کو خالی کر دیا۔ بندگانِ عالی نے ابراہیم بیگ ضابطہ جنگ کو ظفر الدولہ کے خطاب سے سرفراز کر کے قلعہ مذکور مع قصبہ جات متعلقہ اُن کے سپرد کر دیا۔ جس کی مسرت میں ضابطہ جنگ نے بندگانِ عالی کی ضیافت کی اور ایک کشتی جوآ اور تین کشتی طُبوس خاص نذر کئے۔

بلدہ جیسہ رآباد کا پائنت قرار دیا جانا | ۱۲ صفر ۸۴۲ھ (۷ جون ۱۴۳۸ء) کو اعلیٰ حضرت نزل برخواست ہو کر ۷ ارہ مذکور کو حید آباد واپس تشریف لائے اور اس کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ دولت میں مختلف عمارتیں جیسے خواص پورہ خزانہ وغیرہ تعمیر کرائیں۔ امراء و اغراء نے بھی اپنے اپنے لئے بڑی بڑی جوئلیاں اور عمدہ عمدہ باغ بنوائے صاحب تیارخ ظفر نے ان میں سے اکثر عمارتوں اور باغوں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے خصوصاً کٹھال کی آبادی کا ذکر اس نے کسی قدر تفصیل سے کیا ہے وہ کہتا ہے کہ چار کمان کا میدان سلاطینِ قطب شاہیہ کا جلوخان تھا تقریباً پنیٹھ سال سے یہاں کوئی پادشاہ فروکش نہیں ہوا تھا۔ یہاں کی شاہی عمارتیں کچھ تو جل گئی تھیں اور کچھ مہندم ہو گئی تھیں اسی کس پرسی میں ان مہندمہ مکانات میں عرب غریبا اور کچھ اہل حرفہ رہتے بتے تھے ایک دفعہ رکن الدولہ اور بعض مشیروں نے چوک کی ترتیب و درستی کے ذکر پر حضور میں عرض کی کہ صارفہ (کٹھال) ہمیشہ شکر کے ہر

شہر کے باہر اتر کر تا ہے اور ہر سال رہائش کے لئے چھپروں کے بنانے میں زیر بار ہوتا رہتا ہے اگر اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) وغیرہ شہروں کی طرح یہاں بھی صرفہ شہر ہی میں آباد ہو جائے تو مناسب ہوگا کہ شہر کی خوشنوائی کے علاوہ ساہوکاروں کی خسارت و ہرج کا یہ بھی ہوگا۔ چنانچہ چار مکان کی درمیانی جائے اس غرض کے لئے تجویز ہوئی۔ اور ماہ شعبان ۱۱۸۴ھ (نومبر ۱۷۷۱ء) میں ساکنین صرفہ نے چار محل اور داو محل کے درمیانی وسیع میدان میں امت اختیار کی اور اندی رام و کو مانجی نایک و ہر محل کا بھی وغیرہ ساہوکاروں نے اپنے اپنے مکانات کی بنا ڈالی۔ صاحب تاریخ ظفرہ نے اس صرفہ کی آبادی پر ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے جس کا مادہ یہ ہے۔

مقام سیم و زر دریاں مکاں شد۔

نماز استسقاء اور شدت باران طیفانی | ۱۱۸۴ھ کے موسم باران میں بارش مطلق نہیں ہوئی
ہندوگان عالی تمام بندگان خدا کی پریشانی پر نظر کر کے یکم جمادی الاول ۱۱۸۴ھ (۱۲ اگست ۱۷۷۱ء) کو فتح دروازے سے پایادہ ایک انبوه عام کے ساتھ عید گاہ جدید پہنچے اور نماز استسقاء متقی عبد القوی خاں کی امامت سے ادا کر کے بارانِ رحمت کے لئے دعا فرمائی دوسرے روز بھی اسی طرح عید گاہ میں نماز ادا کی لیکن اس روز امامت سید غلام سرخسٹیکہ مسجد نے کی آخر تینہ صویر ماہ مذکور کو بڑی شور کی بارش ہوئی جس سے وہ موسمی میں طیفانی ہو گئی جنوبی شہر بنیاد کا ایک حصہ خراب و بنیاد سے اکٹھا گیا اور پیل قدیم کے بلندی کی دیوار بھی نہ گئی صاحب تاریخ ظفرہ کا بیان ہے کہ بارش کی وجہ سے ٹھکانہ اور گاہ چلی چھوڑ کر کے پٹ

تالاب ایک ساتھ ٹوٹے اور پانی دریا میں بڑھ کر شہر کے اندر داخل ہو گیا اور پل کے
 اندر کی آبادی اور محلہ جات چار محل، رکاب گنج، بادشاہی عاشور خانہ، چنپا دروازہ،
 مڑکی بازار، باغ شہسوار جنگ، بشیر پورہ، بہادر پورہ وغیرہ کو بہا لی گئی۔ تقریباً بیس ہزار گھر
 اور دو ہزار آدمی مزار آب ہوئے اور دریا کے کنارے جو دیہات آباد تھے ان کی تباہی اچھا
 اس دریا کی ایسی ہی طغیانی ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء) میں ہمارے دیکھنے میں بھی آئی ہے
 جو ایک قیامت صغریٰ تھی۔ مسلسل آٹھ روز کی بارش کے بعد غرہ رمضان ۱۲۶۶ھ کی ام ۲۴ دسمبر ۱۸۵۰ء
 میں شہر نیاہ پرانی پل کے پاس سے ٹوٹ گئی اور پانی اندرون شہر داخل ہو گیا جس سے
 اس دریا کے جنوبی کنارے کے اُن تمام محلوں کا ستہراؤ ہو گیا جن کا ذکر صاحبِ خوفہ نے
 کیا ہے اور ان کے علاوہ موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ، کوکا کی ٹٹی، پٹیلہ برج، گلاب سنگی
 باؤلی، گھانسی بازار، پتھر گئی، دیوان کی ڈیوڑھی، چھتہ، سالار جنگ کی بارہ درمی دار الشفا
 پھول باغ، چادر گھاٹ میں پانی کہیں قد آدم اور کہیں دو دو قد آدم سے بھی زیادہ تھا۔
 پرانی پل، مسلم جنگ کے پل، افضل گنج کے پل اور چادر گھاٹ کے پل پر سے پانی بھالابھلا
 گزر رہا تھا اور تقریباً سب پل بُری طرح شکستہ ہو گئے تھے۔ پرانا پل البتہ زیادہ خراب نہیں
 ہوا تھا صرف اس کی بازو کی دیوار اور اس کے لداو پر کی مورم بگئی اور کمائیں رہ گئی تھیں۔
 شمالی محلہ جات میں اُن محلوں کے سوائے جو دریا کے بالکل کنارے واقع تھے مستعد پورہ،
 کاغذی گورہ، دھول پیٹھ، چوڑی بازار، بیگم بازار، محبوب گنج، گولی گورہ، پتکیوں کی بوٹی
 تک پانی پہنچ گیا تھا۔ افضل گنج اور جان اللہ شاہ کاکلیہ، اکبر جاہ بازار تو برابر پانی میں تھے،

ہزاروں مرد، عورت بچے ڈوب مرے اور ہزاروں ہی آدمی بہ گئے ہزار ہا مکان یہ گئے اور ہزار ہا گھر بیٹھے گئے بہت سارے لوگ فضل گنج کی مسجد کو گورنر نہایت ہیٹل اور مختلف درجنوں پناہ لیکر بچ گئے یہ طغیانی بمشکل ایک روز رہی جب دوسرے روز پانی کم ہوا۔ جا بجا مکانوں کے ڈھیر نظر آتے تھے اکثر مکانوں کے ڈھیروں میں آدمی دب کر مر گئے تھے۔ ایک مکان کا اثاثہ یہ بہا کر دوسری جگہ پہنچ گیا تھا اس طرح سینکڑوں آدمی اپنے مال و دولت سے محروم ہو گئے اس طغیانی کے بعد ایک عرصہ تک لوگوں کے دلوں میں اس کی دہشت ایسی بیٹھی کہ ندی کی ہلکی سی ہنکار پر لوگ اٹھ بھاگتے تھے۔ یہ غفراں مکان نواب میر محبوب علی خاں کے عہد کا واقعہ ہے اعلیٰ حضرت مرحوم نے طغیانی زدہ اصحاب کے لئے فوری طور پر امداد کے انتظامات و احکام صادر فرمائے اور ایک کمیٹی فیلڈ ریلیف کمیٹی کے نام سے قایم کی مخائب سرکار ایک عرصہ تک ان کے خورد و نوش کا انتظام مختلف مرکزی مقامات پر ہوتا رہا ان مصیبت زدہ لوگوں کے لئے رقیص عطا کی گئیں جن کے مکانات نذ طغیانی ہوئے تھے اور جو اتنے مالدار نہیں تھے کہ پھر ان کی تعمیر نہایت خود کر سکتے۔ بہر حال اس فیلڈ ریلیف کمیٹی نے بڑی مستعدی اور ہمدردی سے مصیبت زدوں کی امداد کی ان وقتیہ انتظامات کے بعد ہی ایک کمیٹی انسداد طغیانی کی غرض سے قایم ہوئی۔ جس نے اسباب طغیانی پر غور کر کے رُود ہائے موسمی اور سائل میں سے ہر ایک پر ایک بند تیار کر کے خزانہ آب تعمیر کرنے کی تجویز قرار دی۔ اس تجویز کو صورت عمل میں لا کر تکمیل کو پہنچانے کا سہرا ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر اعلیٰ اللہ ملکہ و دولۃ کے فرق مبارک پر رہا۔ خود بدولت نے بعد تکمیل کاراؤن دونوں خزانہ ہائے

آب میں سے ایک کو اپنے نام نامی ”عثمان ساگر“ اور دوسرے کو اپنے بڑے صاحبزادے ولیعبد والا شان عظم جاہ نواب میر حمایت علیخان بہادر طال اللہ عمرہ کے اسم گرامی پر چھائی سے موسوم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ | اس زمانہ میں پرندوں اور چارپایہ جانوروں کو لڑانے کا دستور تھا نظام علیخان کے بڑے بھائی ناصر جنگ شہید کو کھلکے لڑنے کا بہت شوق تھا وہ بڑے شوق سے ان کو پالتے تھے اسی بنا پر عظیم المجتہ آدمی کے لئے ناصر جنگ کا ہیڈلا، کا محاورہ زبان زد ہوا ہے اس میں شک نہیں کہ جانوروں کے لڑانے کے تماشے میں آدمی کے جذبات جنگ مشعل ہوتے ہیں اور ایسا آدمی جو اس میں دلچسپی رکھتا ہے ہر وقت جنگ و جدل پر مستعد و آمادہ رہتا ہے لیکن بے زبان جانوروں کو آپس میں لڑا کر تماشہ دیکھنا بے رحمی ضرور ہے اسی بے رحمی پر نظر رکھ کر ہمارے اعلیٰ حضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ نے فریضہ فرمان مبارک اس کی ممانعت فرمائی ہے جس کے بعد سے اس رواج قطعاً موقوف ہو گیا۔ جانوروں کی لڑائیوں میں ہاتھیوں کی لڑائی بھی قابل دید ہوتی ہے اس تماشہ کو نظام علیخان نے کئی بار ملاحظہ کیا ہے چنانچہ ایک دفعہ شکر ہی میں دیکھا۔ دوسری دفعہ بنی باغ (واقع گوشہ محل) میں تیسری مرتبہ میر حیلہ کے تالاب میں ۸۰ لاکھیں مکر بنی باغ کے میدان میں ہاتھیوں کی جنگ قرار پائی گوشہ محل کے اطراف پہرہ چوکی ٹھہرا دی گئی۔ خود بدولت مع محلات حیدر محل (جو گوشہ محل کے باغ میں واقع تھا) میں رونق افروز ہوئے صاحبزادہ عالیجاہ، رکن الدولہ اور دیگر امراء بھی حاضر تھے اور اطراف دور دور تک تماشہ میں جمع تھے۔

ہاتھیوں کے لڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک میدان میں مٹی کی ایک دیوار پس گز
 طویل اور دو گز بلند کیٹتے ہیں اور اس کے دونوں طرف سے دونوں لڑنے والے ہاتھیوں
 کو اس طرح ملا دیتے ہیں کہ دیوار حذف مل رہے اس کے ساتھ ہی ہر ایک ہاتھی سونڈ میں سونڈ
 ملا کر زور کرنے لگتا ہے جب ایک کا زور غالب آجاتا ہے تو دوسرے کے پاؤں زمین سے
 اٹھ جاتے ہیں اور جب اس پر مجبوری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو چرخوں اور زینروں سے
 ان ہاتھیوں کو علیحدہ کر دیتے ہیں اس جنگ کے موقع پر بندگانِ عالی نے تین چار جوڑ
 ہاتھیوں کی لڑائی کا ملاحظہ فرمایا جن میں سرکاری ہاتھی بھی تھے اور رکن الدولہ اور
 محی الدین صاحب اور راجہ جگدیو کے بھی تھے۔ تماشہ ختم ہونے پر بندگانِ عالی ہاتھیوں
 کو لڑانے والے فیلبانوں کو انعام و اکرام دیکر شام شام کو دولت خانہ واپس آئے۔

رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو غزوہ ذیقعدہ ۱۱۵۵ھ (م ۱۸۷۱ء) کو رکن الدولہ تحفہ طوپر
 بعض امور کے طے کرنے کے لئے جن کا اظہار نے صاحب توڑک آصفیہ نے کیا ہے اور نہ
 کسی اور مورخ نے پونہ روانہ ہوئے۔ اس زمانہ میں پیشوا مادھو راؤ کے سخت علیل ہونے سے
 رکھنا تھراؤ کا جو اس زمانہ میں نظر بند تھا قائم مقامی کا خیال ترقی کر گیا۔ اور اس نے حیدر علی
 اور نظام علی خاں سے ریشہ دوانی شروع کر دی چونکہ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ رکن الدولہ یہاں
 سے روانہ ہوئے تھے اس لئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ اس وقت اُن کا جانا اسی سلسلہ
 میں حصہ لینے کی غرض سے تھا۔ بہر حال وہ دو مہینے انہیں رہنے کے بعد واپس آئے۔

بندگانِ عالی نے پرتے پل کے باہر تک جا کر ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنی خواہی میں بٹھا کر لے آئے۔

مادھو راؤ کے بعد ناراین راؤ کا پیشوا بننا | مادھو راؤ پیشوا نے اپنے مرض الموت میں اپنے بھائی اور رگھناتھ راؤ کی سانش سے مارا جانا | ناراین راؤ کو اپنا قائم مقام کیا اور چونکہ وہ ابھی کم سن تھا اس لئے اپنے چچا رگھناتھ راؤ کو قید سے رہا کر کے اپنے بھائی کا ولی بنایا۔ ناراین راؤ نے پیشوا رگھناتھ راؤ کی ولایت تسلیم نہ کی اور اس کو قید کر دیا۔ جس سے وہ اس کا سخت مخالفت ہو گیا لیکن قید کی وجہ سے اس کا بس نہیں چلتا تھا یہاں تک کہ جانوجی بھونسلہ کے انتقال پر اس کا متبسنی ارگھوجی بھونسلہ (جو جانوجی کے بھائی مدھوجی بھونسلہ کا صلیبی فرزند تھا) قائم مقام ہوا اور اس کی نابالغی کی وجہ سے اس کی ولایت کے دعویدار جانوجی کے دونوں بھائی (ساباجی اور مدھوجی) ہوئے۔ ناراین راؤ پیشوا رگھوجی کی ولایت کے مسئلہ میں ساباجی کا طرفدار ہو گیا تو مدھوجی نے رگھناتھ راؤ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش شروع کی اور اپنے وکلاء کو رگھناتھ راؤ کے پاس بھیجا۔ لیکن وہ قید میں تھا اس لئے اُن وکلاء نے اس کی زوجہ انتدی بائی سے اس کو قید سے نکال کر پیشوا بنانے کی لئے سانش کر لی۔ اور گاڑ دیوں کی فوج کے سرداروں (سومرنگھ، کھڑک سنگھ اور محمد یون) کو فراہم کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ گاڑ دیوں کے سردار سومرنگھ کو رگھناتھ راؤ نے ایک خط لکھا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ناراین راؤ کو گرفتار کر لے تو رگھناتھ راؤ ان کی فوج میں لالچ

تقسیم کر دیگا۔ اس خطیٹس رگھناتھ راؤ کی بیوی نے موقع پا کر ”گرفتار کر لے“ کے حوض ”مارڈا“ بنادیا۔ جس پر گارڈیوں کا کمنداں اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ ۱۳ شعبان ۱۸۷۸ء (م ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء) کو شنوار محل پہنچا اور وہاں کی متعینہ فوج کے ساتھ متفق ہو کر محل کے اندر گھس گیا۔ جس کے ایک حصہ میں پیشوار ہننا تھا اور دوسرے میں رگھناتھ راؤ نظر بند تھا۔ جب یہ فوج ناراین راؤ کے پاس پہنچی تو وفتح کر رگھناتھ راؤ کے پاس پہنچ گیا گارڈیوں نے اس کو وہاں بھی نہ چھوڑا رگھناتھ راؤ کے پاس سے کھینچ کر اس کو قتل کر ڈالا اور رگھناتھ راؤ کو پیشوا بنادیا۔

رگھناتھ راؤ پیشوا کا مالک محروپہ جملہ | نظام علیاں چونکہ مادھوراؤ کے انتقال کے بعد ناراین راؤ پیشوا کے ساتھ متحد ہو گئے تھے اس لئے وہ بھونسلہ ریاست کے معاملہ میں اسی فریق کے طرفدار ہو گئے۔ جس کی ناراین راؤ جنبہ داری کر رہے تھے رگھناتھ راؤ مدھوجی کا طرفدار تھا اس لئے پیشوا ہوتے ہی وہ سب سے پہلے سا باجی اور نظام علیاں سے مقابلہ کرنے کا ہتھیار کر کے واسطہ ماہ نومبر ۱۸۷۸ء (م رمضان ۱۲۹۸ء) میں مالک محروسہ میں داخل ہو گیا ناراین راؤ کے قتل کی اطلاع جب نظام علیاں کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تیار ہو کر حیدرآباد سے نکلے اور ۲۴ شعبان ۱۸۷۸ء (م ۱۰۔ نومبر ۱۸۷۸ء) کو موٹھیر پہنچے داواؤل ماہ رمضان ۱۲۹۸ء

لے ناراین راؤ کے قتل سے رگھناتھ راؤ کو بری الذمہ کرنے کی نصیحت جو توجیہ کہ خط میں جعل کرنے کی پیش کی گئی ہے وہ قابل تسلیم نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ جب یہ مسلم ہے کہ وہ خط رگھناتھ راؤ ہی کا ہے تو اس کی یہ تحریک کہ ناراین راؤ کو گرفتار کر لیا جائے کب راستی پر مبنی ہے اور جب یہ معلوم ہو کہ اس کی توجہ نے یہ جعل کیا ہے تو اس کا باقی مبنی رگھناتھ راؤ ہی کو قرار دینے میں تاہل نہیں ہو سکتا۔

۱۔ صاحب مآثر آصفی نے اس موضع کا نام موکلہ لکھا ہے۔

میں رکھنا تھا راؤ کی افواج سے مقابلے شروع ہوئے صاحب مآثر آصفی نے صفوف جنگ کی جو ترتیب بتائی ہے نقشہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگی

نقشہ صف ہاؤ جنگ پیدر ^{۱۸۵۷ء} ہراول ^{بطنہ} بجوالہ مآثر آصفی
ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خان

ماہین مہینہ مہاراد	التمش صمصام الملک	ماہین مسیرہ گوپال سنگھ قندھاروالا
برنغار رکن الدولہ	قول نظام علیخان	جزنغار شرف الدولہ بکرن الدولہ
نرپت سنگھ	چنداؤل	بالاجی کیشو
حتمت جنگ برادر زاوہ بکرن الدولہ		

اس نقشہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں بند گا فعالی بذات خود موجود تھے لیکن صاحب فوزک آصفیہ بیان کرتا ہے کہ صرف ایک روز اعلیٰ حضرت حوضہ آہنی میں سوار ہو کر شریک جنگ ہوئے اور توپ خانہ اور بان اندازی پر ثابت جنگ (برادر ابراہیم بیگ خان) کی کمان تھی جن کی کمک پر ایمر بیگ خاں اور فتح خاں مامور تھے۔ اور صاحب مآثر آصفی کے بیان کے موجب ثابت جنگ کی مدد پر جانب راست ہماراؤ اور راؤ رنجنا بکرا تھے اور جانب چپ گوپال سنگھ قندھاروالا اور جب اس نے تفصیل سے جنگ کا نقشہ بتاؤ ہو تو ہم اس کے قول کی تردید کی کوئی وجہ نہیں پاتے یہ ممکن ہے کہ ایمر بیگ خاں اور

فتح خاں راؤرنہما اور گوپال سنگھ کے ماتحتین سے ہوں جن کو صاحب توزک آصفیہ نے اپنی شناسائی کی بناء پر قابل ذکر تصور کیا۔

صاحب آثار آصفی کہتا ہے کہ بنگالہ عالی اپنی فوج کے ساتھ ۳ رمضان ۱۱۸۰ھ (۱۸ نومبر ۱۷۶۷ء) کو سوات قلعہ بیدریں قیام پذیر ہوئے اس وقت ان کی سواریوں نے فوج تخمیناً پچیس ہزار تھی اور پیشوا کی فوج دو چاند سے بھی زیادہ - ۴ رمضان کو خفیف سا مقابلہ ہوا جس میں طرفین کے چند آدمی کام آئے۔

شاہ تجلی کا خواب اور اس کی تعبیر | اس جنگ کے دوران میں شاہ تجلی اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک فوج دیکھی جو دیکھتے کے دیکھتے ایک بڑے نقار خانے کے پاس پہنچ گئی اور اس کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ شاہ صاحب نے اس کے متعلق ایک شخص سے پوچھا کہ یہ فوج کس کی ہے اور یہ نقار خانہ کس کا؟ اُس نے کہا کہ یہ حضرت علی ابن ابی طالب کی فوج ہے نظام علی خاں کی مدد کو آئی ہے اور یہ نقار خانہ راگھو (رگھناتھ راؤ) کا ہے اس خواب کی تعبیر یہ دی گئی کہ رگھناتھ راؤ پر اب فتح حاصل ہو جائے گا شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد کچھ ہی عرصہ میں رگھناتھ راؤ نے ایسی ہزیمت پائی کہ اس کے پڑاؤ میں پھر کبھی نوبت نوازی نہ ہوئی اور چاروں ماہ چار ۲۲ رمضان ۱۱۸۰ھ (۴ دسمبر ۱۷۶۷ء) کو ڈھونڈہ رام کی شرکت سے درخواست صلح و اطاعت پیش کر کے رکن الدولہ سے ملنے کی خواہش کی۔ ۲۳ رمضان کو بنگالہ عالی نے

رکن الدولہ، وقار الدولہ، ڈھونڈورام و کرشن راؤ کو اس کی ملاقات کے لئے روانہ فرمایا۔ کجا
استقبال رکھنا تھ راؤ کے متنبی (اعتر راؤ) نے کیا اور سوال جواب کے بعد ایک رنجیریل
اور دو راس گھوڑے اور سترپچ مرصع اور دو کشتی طلبوسات رکھنا تھ راؤ کو روانہ کئے اور
دوسرے روز خود بدولت اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے
رکھنا تھ راؤ اور نظام علیاں کی ملاقات دونوں شکروں کے درمیاں ہوئی جہاں سے
دونوں مل کر رکھنا تھ راؤ کے ڈیرے میں گئے ضیافت کے بعد اس نے سترپچ مرصع جینہ
کنٹھی مالا باسلک مروارید اعلیٰ اور تین کشتی طلبوسات نذر کئے اور ایک پہر کے بعد
بندگان عالی وہاں سے واپس تشریف لائے ان واقعات کے خلاف کنکلیڈ کہتا ہے
کہ اس جنگ میں نظام علیاں کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ بیدریں پناہ گزیں ہوئے
مجبور ہوئے جس کا محاصرہ کر لیا گیا اس کے بعد بندگان عالی نے صلح کی خواہش کی اور پندرہ
محصل سالانہ کا علاقہ رکھنا تھ راؤ کو پیش کیا جس نے اس کے لینے سے انکار کر دیا یہی
مورخ چپنیں مکھڑ (اخبارات مرہٹہ) کے صفحہ (۴۰) کے حوالے سے لکھتا ہے کہ :-

”نظام علیاں نے جہلت جنگ لی اور ایک ایسا عمل اختیار کیا

جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے فرقی مقابل کے

خصائل کا کتنا صحیح مطالعہ کیا تھا۔ اپنے علاقہ کے دیگر عہدہ داروں

کو مطلع کئے بغیر نظام علیاں صرف دو سو سپاہیوں کو بلانے کے لئے

مرہٹہ پڑاؤ میں رکھنا تھا راؤ کے ڈیرے تک پہنچ گئے جس نے بہت اخلاق سے آگے بڑھ کر ان کو لیا اور اپنے ڈیرے میں لے گیا۔ وہاں نظام نے اپنے گلے کا زیور، تلوار اور سپر کال کر رکھنا تھا کہے پاؤں پر ڈال دیا اور اس سے درخواست یہ کی کہ اپنے مقبوضات میں سے جن کی اُس کو ضرورت ہو لے لے۔ رکھنا تھا راؤ کے قتل تکست و فیاضی حرکت میں آئے اور یہ قوفی سے اُس نے نظام کو اُن کے زیور اور ہتھیار واپس دیدئے اور کسی معاوضہ صلح کے لینے سے انکار کر دیا اور مزید برآں اس نے نظام کو خلعتیں دیں اور کئی ضیافتیں کیں اپنی کمزوری طبع سے رکھنا تھا راؤ نے تحفے و انعامات ہی نہیں دئے بلکہ اخراجات جنگ بھی چھوڑ دئے اور نظام کو دعوے کر کے آپ جنوب میں کرناٹک کو روانہ ہوا۔“

صاحب مآثر اصفیٰ نے اس جنگ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے مگر وہ اس کے متعلق مرقعاً کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اس کی عبارت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو نہ تو التعلیل لایا جاسکتا ہے کہ نظام علیخاں کو اس جنگ میں شکست ہوئی لیکن یہ بہ گزیر نہیں کیا جاسکتا کہ ہندو گانہالی نے اس موقع پر رکھنا تھا راؤ سے مل کر انے زورات اور ہتھیار اس کے پاؤں پر ڈال دئے اس مورخ نے صلح کی بہت جو کچھ توجہ منجانب رکھنا تھا علی بخش کی ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ نظام علیخاں نہ اس طویل مدت میں جنگ و محاصرہ سے پر دل ہو سکتے تھے۔

اور نہ صلح کرنے پر مجبور رہ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ سایاجی بھونسلہ رگھناتھ راؤ کے علاقہ میں داخل ہو کر مواضع کو تباہ و برباد کرنے لگا اس وجہ سے رگھناتھ راؤ اپنے علاقہ میں جلد واپس ہونے کیلئے اپنے حرکات و سکنات سے ناوم ہو کر بندگانِ عالی سے خواستگار معافی ہوا۔ اس موقع نے اس صلح کی نسبت اور نظامِ علیجاں کے رگھناتھ راؤ کے پاس جانے اور ان کی ضیافت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے یہاں لفظ بلفظ نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے:-

”چول^۱ ملک مقبوضہ غنیم از فوج سایاجی بھونسلہ رو بخرابی نہاد و بند و بست آں طرف بعونِ کامی بمقبہور ضرورت از حرکات و سکنات باطلہ عرقِ نجات بر روئے روزگار خود آوردہ دست معذرت بدامن آمرزش زد بندگانِ عالی را از آنجا کہ تہمت والاخذ پذیرد نظریہ رفاہ عالم است بہ پذیرائی عرض آں مخذول بیت^۲ (ماہ رمضان) رکن الدولہ را بہ پیش او برائے تکیسین شوریدہ خاطر فرستادند و کاغذ ملک دوازده ملک روپیہ نوشتہ حوالہ کردند چول عہود و موافقت از طرفین استحکام گرفت و سعادت اندوزی او بیا ر ملازمت تصیم یافت مدالہام را خلعت پنج پارچہ و کیراں اسپ و یک نذیر خیر فیل دادہ مرض گروانیدہ بیت و چہارلم ہامنہ) خود بدولت و اقبال کمال مراتب خرم و ہوشیاری بیکانے کہ

مابین ہر دو لشکر مقرر شدہ تشریف بردہ بہ آب مراحم و عنایا
 بے پایاں غبارِ مذمت از چہرہ حال او شستند و از آنجا حبس
 استمالت او بفرد گاہش متصل خانہ پورِ ظلِ مکرمت و امنان گزشتہ
 تا یکپاس شہوت و اُبہت اجلاس فرمودند بعد از آن کہ طعام ضیافت
 او بہ تناول مبارک درآمد و از خوان نوازش و ارتھان ^{خلین} لذت
 شدہ تشکیش زندہ پارچہ و دوا سپ و دوفیل و غیرہ با کاغذ ملک
 دوازده لکت روپیہ کہ مدارالمہام رسانیدہ بود واپس ندر و الاگزرا ^{نید}
 برخاست نمودہ بنیارگاہ عالی مراجعت نمودند۔

اس بیان کے بموجب نظام علیخاں نے رکن الدولہ کو بارہ لاکھ محاصل کے ملک کی گذشتہ دیگر
 رگھناتھ راؤ کے پاس روانہ کیا اور اس کاغذ کی روانگی کے دوسرے روز خود بدولت نے رگھناتھ ^{راؤ}
 سے ملاقات کی جس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس صلح کو رگھنارائے نے اس امر پر متعلق رکھا
 کہ وہ (نظام علیخاں) بذات خود آکر بالمشافہ اس سے صلح کی خواہش کریں اور جب بندگانِ عالی
 اس غرض کے لئے دوسرے روز اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے ان کی ضیافت
 کی اور واپسی کے وقت اس کاغذ گذشتہ کو بھی واپس کر دیا جو ایک روز قبل نظام علیخاں نے
 اپنے دیوان کے ہاتھ روانہ کیا تھا اور اپنی طرف سے ملبوسات و تحائف بھی پیش کئے۔ شہناہجلی
 کا بیان ہے کہ اس صلح کی حسن سعی کے سلسلے میں بندگانِ عالی نے رکن الدولہ کو ایک قیمتی سرپچ
 مرصع اور دو لڑمروا پریم رحمت فرمائے۔

صلح کے دوسرے روز یعنی ۲۶ رمضان کو رگھناتھ راؤ نے میدان جنگ سے
 مراجعت کی اور ۲۷ رمضان کو خود بدولت جانب گلبرگہ روانہ ہوئے اور محلات مبارک کو
 حیدرآباد سے لانے کے لئے زبردست خان اور داور جنگ کو روانہ فرمایا۔ ہناباد کی منزل میں
 ۱۵ شوال کو محلات مبارک نے شرف قدبوسی حاصل کیا ۱۸ شوال کو گلبرگہ پہنچ کر زیارت
 درگاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور سجادہ صاحب درگاہ سے ملاقات کی غرہ ذیقعدہ کو قلعہ
 گلبرگہ کی سیر فرمائی اور ۲ ذیقعدہ کو وہاں سے اورنگ آباد روانہ ہوئے اس سفر میں دھاجی
 بھونسلہ کے کارپرواز تنکراجی گھوڑ پڑھ سے مقابلہ ہو گیا جو اس غرض سے ایک مختصر سی فوج
 کے ساتھ نکلا تھا کہ اس مضافات میں تحصیل حاصل کرے مقابلہ میں اس کو شکست ہو گئی اور بہت
 کچھ مال و اسباب بندگانِ غالی کی افواج کے قبض و تصرف میں آیا

ناراین کے قتل کے انتقام میں | اس جنگ سے فارغ ہو کر جب بندگانِ غالی دریائے ہیمر کے کنارے
 نظام علیاں کی شرکت | فروکش ہوئے تو امیر الامراء بسالت جنگ نے شرف ملازمت حاصل
 کی جن کی تشریف آوری کی تقریب میں کچھ دن جشن ہائے عیش و نشاط گرم رہے ان گور
 کر کے ۲۷ ذیقعدہ کو اس مقام سے خود بدولت نے بھی کوچ فرمایا۔

سابقہ جنگ میں چونکہ نظام علیاں اور رگھناتھ راؤ کے مابین صلح ہو گئی تھی اس لئے
 سردارانِ مرہٹہ کو یہ فکر تھی کہ اس سے ناراین راؤ پیشوا کے قتل کا بدلہ لینا ناممکن ہو جائیگا
 اس لئے سایاجی بھونسلہ اور ترکمان مانے سابقہ طرفداری کے اعادہ کے لئے نظام علیاں
 سے درخواست کی چنانچہ ان کی درخواست پذیرا ہوئی لیکن یہ پذیرائی ابھی کوئی عملی صورت

میں نہیں آئی تھی کہ امیرالامراء بسالت جنگ کے فرزند ذوالفقار اللہ وہ جہا بٹ جنگ کو
 رگھناتھ راؤ نے گرفتار کر لیا۔ جس پر بندگانِ عالی کو کھلم کھلا مقابلہ کے لئے موقع مل گیا چنانچہ
 خود بدولت نے ظفر الدولہ اور داوریجنگ، بالاجی کیشو راجہ تربت سنگھ ورستم راؤ پانڈھوہ کو
 اس غرض کے لئے مامور کر کے آپ اورنگ آباد روانہ ہوئے اور درگاہِ قلیخاں سالار جنگ کے
 باغ (واقع اورنگ آباد) میں قیام فرمایا۔ چار روز بعد وہاں سے نکل کر ۲۳ صفر ۱۱۸۷ھ
 (۱۶ مئی ۱۷۷۳ء) کو برہان پور پہنچے۔ یہاں سباجی بھونسلہ اور ہریرام بھڑکیہ شرف اندوز
 ملازمت ہوئے اور رگھناتھ راؤ کے تعاقب کی نسبت قرار داد ہوئی جس کے بعد نظام علیخان
 نے عنانِ غرمت اورنگ آباد کی طرف منعطف فرمائی۔

اس کے بعد قلیل ہی عرصہ میں یہ اطلاع ملی کہ رگھناتھ راؤ، ہلکرا اور سندھیہ کے
 ساتھ متحد ہو کر مالک محروسہ پر حملہ کی غرض سے صوبہ خاندیس میں اتر آیا ہے جس کے ساتھ
 بندگانِ عالی (۱۵۔ رمضان ۱۱۸۷ھ) اورنگ آباد سے نکلے اور بغیر کسی جنگ کے
 صوبہ خاندیس میں سے ہوتے ہوئے (۵۔ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ)۔ جنوری ۱۱۸۹ھ) کو برہان پور پہنچے
 اس زمانہ میں مود حاجی بھونسلہ اپنی ولایت کے لئے سباجی بھونسلہ کے خلاف کوشش کر رہا
 تھا اور چونکہ نظام علیخان خود سباجی بھونسلہ کے طرفدار تھے اس لئے وہ ان کے خلاف بھی
 جس کے مقابلہ کے لئے نظام علیخان نے ظفر الدولہ ابراہیم بیگ خان دھونہ کو مقرر کیا تھا اور
 لہ یہ اپنے والد سے اجازت لیکر بندگانِ عالی کی قدامتوں کے لئے مختصر سے وقت کے ساتھ ادھونی سے نکلے تھے کہ رگھناتھ راؤ نے
 اپنی بھاری فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا جس پر یہ قریب کی ایک گدھسی میں محصور ہو گئے لیکن وہ رگھناتھ راؤ کے پوچھنے کی بجائے
 ایک تاب لاسکتے تھے آخر شکست ہو گئی اور جہا بٹ جنگ رگھناتھ راؤ کے قابو میں آگئے جو آخر ۱۶ دسمبر ۱۱۸۹ھ کو رگھناتھ راؤ کے ہاتھ
 نکل کر صوبہ میں قدامتوں سے ہوئے۔

اور کچھ فاصلے پر خود آپ بھی ان کی مدد پر رہتے تھے اور ماہ صفر ۸۹ھ (مؤخر اہل) میں طغرالدولہ اور مودھا جی کے مابین ایک شدید جنگ ہوئی جس میں اس کا ایک سردار ایشونت راؤ فرار ہو گیا اور ایک سردار گویند راؤ زخمی ہو کر گرفتار ہوا اس کے بعد طغرالدولہ قلعہ نبیر کا محاصرہ کیا جو مودھا جی کے تصرف میں چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے بھی اور حسینی بیگ اس کی حفاظت پر مامور تھے حاربین نے تاب مقابلہ نہ لاکر تین روز کی ہمت مانگی جس کے بعد قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کر دیا گیا۔



قتل دیوان رکن الدولہ

قلعہ نمبر ۱ پر قبضہ ہو گیا تو بندگان عالی معہ خدم و حشم یہاں تشریف لائے اس منزل میں ابراہیم خاں جمہدار کے رسالہ اشام کے ایک سپاہی موسوم بہ فیضو نے رکن الدولہ کو حضورِ خیمہ میں قتل کر دیا۔ اس قتل کے کئی وجوہ بیان کئے جاتے ہیں جن میں تقریباً ایک بندگانِ عالی یا ان کے محلات سے وابستہ ہر جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ انہیں کے ایماء سے اس کا وقوع ہوا۔ لیکن پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا نظام علیجاں اور رکن الدولہ کے مابین کوئی سوء ظنی بھی ہوئی تھی یا نہیں اگر ہوئی تھی تو اس کے کیا وجوہ تھے اور تدریجی طور پر اس کا کیا اثر ہوتا رہا۔ اس ضمن میں ہم کو سب سے پہلے نظام علیجاں کے صاحبزادے فرید خان کے ذریعہ ایک واقعہ کا علم ہوتا ہے جس سے اس کی ابتدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ

لے یہ واقعہ فرید خان جاہ نے اپنی تصنیفات فیوضات سبحانی میں بیان کیا ہے جس کی اہل عبارت یہ ہے۔

”حضرت قدس سرہ عہدِ بگم صاحبہ قریب بگو لکنڈہ خالیز خیزہ تیار کنا یندہ حضرت غفران مآب را سوار شدہ ہمراہ بردہ خواہا استاد و دیگر محلات ہم رفت حضرت بدو انخانہ فرود آمدہ محل رونق افزا شدند غلام نبی خاں شہسوار جنگ مردنی اللہ بہشت خواں بود و مردمنی خاں رکن الدولہ و محمد غوث خاں سیف الدولہ کہ بخلاف آباد و خود و رحمت شیعیاں تشیع شدہ بودند از عمر مذہب بہ شہسوار جنگ خصوصتے بدل ہی داشتند یہ دیوانخانہ باہم افکار مذہب برآوردند شہسوار جنگ دست بقبضہ شد مفصل خبر بھنور رسید عثمانہ بکن الدولہ وسیعت الدولہ حکم شد کہ من متنت جہا حتم از آباد جلا و خویش کہ ہر خلق سی دانہ پس اگر مردنی اذ نوکری اس خانہ ان نداشتہ باشہ خوا رید ہر جا کہ بخواہید بروید و از دیوانخانہ من بدر آئید و بہ شہسوار جنگ یمامت حکم شد کہ اگر شمارا چنیں کہ متکو متکورات بدو سر بروید یا بخانہ خود۔ اس دیوانخانہ رئیس امت نہ جائے قبل و قال۔“

نظام علیجاں کی والدہ کے حکم پر قلعہ گوکنڈہ کے قریب بندی میں خرپڑہ کی کاشت کی گئی تھی جس کے تیار ہونے کے بعد والدہ کی فرمائش پر بندگانِ عالی معہ خدم و حشم وہاں نہضت پا ہوئے حضور ہم رکاب امراء کو باہر چھوڑ کر محلات میں رونق افروز ہوئے دیوانخانہ میں علامہ نجی شہسوار جنگ (سنی المذہب شیعہ خوان) تھے اور میر موسیٰ خان رکن الدولہ اور محمد خورشید سیف الدولہ جو اپنے آبا و اجداد کے برخلاف صحبت اہل تشیع میں شیعہ ہو گئے تھے ان دونوں نے شہسوار جنگ سے مذہبی مباحثہ شروع کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہسوار جنگ دست بقبضہ ہو گئے اس کی اطلاع نظام علیجاں کو ہوئی تو وہ باہر آئے اور رکن الدولہ سے بطور عتاب فرمایا کہ:-

”تمام خلق آگاہ ہے کہ میں اپنے آبا و اجداد سے سنت جماعت ہوں پس اگر اس خاندان کی نوکری پر راضی نہ ہو تو میرے دیوانخانہ سے نکل جاؤ اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔“

اور شہسوار جنگ کو حکم ہوا کہ:-

”اگر ایسے مباحثے کرنا ہو تو میرے جاؤ یا اپنے گھر یہ دیوانخانہ نہیں ہے نہ جائے قیل و قال۔“

اس واقعہ سے قطع نظر کر کے اگر رکن الدولہ کے طرزِ عمل پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بحیثیت مدارالمہامی انھوں نے عہدہ دارانِ سرکارِ عالی کا ایک بڑا جتنا موافق کر لیا تھا اور فوج کے بڑے بڑے عہدے اپنے ہی اقرباء اور ہونا خواہوں کو دے

اور یہی عہدہ دار ہر ہم میں سربراہ کار ہوتے تھے باوجود اس کے مہٹوں کے مقابلہ میں تقریباً ہر وقت نظام علیین کی ناکامی سے یہ امر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ حکمت عملی سے خود بدولت کی طاقت و اثر کو متاثر کر رہے تھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس طرز عمل سے اپنی کامیابی کو دھمکے محسوس کر رہے تھے چنانچہ صاحب گلزار آصفیہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کے قتل کے آٹھ ہی روز پیشتر وقوع میں آیا وہ یہ کہ ایک دفعہ رکن الدولہ وقار الدولہ وغیرہ کے ہمراہ اپنے ڈیرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بہادر دل خاں شجاع الدولہ (صوبہ دار حیدرآباد) کے پوتے سید نجابت خاں ڈیرے کے دروازے پر آئے اور چاہتے تھے کہ محمول اندر جائیں۔ پہرہ والے نے ان کو روکا لیکن انہوں نے اس کی پروا نہ کی اور آگے بڑھنے لگے آخر پہرہ والوں کی فراحت میں کشمکش کی نوبت پہنچی اور سید صاحب مذکور کا گریباں بھنگ گیا اس واقعہ کو رکن الدولہ اور وقار الدولہ دور ہی سے دیکھتے اور ہنستے رہے لیکن پہرہ والوں کی کسی طرح اس فعل سے منع نہیں کیا چوبدار موقع پر پہنچے اور پہرہ والوں کو زبردستی بج کی اور سید صاحب مذکور سے معذرت مانگی جب سید صاحب پہرہ والوں سے چھوٹ کر اندر داخل ہوئے تو رکن الدولہ نے ہنستے ہوئے کہا ”خان صاحب آئے آئے“ سید نجابت خاں مذکور نے نزدیک بڑھ کر فرمایا:-

”من برائے ایس نیامدہ ام کہ بخدمت شریف حاضر باشم بلکہ

برائے ایس آمدہ ام کہ حق سبحانہ تعالیٰ اعاصی را دیگر نزد شمایارو۔“

اور اپنے مقام پر لوٹ گئے۔ صاحب گلزار آصفیہ کہتا ہے کہ اعتصام الملک قسیمہ کہتے تھے

”میں اس مجلس میں رکن الدولہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سرگزشت کو چشم خود میں نے دیکھا
آل رسول کی اہانت کے بعد زمانہ پھر رکن الدولہ کے موافق نہ رہا اور اسی ہفتہ میں قتل ہوئے۔“

اس واقعہ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ شاہی امرا اور ان کے متعلقین کی اتنی
وقت بھی ان کے پاس نہیں رہی تھی جتنی کہ خود نظام علیاں کو تھی۔ واقعہ قتل سے قریب تین
اس واقعہ متعلقہ کے وقوع اور اس کے بعد خود سید نجابت خان کے اس کہنے سے کہ ”حق سچا
تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شمایار“ اس قیاس کی گنجائش نکلتی ہے کہ سید صاحب مذکور نے
اپنے اس جوش انتقام کو جو انھیں اس ناشدنی واقعہ سے پیدا ہوا تھا دبا کر صرف انہیں
پر اکتفا کیا اور ہی جوش آخر کسی اور ذریعہ سے ہفتہ عشرہ ہی میں وقوع پذیر ہوا لیکن صاحب
گلزار آصفیہ اس کو صرف نظر کر کے محلات بندگان عالی کی مخالفت کو ان کے قتل کی وجہ قرار
دیتا ہے اور اپنی اس توجیہ کی تائید میں اس نے دو واقعے بیان کئے ہیں جنہیں سے پہلے
کہ ایک دفعہ ایک مغل تاجر مچھلی بندر کی چھنیٹ بغرض فروخت لایا محلات کے بلو سات
اسی کا سجاوٹ لگایا جاتا تھا اس لئے اس کی خریداری سرکاری ہوئی اور اس کی قیمت میں
سات سو روپیہ کی چٹھی دیوان وقت اور حضور کے دستخط خاص سے اس کو دیدی گئی چھ ہینے
گرز گئے پھر بھی اس کی ادائیگی نہیں ہوئی اور رکن الدولہ مغل تاجر کو امر و فرما پر مالتے رہے آخر
وہ لاچار ہو کر حضور کی سواری کے وقت برسرِ راہ شور و فریاد کر کے کہنے لگا کہ ”یا توقیت مال
عنایت فرمائی جائے یا مال واپس کیا جائے کہ تاخیر کی وجہ سے غلام کی بڑی خرابی ہو رہی
اگرچہ اس وقت بندگان عالی کی خواہی میں رکن الدولہ بیٹھے ہوئے تھے تاہم ان کو انھوں نے کچھ بھی

نہ کہا اور عماری سے اتر کر محل میں تشریف لے گئے اور چھینٹ کے چند غنان سالم اور باقی کے کاٹے ہوئے سبب اور تین سو روپے مغل کو منگو کر دیدئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ رقم ہر جائیداد اور جہاں چاہو فروخت کر لو۔ یہ واقعہ و قتل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ البتہ ممکن ہے کہ فضا کے محلات اس واقعہ کی وجہ سے ان کے موافق نہ رہی ہوں اور نفس واقعہ سے یہ تہ ضرور چلتا ہے کہ خود بندگان عالی کے دستخط کا پاس و لحاظ نہ کرنا تھا اور یہ خیال تک انہوں نے نہ کیا کہ مال لینے اور ادائی قیمت کی دستاویز کے بعد بھی ایک تاجر کو رقم ادا نہ کرنے سے رئیس وقت کو کتنی ہلکی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ صاحب گلزار آصفیہ نے رقم کو ادا کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اُن دنوں سفر پیلے اور متواتر جنگ و جدال کے باعث ضروریات لازمہ سلطنت کی پابجائی و اسباب جنگ کی فراہمی اور ادائی تنخواہ فوج کے باعث خزانہ میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ تاجر کو قیمت ادا کیا جاسکتی۔ تاہم یہ قابل تسلیم نہیں ہو سکتا کہ صرف سات سو کی ادائی کی گنجائش بھی نہ تھی اگر فی الواقع ایسا تھا تو جس وقت ادائی کی چٹھی پر حضور کے دستخط لئے گئے تھے اس وقت اس کا اظہار ضروری تھا۔

بہر حال اس واقعہ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رکن الدولہ نے نظام علیا کو اس قدر مجبور کر رکھا تھا کہ ان کی ذاتی ضرورت پر سات سو کی ادائی پران کو اختیار نہیں اور وہ خود اس قابل نہیں ہے تھے کہ اپنی جیب خاص سے اس کی پابجائی کر دیتے اور دیوان کا اتنا اثر اُن پر مستولی ہو گیا تھا کہ باوجود اس ناخوشی کے کہ ایک نقطہ بھی رکن الدولہ کے خلاف نہ کہہ سکے۔ دوسرا واقعہ جو گلزار آصفیہ نے قتل کی وجہ سے متعلق لکھا ہے

اسی سفر میں نیدرگالغالی کی ہمیشہ کالی بیگم بھی ہمراہ تھیں جن کی رتھ کے پیل لاغرو کا کارہونے کی وجہ سے دوسری سواریوں کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے تھے اس لئے انھوں نے اپنے پوربیہ جوان کے ذریعہ رکن الدولہ سے تیزگام سیلوں کی فرمائش کی جس کو وہ امروز فردا پڑاتے رہے بیگم صاحبہ کی طرف سے جوان روزیاد وہی کے لئے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز اس جوان نے بدتمیزی سے رکن الدولہ پر تقاضا کیا جس پر انھوں نے اس کے جواب میں تذکلامی کی جس کے بعد جوان نے بیگم صاحبہ سے عرض کرویا کہ

”کسی دوسرے کو اس غرض کے لئے مامور فرمایا جائے غلام

رکن الدولہ کے پاس ہرگز نہ جائیگا۔“

آخر بہزار استفسار اس نے وجہ بیان کی جس پر کالی بیگم صاحبہ نے اپنے بھائی

(نظام علیخاں) اسے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ

”بھائی۔ آصف جاہ کی اولاد میں تم بھی اگر لڑکی ہوتے تو اچھا تھا

کہ تمھاری ریاست کے زمانے میں ہماری حالت ایسی ہے کہ

پوربیہ کی غیرت تک اس کو پسند نہیں کرتی تو پھر دوسروں کا

کیا پوچھنا۔“

اس پر نظام علیخاں نے فرمایا کہ :-

”آپ مجھ کو بھائی نہیں بلکہ خاندان آصفیہ کی لڑکی ہی تصور فرمائیے

کہ مرہٹوں کے ساتھ جنگ و جدل اور اختلال سلطنت کے باعث

میں سخت مجبور ہو گیا ہوں“

جس کے جواب میں بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ:-

”جب آپ ایسے مجبور رہے اختیار ہو گئے ہیں تو ہم کو اجازت دینا

کہ جو کچھ ہم سے ہو سکے کر لیں۔“

اس پر نظام علیخاں نے جواب دیا کہ:-

”کس نے آپ کو روکا ہے آپ جو چاہیں کریں۔“

اس کے ساتھ ہی بیگم صاحبہ نے زنا فی ڈیوڑھی کے پہرہ کے ایک کارڈی جو ان کو طلب کر کے اس کو ہمت دلائی اور رکن الدولہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے اس کی یہ بندگانی کے ارشاد پر محول کیا جس پر بیگم صاحبہ نے کہا کہ:-

”وہ خود تو نہیں فرمائیں گے شام میں تجھ کو طلب کر کے جس وقت

میں یہ حکم تجھ کو دوں اس وقت بندگانی میرے نزدیک بیٹھے

رہیں گے تو پردے میں سے ان کی شبیہ دیکھ لینا اگر وہ اس کو

شکر خاموش رہیں تو سمجھ لینا کہ اس قتل سے اختلاف نہیں ہے

اور تعمیل کرنا۔“

اس نے قبول کر لیا جب شام میں اس کو احکام سنائے گئے اور اس نے تعمیل کا

استہرا کیا۔

صاحب گلزار آصفیہ کو قتل کے دیباقت کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی اس لئے

اس نے اجمالی طور پر یہ دونوں واقعات بیان کر دئے ہیں جو ہماری دانست میں وجہ قتل قرار
 دئے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے برخلاف اس کے کچھ نیا راین شفیق نے جو وجہ اجمالی طور
 بیان کی ہے رکن الدولہ کے اُس زمانے کی طرز عمل کو مد نظر رکھ کر دیکھا جائے تو بالکل قابل
 تسلیم ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے اہل پونہ سے کوئی مخفی عہد و پیمان کر لیا تھا اور پونہ
 کی ہم سے فراغت پانے کے بعد اپنے بھائی بند اور ہوا خواہوں کی حمایت سے اپنے آقا کے
 ساتھ کوئی فاسد ارادہ رکھتے تھے جس سے مطلع ہو کر بخشی بیگم نے فیضو گارڈی کے ذریعہ ان کے
 قتل کی تجویز کی جو صورت عمل میں آئی۔ رکن الدولہ کے قتل کے متعلق اب تک وہی روایات
 مشہور ہیں جو صاحب گلزار آصفیہ نے غیر تحقیقی طور پر نقل کر دئے۔ اب چونکہ ہم مآثر آصفی کے
 بیان کو پہلے پہل قارئین کے ملاحظہ میں پیش کر رہے ہیں جس سے اب تک بہت کم کا آشنا
 ہوئے ہیں اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مورخ مذکور کی اصل عبارت یہاں نقل کر دی جائے
 و ہوندا۔

”میں گویند رکن الدولہ با اہل پونہ عہد و پیمانے مخفی درست کر دہا عتضا
 ضابطہ جنگ کہ جمعیت تنایستہ داشتہ میر برن لشکر بود و ترف الد
 بادہ ہزار سوار جرارد اور جنگ پسرش با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بار
 ختمت جنگ با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بار و دیگر جاہداران کہ خاک
 برداشتہ او بودند بعد کچھی از نمود صاحبی ارادہ فاسد جانب آقا
 بنا بر آن بخشی بیگم مذاہبہ محل خاص جنگ کا اعلیٰ آدین ماجر مطلع گشتہ

اس تہذیب پر نمود۔“

اس عبارت میں ”ارادہ فاسد جانب آقا داشت“ کے معنی دو صورتوں سے خالی نہیں

یا تو یہ کہ رکن الدولہ نظام علیا کا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے یا اپنے بھائیوں اور بھتیجے اور ضابطہ جنگ کی حمایت سے نظام علیا کے مقابل ہو کر ان کو سلطنت سے علیحدہ کر دینا چاہتے تھے اور یہی اہتمام ہے رکن الدولہ کی بلند پروازیوں کی۔ انھوں نے اپنے ہوا خواہوں کا ایک جال بچھا رکھا تھا اور غیر ممکن تھا کہ نظام علیا کو اس کی خبر بھی ہوتی۔ بہرام جنگ و فتح خاں کے خاندان کو خدا اچھا رکھے کہ انھوں نے حق نمک بجالایا اور وقتاً فوقتاً اس منصوبہ کے متعلق جو جو کچھ علم ہوتا گیا اس کی اطلاع بندگان عالی کو پہنچاتے رہے چنانچہ اسی واقعہ کو مورخ مذکور نے حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے :-

”ارکان دولت ہمہ از آن رکن الدولہ بودند مگر فتح خاں عرض یگی
و بہرام جنگ داروغہ ہر کارہ حقوق نمک خواگی ملحوظ داشتہ وقتی
بعضے آثار رکن الدولہ جا بجا معروض حضور کردہ بودند چنانچہ ہر دو
در جلد وئے اس امر اولیں یعنی فتح خاں تعلیق داری گو لکندہ کہ
خزانہ گاہ و محل تفویض اعتمادیان ست و دو ہیں کہ بہرام جنگ
بر صوبہ داری المیچو پر سر فراز شدند“

رکن الدولہ کے اس سازش کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نظام علیا اگر ان کے
قتل کی تجویز میں انھوں نے بذاتِ خود بھی کوئی حصہ لیا ہو تو) بدرجہ اولیٰ ان کا سبب حق میں رکن الدولہ کے

اُرادہ فاسد و لے منصوبے سے واقفیت کے بعد لازم تھا کہ سربراہ کاران دولت ایسی تہاؤ پر غور کرتے جن سے رکن الدولہ کا منصوبہ کا لحد مہو جاتا اہنی تہاؤ ویر کے دوران میں اُن ہوا خواہان دولت کی ناراضی کی عام طور پر شہرت ہو گئی اور خاص خاص لوگوں میں ان کے قتل کی تجویز کی خبر گشت لگانے لگی جس کی اطلاع شدہ شدہ خود اُن تک بھی پہنچی چنانچہ اسی سلسلہ میں صاحب گلزار آصفیہ دو واقعات تحریر کرتا ہے ایک تو یہ کہ ایک شب مہم الدولہ نے ایک رقعہ رکن الدولہ کو لکھ بھیجا جس کو پڑھ کر انھوں نے نہایت لا پرواہی سے شمع پر جلاؤ اور قاصد کو کہہ دیا ”اچھا معلوم ہوا“ دوسرا واقعہ مورخ مذکور نے یہ بیان کیا کہ شرف الدولہ نے ایک شب اپنے بھائی (رکن الدولہ) کے متعلق کوئی وحشت اثر خبر سنی اور ان کے خیمہ میں ان کو بیدار کیا اور رُورُور کہنے لگے کہ آپ کی نسبت ایسا ایسا سنا جا رہا ہے مناسب یہ ہوگا کہ آپ چند روز یہ احتیاط دربار کریں۔ جس پر رکن الدولہ نے کہا کہ ”بھائی روتے کیوں ہو اپنی جگہ پر جاؤ آرام کرو میں بکری کا بچہ نہیں ہوں کہ کوئی فرج کر لیگا۔“ ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رکن الدولہ کے قتل کی نسبت کوئی منصوبہ کیا جا رہا تھا لیکن چونکہ ریاست میں ان کے اثرات اچھی طور سے منظم ہو گئے تھے اس لئے اس امر کا امکان تھا کہ واقعہ قتل کے وقوع کے ساتھ ہی ان کے خاشیہ بردار ہوا خواہ ایک دم نظام علیحدہ ٹوٹ پڑیں گے اسی کو مدنظر رکھ کر ایک مناسب موقع کا انتظار کیا جاتا رہا جو منزل بنڈریاں حاصل ہوا۔ اس وقت رکن الدولہ کے ہوا خواہوں میں سے ظفر الدولہ ضابطہ جنگ اپنی فوج کے ساتھ موڈ حاجی کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور اسماعیل خاں المیچو پر میں مامور تھے

اور شرف الدولہ ایک حصہ فوج کے ہمراہ سامان رسد کی فراہمی میں مشغول تھے و آتھقل کے روزانہ میں سے کوئی ان کے قریب نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بہتر موقع اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے نہیں مل سکتا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ جب بندگانغالی منزل بغیر اپرہضت فرما ہوئے تو حضور کے ساتھ رکن الدولہ بھی سواری سے اترے اور عرض کی کہ ”کئی خاص معاملہ میں کچھ عرض کرنا ہے“ جس پر بندگانغالی نے فرمایا کہ ”ایک عرصہ سے تم میری خواہی میں چپ چاپ بیٹھے رہے اس وقت کیوں نہ کہا اب کسی اور وقت پر رکھو“ اس کے بعد بندگانغالی نے سب رخصت کیا اور ان کو بھی رخصت کیا چاہتے تھے جس پر انہوں نے مکرر کہہ کر عرض کیا کہ ”غلام کو کچھ عرض کرنا ہے“ بندگانغالی ڈیرے تک آگئے تھے آخر وہیں ڈیرے میں ان کو بیٹھنے کے لئے فرمایا اور آپ سراپردے میں داخل ہوئے۔ ابھی رکن الدولہ بیٹھے ہی تھے کہ فیضونامی گاڑ دی جو ان (جو پہرہ پر تھا) اپنی کٹار لیکر پیچھے سے آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ ”نواب صاحب ٹڈا ہے ٹڈا ہے“ ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر شانے میں کٹار بھونکی اور گردن تک اُتار دی معاوہ گرے اور یہ بھاگا۔ دُور جانے نہ پایا تھا کہ بہرہم نے اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور معاً باہر آئے اور رکن الدولہ کو اس حال میں دیکھ کر فرمایا کہ ”ہم نے نہ کہا تھا کہ اپنی قیام گاہ پر جائیں آخر تمہارا یہ حال تھا۔ جس پر رکن الدولہ نے عرض کیا کہ معراج نوکری جان شاری میں ہے لیکن اگر مناسب موقع پر بیعتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔ البتہ مبارک الملک (ضابطہ جنگ) اور اسماعیل خاں اس واقعہ سے مشوش ہوں گے اس لئے

غلام ان کی تسلی کر دیتا ہے یہ کہہ کر اپنے منشی کو بلوایا اور اس مضمون کے خطوط کہ یہ واقعہ حضور کے بلا علم و اطلاع ہوا ہے اس میں حضور کا کوئی دخل نہیں ہے ہرگز ہرگز کوئی اور خیال نہ کرنا اگرچہ میں ابھی زندہ ہوں لیکن ہر امر میں فرمانِ برادری و نمکِ حلالی و جانِ نثاری سرکارِ کجائے لکھو اگر اپنے ہاتھ سے ان پر مہریں لگوائیں اور ان دونوں کے پاس روانہ کر دے اس کے بعد حضور کے حکم پر چابک دست جراح حاضر ہوے اور رکن الدولہ کو پالکی میں بٹھا کر ان کے خیمہ کو لگئے اور ٹانگے لگانے میں مشغول ہوے کہا جاتا ہے کہ قریب صبح جاں بحق تسلیم کی لیکن صاحبِ مآثر اصفیٰ کے بیان کے مطابق موقعِ واردات پر ہی رکن الدولہ کی روح پروا کر گئی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ رکن الدولہ کی نعش کو یہ ظاہر کر کے کہ غشی ہے اور زخمِ کار نہیں ہے پالکی میں ڈال کر ان کے ڈیرے کو پہنچا دیا گیا۔ ان کے رفقاء و ہمراہی جو اس واقعہ کی وجہ سے حضور کی ڈیرے کے پاس ہجوم کرائے تھے اس خیال سے کہ ”ہمارا آقا ابھی تصدیت ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی جرأت نہیں کرنی چاہئے“ حضور کی ڈیرے سے واپس چلے جس کے ساتھ ہی حیر خواہان دولت مثلاً راؤ رنجھا وغیرہ نے حضور میں ہینچکر بندوبست قبول کیا اگر صاحبِ مآثر اصفیٰ کا اعتبار کیا جائے تو رکن الدولہ کو اتنی جہلت ملنی یا ان کا اس قدر ہوش و حواس میں رہنا کہ وہ اپنے متعلقین و خیر خواہوں کے نام خطوط لکھائیں قابلِ تسلیم نہیں اس واسطے کہ زخم کی حیثیت جو بیان کی گئی ہے وہ اس قابل نہیں پائی جاتی کہ واقعہ کے بعد دس پانچ منٹ بھی تہذیبِ ہوش و حواس زندہ رہے ہوں کیوں کہ وہی مورخ جس نے رکن الدولہ کے خطوط لکھانے کا ذکر کیا ہے کہتا ہے کہ چھ پہاڑان کے دونوں گردوں نے

ملہ گلزارِ صفیہ کی عبارت حریفیل جوہرہ..... حیدر اہلِ جلالہ اش بود کہ از ہر دو کلیہ او گزشتہ بیرون طرف پہلوئے دیگر برآمد

گزر کر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف نکل آیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گردوں کے ساتھ ساتھ صلب بھی کٹ گیا جس کے بعد آدمی کا پانچ دس منٹ بھی بقید حواس زندہ رہنا یقین نہیں۔ بہر حال باقاعدہ طور پر رکن الدولہ کی وفات کا اعلان واقعہ کے بعد کی صبح میں ہوا اور اس عرصہ میں شرف الدولہ جو اس مقام سے کچھ فاصلے پر تھے آگئے تھے اطلاع وفات کے بعد بندگانِ عالی بطور تعزیت شرف الدولہ کی قیام پر تشریف لے گئے اور سلی و دلاسا دیکر انہیں شرف الملک کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور خدمتِ مدارالمہامی کے لئے ان کو نامزد کیا لیکن انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ نظام علیجاں کے اس حسن سلوک کو کچھ ناپاکیاں شفیق صاحب آثار آصفی کچھ اور خیال کرتا ہے اور بندگانِ عالی کے جن مسائل پر روشنی ڈالتے ہو بڑی بے باکی اور وریدہ دہنی سے کام لیتا ہے جس کو ہم اسی کے الفاظ میں ظاہر کرنا زیادہ مناسب تصور کرتے ہیں :-

.... بندگانِ عالی چیز بے بختا لیت و انکار از قتل او کہ خداوند

بچہ طور صورت پذیر شدہ و آن جوان باردا انچه عداوت با سید عجم

بود مناسب وقت ندیدند و از آنجا کہ در زندہ و پروردگار سادات

ید طولی دارند بخیمہ شرف الدولہ تشریف پر و عذوبات تسلیم فرماؤں

بسیار فرمودہ و بخطاب شرف الملک و اختتام یافت نہ ہو کر دند

مدارالمہامی مکرر فرمودہ کہ حق تست اما او قبول نہ کروں

لے آثار آصفی حصہ دوم مدق ۹۵ -

متمم

نظام علی خان

حصہ دوم

دور دوم

قایم مقامی رکن الدولہ

افواج پائیگاہ کی ابتداء | رکن الدولہ کے قتل کے بعد ایک عرصہ تک مدارالہمامی معروض تقریر میں رہی اس خدمت کے فرائض کا اجرا عارضی طور پر مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کو کیل وقار الدولہ نصیب یا رخاں کی صوابدید پر رکھا گیا۔ لیکن چونکہ یہ اور ان کے موکل بھی رکن الدولہ ہی کے ساختہ پرواختہ اور انھیں کے ہوا خواہوں سے تھے اس لئے نظام علیخان ان سے خطرہ تھا اور اس تصور کے تحت کہ مدارالہمام وقت کا اثر ریاست میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہر ایک مدارالہمام اور اس کے ماتحت عہدہ دار ہمیشہ ہوا خواہ دولت ہیں نظام علیخان نے یہ تصفیہ کیا کہ ایک ایسی فوج خود آپ اپنی ذات پر جتیا کر رکھیں جس سے ایسے اہم اوقات میں اپنی ذاتی حفاظت و مدافعت میں کام لے سکیں لیکن رئیس وقت کے لئے اپنی ذات پر فوج رکھ کر اس کی نگرانی و ادائی تخواہ وغیرہ کا انتظام کرنا غیر ممکن تھا اس لئے انھوں نے اپنی طرف سے اپنے ایک متحد و مقبر امیر (تیغ جنگ) کو اس کام پر مامور کیا اور اس کا تعلق بلا واسطہ مدارالہمام اپنی ذات سے رکھا۔ وہی فوج پائیگاہ خاص کے نام سے موسوم ہوئی (اور اپنی ذاتی حفاظت ہی کے لئے امیر پائیگاہ کی نشست اور اس کا پہرہ اپنے ساتھ اور اپنی ڈیوٹی پر متعین کیا کہ وقت ضرورت اس کے اشارہ پر پوری پائیگاہ اپنی جان فدا کرنے پر حاضر آجائے اس حکمت عملی سے ایک تو نظام علیخان نے اپنی باڈی گارڈ اور اپنے اشارہ پر کام کرنے والی ایک

مغفل فوج تیار کر لی اور دوسری طرف مدارالمہام کے زور کو کم کر دیا۔

یتیم جنگ کو تاریخ ۱۹ شعبان ۸۰۰ھ میں شاہ عالم (م ۹۱۱ھ) خطاب شمس الدولہ سے معہ خدمت پائیگاہ سرفراز فرمایا گیا تو وقار الدولہ کے اُن منصوبوں پر پانی پھر گیا جس کو وہ ایک عرصہ سے تیار کر رہے تھے اور جب انھوں نے ریاست کا رنگ بدلتا پایا اور اپنی خیر نظر نہ آئی تو ۹ شوال ۹۲۱ھ (م ۳۱ اکتوبر ۱۵۱۸ء) کو چھری مار کر خودکشی کر لی۔

مدارالمہامی کے فرائض کا اجرا وقار الدولہ کی خودکشی سے معرض التواہیں تو نہیں پڑ سکتا تھا اس لئے نظام علیخاں نے بذات خود اس میں دلچسپی لیتی شروع کر دی اور وقت بوقت یتیم جنگ سے مدد لینے لگے لیکن چونکہ یتیم جنگ کے اصل فرائض بمقابلہ دیوانی مدارالمہامی زیادہ اہم اور ذات بندگانعالی سے وابستہ تھے اس لئے وہ اس میں کم دلچسپی لیتے تھے اُن غالباً یہ خیال تھا کہ پائیگاہ خاص کا قیام علی الرغم مدارالمہامی ہے اگر اس خدمت کی ذمہ داری اُن پر پڑ جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خوش گوار فریضہ جو پائیگاہ خاص کی صورت میں اُن کے سپرد ہوا ہے اُن سے منترغ ہو جائے۔

غلام سید خاں ارطوہا کی اوسے | غلام سید خاں بہرب جنگ (ارسطو جاہ) کی طرف سے کن الدولہ
صنوبریں باریابی اور خدمت دیوانی سے | وغیرہ نے نظام علیخاں کو بذطن کرادیا تھا جسکی وجہ سے وہ اوسے
ان کا تعلق | ہی میں رہنے پر مجبور کئے گئے تھے جب وقار الدولہ نے خودکشی کر لی تو غلام سید خاں کو مناسبت
معلوم ہوا کہ خود ان کی خدمت کے لئے کوشش کریں لیکن رکن الدولہ کی طرح مبارز الملک
(ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کے خیالات بھی ان کی نسبت ٹھیک نہیں تھے اور وقار الدولہ

کی قائم مقامی پر غلام سید خاں خود مبارز الملک کی تحریک و درخواست پر مامور ہو سکتے تھے اس غرض کے لئے انھوں نے مبارز الملک کے خانگی متصدی دولت رام کو معقول لالچوں کے فراہم کیا جس نے بجانب مبارز الملک غلام سید خاں کو کیل مقرر کرنے کے لئے عرضداشت لکھ دی۔ نظام علی خاں نے تیغ جنگ سے مشورہ کیا انہوں نے غلام سید خاں کے تقرر سے نارضا مندی ظاہر نہ کی حالانکہ رائے ریاں اُن سے فرمایش کرتے رہے کہ غلام سید خاں جیسے آدمی کا باریاب رہنا ٹھیک نہ ہو گا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تیغ جنگ نے غلام سید خاں کے تقرر کو اس وجہ سے مناسب تصور کیا کہ اس وقت تک رکن الدولہ کی طرف دارجماعت کا زور تھا۔ اس جماعت میں مبارز الملک بھی تھے اگر کوئی ایسا شخص جو اسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو مبارز الملک کی وکالت پر آتا تو ممکن تھا کہ پھر اس کی ترقی ہو جاتی اور اس کے اس منصب کے پیش رفت ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا جس کو رکن الدولہ نے قائم کیا تھا اب جبکہ ایک شخص کی تحریک خود مبارز الملک نے کی جو اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کا سخت مخالف ہے تو اس کے اس جگہ پر مامور کئے جانے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اصول سیاست کے تحت یہی بہت صحیح امر ہے کہ اُس عہدہ دار کے بعد جس نے ایک اہم ترین زمانے میں اپنے مفاد و فرائض انجام دیئے ہیں عہدہ دار آئے جو اُس کے مقاصد کے خلاف خیالات رکھتا ہو تاکہ خفیہ اور علانیہ وہ کمزوریاں جو اس کی حکومت میں پیدا ہو گئی تھیں ظاہر ہو جائیں اور اُن کا معقول علاج ہو جائے۔ یہ حال وقار الدولہ کی خود کشی کے دس ماہ بعد (۱۹۸۸ء) غلام سید خاں نے جنگ چھیٹ وکیل مبارز الملک مامور و باریاب حضور ہوئے معاملات

ملکی و مال میں نظام علیخاں بذات خود حصہ لیتے اور مشورہ میں تیغ جنگ کو بھی شریک کر لیا کرتے تھے جب بہار جنگ آگئے تو ان کو بھی شریک مصلحت کرنے لگے اور اسی طرح تقریباً دو دھائی سال تک کام کرنے کے بعد بندگانِ عالی نے ملاحظہ فرمایا کہ تیغ جنگ کو معاملات دیوانی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور غلام سید خاں بہار جنگ ان سے کافی دلچسپی رکھتے ہیں اور اس عرصہ میں انھوں نے مقتول طور پر واقعیت بھی پیدا کر لی ہے تو جنگ نزل سے واپسی کے بعد (جس کا تفصیلی ذکر اوراقِ مابعد میں آئیگا) ان کو بالاستقلال ۱۱۹۷ھ میں خدمتِ دارالامہامی پر سرفراز فرمایا۔

۹۲ سال ۱۱۹۷ھ میں بعض مقامات میں سکے قلب بن کر رائج ہو گیا جو روپیہ بازار میں آتا صرف اس پر چار آنے بٹہ لیتے تھے اس سے

سکہ قلب کی تیغ اور اس کے
اندادی احکام

عوام میں ایک شورش ہو گئی۔ بندگانِ عالی نے حکم دیا کہ خزانہِ عام انہی روپیہ بلکہ کے ساہوکاروں کو دیکر تائید کی جائے کہ ایک مہینے میں ان کا کھینچ اور جوڑ نکال کر سکہ فرخندہ نیلا صحیح عیار و وزن کا تیار کر کے داخل خزانہ کریں اور یہی تیار کردہ روپیہ رائج کر دیں اور اس کے ساتھ اعتقاد والدولہ کو حکم ہوا کہ شہر میں منادی کر دی جائے کہ پھر اس کے بعد صرفوں میں سے کوئی بٹہ نہ لے اگر لیگا تو مناسب سزا دی جائے گی۔

یہاں طریقہِ تسکیک پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ نظام علیخاں کے اس حکم کی توضیح و تعریف ہو سکے۔ پہلے تسکیک بھی مثل اصولِ مالگزاری و طرح پر ہوتی تھی ایک توامانی میں دوسرے تعہدِ پڑامانی میں تو منجانب سرکار کسی عہدہ دار کو اس غرض کے لئے مامور کر دیا جاتا تھا یہ طریقہ بہت کم رائج تھا۔ دوزن نظام علیخاں میں تسکیک کے چند مرکز قرار دئے گئے تھے ان میں



نذر ارستو جاله به نظام علي خان

سے ہر ایک کا تعہد علیحدہ علیحدہ دیا جاتا تھا۔ تعہد دار سکریٹری سے قبولیت لی جاتی تھی کہ ایک مقرر کردہ عیار اور وزن کے روپے اور پیسے مسکوک کرے۔ تعہد دار بعض اوقات زیادہ منہجیت کی خاطر روپے میں زیادہ کھیٹ شامل کر دیتے تھے عیار سے گھٹ جانے کی وجہ سے ضرر لوگ جو اس کو لیتے دیتے تھے اس پر کم قیمت لگاتے تھے جس سے عوام کو نقصان ہوتا تھا اسکو رفع کرنے کا بہتر طریقہ یہی ہو سکتا تھا کہ اس تعہد دار کا ایسا مسکوک کیا ہوتا تھا کہ اس کے پیرد کر کے پورے عیار کے نئے سکے بنانے کے لئے اس کو مجبور کیا جائے یہی نظام علیجاں نے کیا اس موقع پر خود بدولت نے جو صرفوں کے خلاف حکم دیا وہ اس لئے بجا تھا کہ اکثر صرف دیدہ و دانستہ پورے عیار کے روپیہ پر بھی بٹہ لیتے تھے صاحب توزک آصفیہ نے اس منادی کے موقع پر صرفان ہنود کی قید لگا دی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ”اس کے بعد صرفان ہنود کی قوم سے کوئی روپے پر بٹہ نہ لے اور اگر لگیا تو اس کو ذلیل ترین منرا دی جائیگی“ قوم کی اس تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ روپیہ سے روپیہ اور پیسے سے پیسہ کمانے کے مسئلہ میں علماء اسلام نے سود ہی کے فتاویٰ صادر کئے ہیں اور عرف عام میں سود کھانا اتنا بدترین گناہ سمجھا جاتا ہے کہ خود سود کا ادا کرنا اتنا برا نہیں حالانکہ دونوں نتیجتاً اور حکماً ایک ہی ہیں اسی بنا پر صرفان کا معاملہ اہل اسلام کے پیشوں میں سے نہیں رہا حیدر آباد میں اس عہد میں سولے ہنود کے اور کوئی اس پیشے کو اختیار نہیں کرتے تھے اس لئے صاحب توزک آصفیہ نے ”صرفان ہنود“ میں عموم و خصوص کی نسبت قیام کی ہے۔

۹۳۱ھ (۱۵۴۶ء) میں مدراس گورنمنٹ نے مسٹر بالینڈ کو
اور تصفیہ طلب مسائل پر مکتبہ و شہید

اٹھنے بیفر کی حیثیت سے حیدر آباد روانہ کیا جس نے ۲۰ ربیع الثانی سنہ مذکور (۱۷۷۹ء) کو بیٹھ
 کی خدمت میں باریابی حاصل کی اس سفارت کی وجہ یہ تھی کہ ایک عرصہ سے بسات جنگ کے پاس
 خزانہ میسی فوج مامور تھی اور اس فوج کے لئے آلات حرب و ضرب بندر گاہ موٹاپلی سے درآمد ہوتے تھے۔
 فرانسیسیوں کے ایک بیسی رئیس کے ساتھ تعلق رکھنے کو انگریز اپنے مفاد کے خلاف تصور کرتے تھے۔
 اس لئے وہ بسات جنگ سے مصالحت کے لئے سلسلہ جنباں ہوئے اسی زمانے میں ان کو
 حیدر علی خاں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ان کے علاقہ (دھونی، گنٹور وغیرہ) پر حملہ کریں گے اس
 خطرے میں بسات جنگ نے ۱۹۳۷ء میں انگریزوں سے ایک معاہدہ کر لیا جس کی رو سے
 انھوں نے اپنی فرانسیسی فوج برطرف کر کے اس کے عوض انگریزی فوج کو مامور کر لیا اور گنٹور کا متعلق
 انگریزوں کو اجارہ پر دیدیا۔ بلا ترک توسط راست بسات جنگ سے معاہدہ کرنے کی اطلاع
 نظام علی خاں انگریزوں سے ناراض ہو گئے اس کے علاوہ ان کی ناراضی کی ایک وجہ اور
 یہ بھی ہوئی کہ انگریزوں نے ناگپور کے (بھونسلا) راجہ سے (جو نظام علی خاں کے اکثر علاقہ پر
 مستحق ہونا چاہتا تھا) سماعت کر لی چنانچہ گورنر جنرل نے سٹریٹسٹ سفیر ناگپور کو ایک خط لکھا
 جس میں اس کو ہدایت دی گئی تھی کہ مالک محروسہ سرکار عالی سے بعض علاقہ حاصل کرتے ہیں ناگپور کے
 راجہ سے کوئی سمجھوتہ کر کے اس کو مدد دے نظام علی خاں نے انگریزی کمپنی سے ناراض ہو کر
 اس فرانسیسی فوج کو اپنے پاس مامور کر لیا جو انگریزوں کی وجہ سے بسات جنگ کی ملازمت سے
 علیحدہ ہوئی تھی۔ اس اطلاع پر مدد اس گورنمنٹ نے سٹریٹسٹ کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ نظام علی خاں
 کی اس غلط فہمی کو رفع کریں جو ان کو انگریزوں کی نسبت پیدا ہو گئی تھی اور سرکار ان شمالی سرحدوں کے
 لئے مارشروں پر ہر ایک کو ان کے اصل اور حیدر علی خاں کے

بقایا کی نسبت (جو تقریباً دو ڈھائی سال سے ادا نہیں ہو سکتا تھا) اپنے سیفر تو ناکید کی کمی پٹنی کی تھی۔ مشکلات کا عذر پیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام مہربان فطرتیں تو چند ایسے شرائط کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہو سکیں کل بقایا کو معاف کرائیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو ان رہائش کو ہایت کی گئی تھی کہ بقایا اور جاریہ پیش کی ادائیگی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دیا جائیگی۔ انگریز یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی فرانسیسی فوج کسی ویسی ٹیس کی ملازمت میں رہے اس لئے اس موقع پر انہوں نے فی الحال ٹرہالند کے ذریعے یہ شرط پیش کی کہ اگر فرانسیسی فوج کو جو آپ کی ملازمت میں ہے علیحدہ کر دیا جائے تو ادائے بقایا کے پیش اور حسب تہ نامہ سابقہ دیگر امور کے عمل میں لانے میں کوئی امر مانع نہیں رہے گا۔ اسی گفت و شنید پر نوٹوں نامی فرانسیسی فوج کا سربراہ کار جو منجانب موسیٰ لالی مامور اور نظام علیخان کے پاس متعین تھا بلا علم و اطلاع حیدرآباد سے نکل گیا اُس کے بھاگ نکلنے کو صاحب توڑک آصفیہ حیدر علیخان والی میسور کے اغواء و فریب پر محمول کرنا ہے جو دو راز قیاس معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ اس فوج کے ساتھ ان کو کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسی کی فرانسیسی فوج کی علیحدگی کے لئے جو کچھ کوشش انگریزوں نے بابت جنگ کے پاس کی تھی وہ کامیاب ہو چکی تھی جس پر وہ وہاں سے نکل کر نظام علیخان کے دائرہ ملازمت میں داخل ہوئی۔ اب یہاں سے انگریزوں نے اس کے نکلنے کی کوشش شروع کی تو قیاس یہ ہوتا ہے کہ اس کا رد عمل یا وہاں سے علیحدہ کئے جانے کے بعد اپنی کوئی اور سبیل کرنا اس فوج کے سربراہ کاروں پر لازم تھا اسی غرض کے تحت اس فرانسیسی سردار کا بے حکم یا بلا علم اطلاع نکل جانا زیادہ صحیح ہو سکتا ہے ہر حال اس کو گرفتار کر کے قلعہ متحدہ نگر میں جبراً سس کر دیا گیا۔

مٹربانڈ کی سفارت کے دوران میں مدراس گورنمنٹ اور کلکتہ کونسل میں باہمی اختلاف پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے مٹربانڈ کے ذریعے کسی امر کا طے پانا مشکل تھا اس لئے باہمی مباحثوں میں مٹربانڈ بے نیل مرام ۲۵ رجب ۱۱۹۶ھ (م ۷ جولائی ۱۷۸۲ء) کو مدراس گورنمنٹ سے علیحدہ ہو کر کلکتہ روانہ ہوئے۔

۱۱۹۵ھ (م ۱۱) میں میا زالملک (ابراہیم بیگ خاں وھونہ) مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اس کی اطلاع نظام علی خاں کو اس موقع پر ملی جب کہ وہ حیدرآباد کے شمال مشرقی سمت میں تالاب سنگراج کی شکار گاہ میں مصروف شکار تھے یہ شکار گاہ تیغ جنگ (شمس الدولہ شمس الملک) کے تھام سے تیار ہوئی تھی اور اس موقع پر شکار کا سارا انتظام و اہتمام بھی انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا لیکن مٹربانڈ کی علالت کی اطلاع پر علی حضرت نے حکیم محمد باقر خاں مسیح الدولہ اور جراح پٹناپسر گورو ناکوان کے علاج کے لئے روانہ فرمایا۔ اطباء بھی اپنے سفر کے تین ہی منزل طے کرنے پائے تھے کہ میا زالملک انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند فرخ میرزا خاں احتشام جنگ پران کی قیام مقام منظور ہوئی۔ اور خود بدولت سفر کو لاس کی غرض سے ۲۱ محرم ۱۱۹۶ھ (م ۶ جنوری ۱۷۸۲ء) کو بلوہ حیدرآباد سے نکلیں

گوڑو حیدرآباد میں قیام کر کے جہاں سے ہر ربیع الاول ۱۱۹۶ھ (م ۷ افروری ۱۷۸۲ء) کو نکل کر قلعہ محمد نگر کے پاس ساحل دریائے موسیٰ پر مقام فرمایا۔ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرما کر موضع کمال پہنچے یہیں جشن نوروز منایا گیا جس سے فراغت پانے کے بعد دریائے ماہجرا کے کنارے ہنست فرما ہوئے اور چند روز بعد قلعہ کو لاس کے گھاٹ (دریائے مذکور) کو عبور کر کے اس کے

۱۔ جس میں برہمنی آئینا جلیہ چارم صفحہ ۱۰۔ ۱۱ صاحب گلزار سفینہ نے مزاج کا نام دیا ہے اور گورہا لکھا ہے لیکن صاحب تذکرۃ صغیر کا بیان صحیح ہو سکتا ہے کہ قلعہ سے قریب تر ناز کا صنف ہو اور اپنی تاریخ کا مقدمہ اہل کاغذات و قری پر لکھا ہے اور اس کے بیان کی تائید فقیر نے العالم سے بھی کی ہے

دوسرے کنارے پر جا ٹھہرے۔ یہاں افول کا جائزہ و ملاحظہ ہوا فوج پانگیاہ نے اپنے
 کمرتب دکھائے آخر ۲ رجا دی الاول ۱۱۹۶ھ کو قلعہ کو لاس سے نکل کر حیدرآباد کی طرف لوٹے
 ۲۴ رجا دی الاول کو قصبہ اندول میں قیام ہوا اور جوہلی و نیکٹ کمیتو (عادل اندول) میں قیام
 یجا کر رونق بخشی۔ وہاں سے نکل کر ۲۸ رجا دی الاول کو تالاب حسین ساگر پر نزول اجلال ہوا
 اور پانچ روز تک یہاں قیام رہا کہ ان ایام کو منجھوں نے بلدہ حیدرآباد میں داخل ہوئے کے لئے منجھوں
 خیال کیا تھا۔ ان ایام میں ہر شب روشنی و آتش بازی کے نظارے ہوتے رہے۔ اسی
 منزل میں ۲ رجا دی الثانی ۱۱۹۶ھ کو قریب مغرب اس زور و شور کا طوفان ابرو باراں آیا کہ
 تمام ڈیرے اکھڑ گئے محلات وغیرہ (جو ہمیشہ اور ہر سفر میں ہمراہ رکاب ہوتی تھیں) انھوں نے
 پہلیوں میں پناہ گزیں ہوئیں۔ ۴ رجا دی الثانی ۱۱۹۶ھ کو سواری مبارک و حسن بلدہ
 حیدرآباد ہوئی۔

جنگِ نزل

جنگِ نزل اور اس کے باب | احتشام جنگ نے جب اپنے باپ کی جگہ قائم مقام ہو کر علاقہ نزل پر عمل دخل حاصل کیا تو اس کی اندریں ان کے تحت کے ملازمین نے پیش کیں جس پر ان کے پیچھے بھائی فرید مرزا اور نعل مرزا اور پیچھے بھائی رحیم قلی بیگ (جو ابراہیم بیگ خاں دھونسہ ہی کے زیر پرورش و تربیت یافتہ تھے) نے ان کا استہزا کیا اور پھتیاں اڑائیں۔ جس سے احتشام جنگ کے دل میں برائی آئی۔ آخر ملک و مال میں اپنا حصہ طلب کرنے کی بناءً احتشام جنگ نے اپنے نجاشی سید ولی محمد اور دیگر حبشی غلاموں کو حکم دیا کہ ان تینوں کو قید کر کے غنیمت طور پر پھانسی دیدیجائے چنانچہ مبارز الملک ابراہیم بیگ خاں دھونسہ کے انتقال کے ساتویں ہی روز اس نجاشی نے آئینہ محل میں ان کو گرفتار کر کے گلزار محل کے تہ خانہ میں مقید کر دیا اور اسی شب آدھی رات کو ہر ایک کو پھانسی دیکر ہلاک کر ڈالا۔ ان کے بعد ہی ان کے صاحبزادے اور رفقاء میں سے چالیس اشخاص کو موت کے گھاٹ اتارا۔ فرید مرزا و نعل مرزا اور رحیم قلی کے تحت پانچ چھ پلٹن بارادیر تین ہزار پیادہ فوج اشہام مامور تھی احتشام جنگ نے سید ولی محمد نجاشی کی اس کارگزاری کے صلے میں ان کے دونوں بھائیوں (سید رضی و سید میاں) کو اس جمعیت کی سرورگی پر سرفرازی بخشی۔ اور بقیہ کارخانجات پر اپنے مقید کارپردازوں کو مامور کر دیا۔ اس انتظام کے بعد احتشام جنگ نے بھی پنڈت کسیل اور میر جلال الدین جیلانی

خائبان کے استصواب سے سات لاکھ روپے نذرانہ استدعا سے خلعت تغریت اور
سند بجالی کے ساتھ حضور میں روانہ کیا۔ جس پر دربار بندگانِ عالی سے منصب پنہاری دولت
و پنہزار سوار و خطابِ اقسام جنگ و خلعت تغریت سرفراز ہو ۱۱ اور اسنادِ بجالی بھی غلیت ہو
اقسام جنگ کے مسلط ہونے کے بعد سید علی محمد بخشی کا اعتبار ان کے پاس بہت زیادہ
ہو گیا۔ یہاں تک کہ بخشی مذکور کی اطلاع کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ اقسام جنگ کوئی تنکا بھی اُدھر کا
اُدھر کر دیں۔ وہ جوشِ ثباب میں راگ و رنگ میں لگے رہے اور بخشی انتظام ملک میں جس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ بخشی کی خود غرضیوں سے خیر خواہوں کی وہ جماعت جس کو مبارز الملک و ہونہ نے بڑی
تائیدِ قلوب اور صرف زرِ کثیر سے فراہم کیا تھا درہم بہم ہو گئی۔ جب بخشی نے یہ محسوس کر لیا کہ ملک
و محلات کا انتظام و اہتمام اپنے ہی یدِ قدرت میں ہے تو اس نے خفیہ طور پر نظام علیا کی
خدمت میں اس مضمون کا ایک معروضہ لکھا کہ اقسام جنگ ایک باتجربہ کار لڑکا ہے ملک کا انتظام
اس سے ہو نہیں سکتا ہے اس تمام مال و دولت و خزانہ و جواہر و فوج و احشام و کارخانہ جات
(جو نزل میں موجود ہے) کی سرفرازی میرے نام عنایت ہو تو اس لڑکے کو مقید کر کے حضور کی
خدمت میں روانہ کر دیتا ہوں اور پھر یہاں کا معقول انتظام کرتا ہوں۔ اگرچہ یہاں کی سوانحِ نظام
اور اقسام جنگ کی بے پیمائی کی اطلاعیں حضور میں پہنچ چکی تھیں تاہم خود بدولت نے اس معروضہ
کچھ اثر نہ کیا اور سید ولی محمد کی نمک حرامی پر محمول کرنے کے اس معروضہ کو بحسبِ راست اقسام جنگ کے
پاس بھیج کر لکھا کہ ہم نے تمہارے باپ کے پاسِ فداوت سے تم کو ان کی جگہ مامور کیا ہے بغیر
احتیاط و ادائیگی و فرائض لازم ہے تم کو چاہئے کہ نوکر کو اپنی حد سے گزرنے نہ دیں اور انتظام ملک

اپنے ہاتھ میں رکھیں اور اس نمک حرام کو جس نے یہ عرضی لکھی تھی بے مقول منزادیں کہ دوسروں کو
 عبرت ہو حضور کا عنایت نامہ پہنچے پراغوں نے بخشی کو اور اس کے ہو خواہوں میں سے ہر ایک کو قتل
 کروادیا۔ نزل میں یکشت و زیرتین دن تک جاری رہی اور تقریباً تین سو آدمی بخشی کے مارے گئے
 اس واقعہ کے بعد اعتشام جنگ بذات خود معاملات و انتظام ملک میں حصہ لینے لگ گئے اس کے
 بعد اپنے حصہ ملک کے حدود کو وسعت دینے کا جیسا نہیں پیدا ہو گیا اور اپنی طاقت و فوج پر غرور
 یہاں تک کہ ۹۶ھ ۸۲۸ء میں جب ہندوکانالی نے کو لاس میں ان کو طلب کیا تو انھوں
 نے اپنی حاضری سے عذرات لاطائل کے تحت معذرت چاہی اور کو لاس سے واپس چلے گئے
 جب قاعدہ متمررہ مثل اور جاگیرداروں اور منصبداروں کے ان پر بھی رقم نذرانہ قیام کر کے ان کے
 مقبوضہ علاقہ کے محال کی مناسبت سے نو لاکھ روپے نذرانہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس کے جواب میں
 انھوں نے نہایت گستاخی سے ٹھوڑی سی باروت اور گولیاں روانہ کر کے لکھا کہ مبلغ مذکور کے
 عوض میرے پاس یہ جنس حاضر ہے۔ اس خیرہ سری کی فوج کشی ہی کے ذریعے سرکوبی ہو سکتی تھی
 چنانچہ ۹۷ھ ۸۳۱ء میں ابوالفتح خاں تیغ جنگ کے ہنزلف حسام الدین خاں گھانسی میاں
 سرد جنگ کو دو ہزار و تین ہزار بار رسالہ نامہ جنگ فرانسسی کے ساتھ ان کے طرف روانہ فرمایا
 انھوں نے کوگیر پہنچ کر وہاں سے سرسوار ہی قلعہ بودمن پر قبضہ کر لیا۔ اعتشام جنگ کی طرف سے
 اس قلعہ پر دستم خاں جمدار نامہ مورقہ وہ قلعہ کا قبضہ چھوڑ نزل چلے گئے۔ اعتشام جنگ کو قلعہ
 بودمن کے ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی تو انھوں نے اپنی طرف سے دلاور جنگ والو میاں
 مہدوی اور ماں اللہ خاں وغیرہ کے تحت بارہ ہزار کی جمعیت بار اور بیس توپیں گھانسی میاں کے

مقابلے پر روانہ کیں۔ جو کشمیا پور کے گھاٹ سے دریائے گوداوری کو عبور کر کے قلیل عرصہ
 بُودھن کے قریب پہنچ گئی۔ اور طرفین سے مقابلہ شروع ہوا۔ سرکار ہی فوج حصار کے باہر صف آرا
 ہوئی دلاور جنگ نے اپنی توپوں سے آتشباری شروع کر دی جس سے سرکاری فوج دبتی چلی
 اس فوج پر اچھا شام جنگ کی فوج نے یہ سوس کر کے فتح اپنی ہے بوقت واحد اپنی جگہ سے ہٹ کر
 سرکاری فوج پر حملہ کر دیا۔ گھانسی میاں اپنے ساتھ صرف دو سو آہستہ کار سواروں کو لیکر علیحدہ جگہ
 تھے جب انھوں نے دیکھا کہ اچھا شام جنگ کی فوج حملہ کی خاطر بے ترتیبی سے آگے بڑھ گئی ہے
 تو وہ اپنے انہیں محدودے چند سواروں کو لیکر اپنی کیمن گاہ سے نکلے اور فوج مخالف پر ٹوٹ پڑے
 اور وہ جو ہر دنگی دکھائے کہ اچھا شام جنگ کی فوج کو نہریت ہو گئی۔ ابو میاں مہندوی اور ^{جہاں} ^{الین}
 اور دیگر سردار جنگ میں کام آگئے دو زخمی رہ گئے جس میں سے ایک معز شان و نقارہ تھا اور دوسرے
 حامل خزانہ غنیمت میں آئے اپنی شکست کو دیکھ کر فرنگی سردار دلاور جنگ باقاعدہ طور پر اپنے ہی
 مورچہ میں قایم رہ کر سارا دن توپ انداز میں کرتا رہا۔ آخر رات میں وہاں سے کوچ کر کے کشمیا پور
 چلا گیا۔ جہاں وہ شکست یافتہ فوج کو جمع کر کے پھر آمادہ جنگ ہو گیا۔

نظام علیجاں کو جب باجمعیۃ قلیل گھانسی میاں کے فتح پانے کی اطلاع ملی تو حضور نے
 تعریف و تحسین کی کہ ان کو حامد الدین خاں سردار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور ان کی
 کمک کے لئے شرف الملوکہ، نور اور جنگ، حشمت جنگ، سیف جنگ اور امجد اللہ و لکھنوی
 سوار و پیادہ فوج کے ساتھ روانہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی خود بدولت بھی وہاں پہنچنے کے لئے
 ۲۱ ربیعہ الثانی ۱۱۹۶ھ (۲۸ اکتوبر ۱۷۸۲ء) کو بلدہ سے نکل کر فتح میدان میں قیام گزریں ہوئے۔

صاحب توڑک آصفیہ کا بیان ہے کہ اس منزل پر سے بندگان عالی نے نجم الدولہ میرنجشتی اور سید عمر خاں کو حسام الدین خاں گھانسی میاں کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔

گھانسی میاں بودھن سے بالکنڈہ پہنچ کر شاہ بدھن صاحب کے تالاب کے پاس جا اترے یہیں بندگان عالی کی مرسلہ افواج کمک اُن سے آئیں اس مقام سے کشاپور (جہاں اختتام فرانیسی فوج کا سردار دلاور جنگ قایم تھا) تین کوس پر تھا۔ یہ فرانیسی سردار اس دوران میں سرکاری افواج پر چھاپے مارتا رہا آخر تمام افواج جمع ہونے پر گھانسی میاں اس کے مقابلہ پر صبح سے شام تک معرکہ توپ و فتنگ جاری رہا۔ اس موقع پر اختتام جنگ بھی نزل سے نکل کر کشاپور میں اپنی فوج سے آئے تھے فرانیسی فوج کا سردار مرشام دریانے گوداوری عبور کر کے موضع کاڈلے میں (جو نزل سے پانچ کوس واقع ہے) جا ٹھہرا۔ اور فوج سرکاری بالکنڈہ واپس آئی اور عشرہ شریف محمد ۹۸۵ھ (م ۱۵۸۳ء) یہیں گزارا۔ نظام علی خاں ۱۰ ذیحجہ ۱۰۹۶ھ (م ۱۶۸۴ء) کو فتح میدان سے نکل کر قلعہ ایلگندل روانہ ہوئے۔ ۸ ذیحجہ کو وہاں پہنچے دوسرے روز قلعہ کی سیر کی اور ۲۸ ذیحجہ کو وہاں سے نکل کر ۲۹ ماہ مذکور کو ایلواڑہ پہنچے اور راجہ باگسوار کے چلے کے پاس قیام فرمایا۔ ۳ محرم ۹۸۵ھ (م ۱۵۸۲ء) کو دولت رائے قلعہ جگتیاں کے محاصرہ پر مامور ہوئے اور کریم داد خان اور نو مسلم فرنگی اور رسالہ یکہ تاز جنگ اور رسالہ شجاعت جنگ و نوشیروان و غلام علی وغیرہ رائے مذکور کے رہنما متعین کئے گئے۔ بعد عشرہ محمد جب بندگان عالی نزل سے

۱۔ توڑک آصفیہ صفحہ ۳۰۵

۲۔ اس قلعہ کی تعمیر ۱۰۸۵ھ (م ۱۶۸۳ء) میں ابراہیم بیگ خان، حوسر نے کی تھی اور اختتام جنگ کی طرف سے یہاں کی تعداد پورے پندرہ ہزار تھی۔

کچھ فرمانے لگے تو راجہ پدم سنگھ و کنور جودہ سنگھ کو بھی جگتیاں ہی کے محاصرہ میں شریک رہتے کچھ حکم دیا۔ آخر محاصرہ سے عاجز آکر قلعہ مذکور کا قلعہ دار سدی ظفر الماس ۲۰ محرم ۱۱۹۶ھ (۲ جنوری ۱۷۸۱ء) کو تلخہ سردارانِ سرکاری کے سپرد کر کے خود آپ دولت رٹے کے توسط سے بنگالہ عالی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور سے اس کو منصب پانصدی اور خطاب خانی پر سرفرازی ہوئی اور خود بدلت عہدہ صفر ۱۱۹۶ھ (۱۶ جنوری ۱۷۸۱ء) کو کورٹک سے نکل کر جگتیاں رونق افروز ہوئے قلعہ کو ملاحظہ کیا کہ بالکنڈہ کی طرف کچھ فرمایا اور موضع کرٹھیاں، کورٹک، مسٹیلی سے ہوتے ہوئے موضع پالم پر پہنچے ہوئے جب سواری مبارک بالکنڈہ کے قریب پہنچی تو گھانسی میاں اور دوسرے امراء اپنی اپنی فوج کے ساتھ استقبال کر کے قدمبوس ہوئے اس کے دوسرے روز یہاں سے ساری مجتہدہ فوج آگے روانہ ہوئی اور ۱۲ صفر ۱۱۹۶ھ (۲۹ جنوری ۱۷۸۱ء) کو رفعت الدولہ، سرینہ جنگ، حسام الدین خاں گھانسی میاں، یکہ تاز جنگ، محمد بھلول خاں، سدی عبداللہ خاں، سید عمر خاں، محمد سلیمان، مصطفیٰ بیگ و شجاعت جنگ، محمد حسین خاں و غلام رسول خاں وغیرہ سردارانِ اپنی اپنی افواج کے ساتھ دریائے گوداوری کے پار ہوئے۔ احتشام جنگ اس عبور کے موقع پر بے پروائی کے ساتھ مصروفِ سروسکار تھے ورنہ دورانِ عبور میں جنگ کا معقول امکان تھا۔ سرکاری فوج کی طلایہ داری پر رفعت الدولہ، راجہ مہندر، راجہ پدم سنگھ، کنور جودہ سنگھ مامور ہوئے عبور کی اطلاع کے بعد احتشام جنگ کی فوج مقابل ہوئی۔ لیکن توپوں کی زد سے بہت جلد پسا ہو کر قلعہ چٹیاں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی۔ ۱۵ صفر کو خود بدلت نے بھی دریائے مذکور کو عبور فرمایا۔

اس کے بعد شہر بیچ الاول ۱۱۹۶ھ (۲۹ جنوری ۱۷۸۱ء) کو احتشام جنگ نے ملازمت حضور

و عفو جرایم کی نسبت بعض شرائط کے ساتھ ایک معروضہ روانہ کیا۔ جن میں سے بعض کو منظور فرما
خود بدولت نے ان کو حاضری کا حکم دیا لیکن اس کو احتشام جنگ نے تسلیم نہ کیا اور سوال و جواب
میں معذرت و معافی ملتوی رہی یہاں تک کہ ۶ ربیع الاول کو حاضری سرداروں میں سے
بعض نے اپنی قیام گاہ اور قلعہ کے درمیان جو پستہ کوہ واقع تھا اُس پر اس خیال سے قبضہ
کر لیا کہ ہمیں فریق مخالف اُس پر توپیں نہ چڑھاوے اس کے قبضہ میں مختصر سا مقابلہ ہوا جس میں
احتشام جنگ کے سپاہی بیاہوے اور قلعہ ٹپیاں میں داخل ہو گئے۔ اس پستہ کوہ پر قبضہ پانے
کے بعد دوسرے ہی روز بندگان عالمی دریائے گوداوری کے کنارے سے اٹھ کر اپنی فوج
آلتقی ہوئے۔ اس کے دو دوسرے دن خود بدولت ہودج میں سوار ہو کر نکلے۔ خواصی میں جنگ
شمس الملک تھے جب الحکم ہر طرف حملہ شروع ہوا۔ اٹنا جنگ میں سید عمر خاں نے حاضر حضور
عرض کی کہ سندی یا قوت و دلادر جنگ فرنگی اپنے اپنے گروہ کے ساتھ میری افواج سے مقابل
ہو گئے ہیں جمعیت غلام قلیل ہے اس لئے کمک کا امیدوار ہے معاشم الملک نے حضور کے
حکم پر مکارم خاں کو اس کے ساتھ کر دیا اور محمد عظیم خاں اور پرورش علی خاں کو جلد کمک پہنچانے
کے لئے حکم دیا اسی دوران میں شاہ میرزا پسر ثابت جنگ سواران پائیگاہ و جوق حیوش و تیلہ
کے ساتھ حملہ میں شریک ہو گئے اور ادھر عظیم خاں جو انان پائیگاہ اور اپنے رسالہ کے ساتھ
حرکت قلب پر حملہ آور ہوئے۔ اس جنگ میں نظام علی خاں کی فوجی ترتیب نقشہ سے ظاہر ہوگی

نقشہ صفوف جنگ ۱۱۹۷ھ
بمقابلہ احتشام جنگ بمقابلہ ضیال مین مقابلہ

التمش

سید عمر خان و شاہ مرزا پسر تبت جنگ و عظیم خان

میسرہ	قلب	میمنہ
گھانسیاں علی محمد خان میر مجاہد جنگ	نظام علی خان	نجم الدولہ احمد خان و غلام امام خان (صورت گنڈا پورہ)
طرح میسرہ	طرح میمنہ	
رفعت الدولہ	پرورش علیاں	

یہی معرکہ فیصلہ کن ثابت ہوا اس کے متعلق صاحب تذکرہ نرمل نے تفصیل یہ لکھا ہے کہ حقت
احتشام جنگ کو سدی نظر الماس کے مطیع ہونے اور قلعہ حگتیاں کے ہاتھ سے نکل جانے کی
اطلاع ملی تو انہوں نے بحریہ عام تمام گروہ غلامان و حبشیوں پر سخت اظہارِ رنج و غضب کر کے
بے وفائی کا دھبہ ان پر لگایا تھا اس مغل میں سدی یا قوت بھی موجود تھا (اس حبشی غلام کے زیر اثر
رسالہ عروب و حبش و رومیہ دیگر کارخانہ جات بھی تھے) اس کو یہ ناگوار گزرا اور اس کے بعد سے
اس نے عزمِ باجزم کر لیا کہ کسی موقع پر اپنی بہادری اور وفاداری کا ثبوت دے یہاں تک کہ
ایک روز جب کہ سرکاری فوج میدان میں نمودار ہوئی تو وہ اپنی عرب و رومیہ اور حبشیوں کی جملہ
ایک ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مذکور سے نکل کر حملہ آور ہو گیا اس کے ساتھ ہی فرانسیسی فوج کا سردار
دلاو جنگ بھی اپنی فوج کو لیکر نکل آیا اور قلعہ کی توپوں سے گولے الگ برسنے لگے۔ ادھر سے حضور
افواج بھی آگے بڑھیں مقابلہ دست بدست ہو گیا احتشام جنگ کی بڑھ کر آئی ہوئی تقریباً ساری
فوج کٹ گئی عہدہ داروں میں سے سدی یا قوت تو زخموں میں چور ہو کر میدان ہی میں گرفتار ہو گیا
دلاو جنگ البتہ زخمی ہو کر واپس ہو گیا احتشام جنگ کے گاڑیوں کی فوج کے بارہ نشان
بند گانعالی کی فوج کے ہاتھ آئے۔ اس شکست سے احتشام جنگ کا دل شکستہ ہو گیا اور جنگ
سے مادم ہو کر عفو و تقصیرات کے لئے اپنی والدہ کو خدمت بند گانعالی میں روانہ کیا اس سیدہ
بیوہ کی عرض پر احتشام جنگ کو دربار میں حاضر کرنے کے لئے مشیر الملک (غلام سید خان
سہراب جنگ) کو روانہ کیا گیا ۱۴ ربیع الاول ۱۱۹۷ھ ہجری (م ۷۷۱) فروری ۱۸۷۳ء کو

وہ حاضر دربار ہوئے ان کی تقصیرات کو معاف کر کے بندگانِ عالی نے اپنے ہاتھ سے ان کو
 پیسے جمع باندھا اور خلعتِ عفو سے سرفرازی بخشی طلبِ معافی کے واقعہ کی نسبت صاف مذکورہ
 کا بیان یہ ہے کہ پہلے احتشام جنگ نے اپنی والدہ کی طرف سے عریضہ لکھا جس میں ان کی
 ناتجربہ کاری اور سخنِ نشوئی کا اظہار کر کے عفو تقصیرات کی درخواست کی گئی تھی پاس کو ملاحظہ
 فرما کر بندگانِ عالی نے ماما بیٹن کو پھولوں کا گہنا و بیکر احتشام جنگ کے پاس روانہ فرمایا وہ ان
 پاس جا کر بڑی مدارات سے پیش آئی پھولوں کے ہار ان کو پہنائے اور فہمائش کر کے احتشام
 کو گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ہمراہ حضور میں لے آئی قد بوسی کے بعد بندگانِ عالی نے ان کے تقصیرات
 کو معاف فرمایا اور احتشام جنگ نے ابراہیم باغ (جس کو ان کے والد ابراہیم بیگ خان دھو
 نے بڑے اعلیٰ پجائیہ پر تیار کیا تھا اور اسی میں ان کے محلات وغیرہ رہتے تھے) خالی کر کے
 خود آپ عید گاہ کے متصل میدان میں ڈیروں میں جاٹھیرے جس کے بعد خود بدولت نے
 غلام سید خان سہراب جنگ (معین الدولہ مشیر الملک ارسطو جاہ اعظم الامرا) کو حکم دیا کہ علاقہ
 نرمل کا مجموعہ خراج و خزان نقد و جواہر وغیرہ کا متصدیوں سے جائزہ لیں اور ملاحظہ میں پیش کریں چنانچہ
 نقد یک کروڑ روپیہ کے علاوہ از قسم زر و زیور و جواہر و جنس کا رخانہ جات قیمتی ایک کروڑ روپے
 پر آمد ہوئے کارخانہ جنسی کے کارپردازوں کو حکم ہوا کہ ہڈ دہات و خیرس وغیرہ کی عمدہ
 توپیں قلعہ گو لکنڈہ روانہ کر دیں اور باقی دوسری توپیں نرمل کے قلعہ اور شہر پناہ اور برجوں
 پر رکھ دیں اس کے بعد نرمل کی عمارت اور قلعہ نرمل کی قلعہ داری پر امام علی خان برہان الدولہ

۱۲۰

نامزد فرمایا۔ اور اتنا شام جنگ کو صوبہ داری المچپور اور خطاب ظفر الدولہ سے سرفراز کیا۔ اس انتظام
 و اہتمام کے بعد سیر و تماشائے محلات و بلخ وغیرہ میں ایک عرصہ گزار کر ۲۶ جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ
 (م ۲۹ مئی ۱۷۸۳ء) کو وہاں سے انگلبرہ و رجمہ ۲۷ رجب ۱۱۹۷ھ (م ۵ جون ۱۷۸۳ء) کو داخل بلخ
 حیدر آباد ہوئے۔

۱۱۹۷ھ میں پشوا کے ساتھ ایک معاہدہ کے طے کرنے کے سلسلے میں ہنگامہ تعالیٰ او گیر
 تشریف لے گئے۔ اس معاہدہ کی تفصیل اور اسباب و اوراق مابعد میں بیان ہوگی۔

اتحاد پیشوا و نظام علیا

نائب سلطان کے مقابلہ کے لئے مرہٹوں کا نظام علی خان کو پہنچا۔ ۱۴ جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م ۷ مارچ ۱۸۸۳ء) کو انگریزوں کے ساتھ صلح کرنا اور اسی غرض کے تحت صلح نامہ دیتا گیا۔

کمپنی اور پیشوا کے مابین ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ سال بائی) طے پایا جس کا فقرہ نہم ریاست خدا وادیسور سے متعلق اس مضمون پر مشتمل تھا کہ حیدر علی خان نے پیشوا سے گو مصابحت کر لی تھی لیکن وہ پھر فساد برپا کر کے انگریزی کمپنی اور اس حلیف محمد علی خان والی کرناٹک کے بعض علاقہ جات پر قابض و متصرف ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ ان مقبوضات کو واپس اور گرفتاران جنگ کو رہا کر دیں جو حالیہ جنگ میں انہوں نے حاصل و گرفتار کئے تھے اور ۹ رمضان ۱۱۸۱ھ (م ۲۹ جنوری ۱۷۶۹ء) کے عہد نامہ کی رو سے (جو حیدر علی خان اور پیشوا کے مابین ہوا تھا) محمد علی خان اور انگریزوں کے جس حصہ ملک پر وہ قابض ہو گئے تھے چھ مہینے میں واپس کر دیں۔ اس کے مقابل انگریزوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ حیدر علی خان کے ساتھ کوئی مخالفت اس وقت تک نہ کریں گے جب تک کہ وہ انگریزوں یا ان کے حلیف کے ساتھ کوئی مخالفت نہ کرے۔

اس شرط صلح سے ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی پیشوا کے ذریعہ حیدر علی خان سے اپنے تفرقہ مقبوضات کو حاصل کر لینا چاہتی تھی لیکن اس صلح نامہ کے پانچ ماہ قبل ہی یکم محرم ۱۱۹۷ھ (م ۷ ستمبر ۱۷۸۲ء) کو مرض سرطان سے حیدر علی خان کا انتقال ہو گیا تھا۔

جن کے بعد ان کے فرزند ٹیپو سلطان ان کے قائم مقام ہوئے تھے اُن پر لازم نہ تھا کہ وہ اس باہمی مصالحت کو قائم رکھتے جو ان کے والد اور پیشوا کے مابین تھی۔ اور نہ اُن پر اس شرط مندرجہ صلح نامہ سال بانی کی تعمیل کی ذمہ داری قانوناً عاید ہو سکتی تھی۔ اور ممکن ہے کہ انگریز کمپنی نے سابقہ تہہ نامہ کی تجدید اور ٹیپو سلطان سے اس کی توثیق کرانے کے لئے پیشوا کو مجبور یا آمادہ کرنا نامناسب تصور کیا ہو۔ اس لئے انہوں نے راست ٹیپو سلطان سے ایک جدید صلح نامہ کی تکمیل کا تصفیہ کر لیا لیکن وہ اپنے والد کے انتقال کے قبل ہی سے انگریزی کمپنی اور اس کے جنوبی ہند کے زمیندار حلیفوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھے جس کا سلسلہ سال مابعد تک چلتا رہا۔ آخر جب انگلستان کی حکومت نے اپنے فرانسیسی حلیفوں سے صلح کر لی تو اس کی شرائط کے تحت فرانسیسیوں کو ٹیپو سلطان کے پاس کے متعینہ فرانسیسی عہدہ داروں کو واپس طلب کر لینا پڑا۔ اس طرح ٹیپو سلطان کے پاس سے جب ایک شالیستہ اور مقتول فرانسیسی فوج نکل گئی تو پیش پا افتادہ ہم میں وہ اس قابل نہیں رہے کہ خود تنہا انگریزی فوج سے مقابلہ کرتے اس زمانے میں وہ قلعہ بنگلور کے محاصرہ پر تھے ناچار انہوں نے مصالحت کو مناسب تصور کیا اور ۱۱ مارچ ۱۷۸۲ء (۱۶ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ) کو ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ بنگلور) طے پایا جس کی رو سے فریقین نے اپنے اپنے سابقہ مقبوضات پر قبضہ اور حالیہ مقبوضات کو چھوڑنے کا اقرار کر لیا جس طرح انگریزوں کو ریاست میسور کا کھٹکانا ہوا تھا اسی طرح مرہٹہ سرداروں کو بھی اس کی طرف سے خطرہ تھا جب پیشوا کو یہ علم ہوا

انگریز اور ٹیپو سلطان کے مابین صلح ہو رہی ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ انگریزی کمپنی معاہدہ سال بائی کو فسخ کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے جس پر انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس بغرض مصالحت و معمول چوتھ اپنے لپچی روانہ کیے جس کے جواب میں ٹیپو سلطان نے کہلا بھیجا کہ ان کے والد نے چند ضرب توپا اور بندوقوں کے سوائے کوئی اور چیز تر و کر میں نہیں چھوڑی ہے جس کے ساتھ میں حاضر ہوں اس جواب سے مرہٹوں نے خائف و پرول ہو کر یہ تجویز کی کہ نظام علی خان کے ساتھ اتحاد قائم کر کے ٹیپو سلطان سے ان علاقوں کو حاصل کریں جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا اور ان حملوں کا جواں ہردو کے مقبوضات پر ہو رہے تھے یا آئندہ جن کے لئے تیاریاں جاری تھیں مقابلہ اور سدباب کریں انہوں نے نظام علی خان کو یہ سمجھایا کہ جس طرح پیشوا کے اکثر علاقہ پر ٹیپو سلطان نے قبضہ کر لیا ہے اسی طرح خود نظام علی خان کے علاقے بھی ان کے حملات و تصرف سے محفوظ نہیں رہے اور یہ تحریک کی کہ ہردو قوتیں باہمی مصالحت کے ساتھ ٹیپو سلطان کا مقابلہ کریں اور اپنے اپنے مقبوضات ان سے حاصل کر لیں اور اس کے بعد بھی وہ صلح نہ کر لیں تو ان کے علاقے میں در آئیں لیکن ہردو روٹا کا اپنے اپنے مستقر حکومت پر رہ کر ایسے معاہدہ کا جلد اور حسب مراد طے پانا غیر ممکن تھا اس لئے دونوں فریقوں نے یا دیگر کے قریب دریا بے بھیرا کے کنارے اس کی تکمیل کی قرارداد کی چنانچہ نظام علی خان ۱۲ ربیع الاول ۱۱۹۶ھ (۴ فروری ۱۷۸۱ء) کو حیدر آباد سے نکل کر یا دیگر روانہ ہوئے اس موقع پر ٹیپو سلطان کے خلاف عمل جارحانہ اختیار کرنے میں نظام علی خان کو بجانب حق قرار دینے کے لئے صاحب تونک اصفیہ پہلے ٹیپو سلطان کی زیادتیوں کو

بیان کرتا ہے اور اس کے بعد نظام علی خان کی فہمائش چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے اوائل میں نیپو سلطان نے اپنا روپیہ (جو وزن میں دو تولے اور جس میں ان کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ شامل تھا) مسکوک کر کے میسور کے علاقہ میں جاری کرنے کے علاوہ ممالک محروسہ بندگان عالی میں بھی جاری کر دیا چنانچہ ایسا بہت سا روپیہ حیدر آباد میں بھی پہنچ کر کوچہ کوچہ رائج ہو گیا اور یہ خبر عام طور پر شہور ہو گئی کہ وہ بندگان عالی کے مقابلہ میں خروج کر رہے ہیں ان کے مراسلات جو اسی زمانے میں بندگان عالی کی خدمت میں وصول ہوئے اس کی تائید کرتے تھے کہ خلاف رسم قدیم اور اپنے باپ کے طرز عمل کے خلاف انہوں نے مراسلات میں عرضی کی مدد کا لکھ مساولہ نہ طریقہ پر خطوط لکھ بھیجے اور ان قلعہ جہالت و پرکڑ کو جنہیں ان کے باپ حیدر علی خان کھو بیٹھے تھے۔ لوٹ لاٹ کر ویران کر دیا۔ دریائے شور کے زمینداران و رعایا کو معمولی حرکات و جہاں کے بہتان کے ساتھ ان کے درخت سے محروم کر کے غلام بند کر رکھا تھا اس پر بھی قانع نہ رہ کر غنیم (انگریزی کمپنی) کے مقبوضات پر طرح طرح کے خارج از تقریر و تحریر مظالم برپا کر کے اکثر قلعے بحیرہ حاصل کر لئے اور ہر طرف اپنی سلطانی کا شہرہ اور مظہر قائم کر دیا تھا اور برہمنان پونہ وغیرہ کو جس جگہ پائے و متگیر کر کے محنتوں کر دیتے اور انگریزوں کو بندرگا ہوں اور ان کے قلعوں میں سے قید و گرفتار کر کے آتش غضب میں جلا ڈالتے تھے ان مظالم کی اطلاع جب بندگان عالی کو دی گئی تو انہوں نے یہ نصیحت نامہ لکھا کہ ”مابودلت اب تک تمہاری بے اعتدالی و شوخی سے چشم پوشی کرتے ہو“

اور چونکہ تمہاری ہمت بلند ان عیسائیوں کے دفع کرنے اور غاصبوں کے خلاف کوشش میں مصروف رہی ہے ہم نے تمہاری مدد اور رعایت کو مقدم جانا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے مناسب یہ ہے کہ اپنے حرکات سے باز اگر راہ راست اختیار کرو ہم کو اس عہد و پیمان کا پاس ہے جو ہمارے اور تمہارے والد کے مابین ہوا تھا انہوں نے تم کو ہماری حفظ و امانت میں سپرد کیا تھا اور ہم نے اپنی شمشیر خاص تمہیں مرحمت کی تھی اب بھی اگر اپنے حدود سے متجاوز نہ ہو تو حسب حال تمہاری رعایت کی جائیگی والا انچہ خواست ایردی است بطور میری رسد۔ اس نصیحت نامہ کے بعد چندے انہوں نے ملک و مال سے دست تعدی کھینچ لیا لیکن پھر حسب سابق زیادتیاں شروع کیں مکرر پنڈت پر دھان کے سرداروں کے عریض پرٹیو سلطان کے خلاف مرٹوں سے اتحاد قیام کرنے کے لئے بندگان عالی ایت گیر (یا دیگر) روانہ ہوئے۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ (م ۱۸ مارچ ۱۷۸۵ء) کو بالاجی پنڈت عرف ناناپٹھو نے باریاب ہو کر اپنا عندیہ بیان کیا گفت و شنید کے بعد بوقت رخصت بندگان عالی نے اپنے دست مبارک سے شمشیر با قبضہ مرصع و علی بند اور خنجر مرصع با علاقہ مکمل ان کی کمر میں لگایا جس پر پنڈت مذکور نے سر و قد کھڑے ہو کر تسلیمات بجالائی۔ اور ایک اشرفی نذر گزانی دوسرے رفد پنڈت مذکور سوال جواب صلح نامہ کے تحت پھر حاضر دربار ہوئے۔ ۲۷ جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (م ۲۹ مارچ ۱۷۸۵ء) کو خود بدولت ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے پنڈت مذکور نے

ایک کوس آگے اگر حضور کا استقبال کیا اور ان ڈیروں میں جو حضور ہی کے لئے نصب کئے گئے تھے ان کو لجا کر بٹھایا اور بہت سارے جواہر گراں بہا اور اقمشہ اعلیٰ نذر کئے یہیں تکاجی ہو کر نہ بھی بندگانِ عالی سے ملاقات کی دفعات عہد نامہ کے طے ہونے کے بعد مرہٹہ سرداروں کی طرف سے بندگانِ عالی کو پر تکلف دعوت دی گئی جس میں ۱۳ جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (مہم اپریل ۱۷۸۴ء) کو علیحدہ صابزادگان و امرا رونق افروز ہونے لگے اور ۲۲ جمادی الاول کو دیریا بے پھیرا کے کنارے سے نکل کر قلعہ ایت گیر کی سیر کی اور وہیں مکر جنگ قلعہ دار کی تذر قبول فرمائی اور ان کو جواہر سے سرفراز بھی فرمایا۔ اس کے بعد تکاجی ہو کر نہ بھی بندگانِ عالی کی ایک ضیافت علیحدہ کی۔ اس میں جن مرہٹہ سرداروں پر بندگانِ عالی کی جانب سے سرفرازیں ہوئی ہیں ان کی تفصیل شاہ تجلی نے بتائی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل آٹھ نامور مرہٹہ سردار اس موقع پر موجود تھے: تکاجی ہو کر نہ بٹھانے والا پٹھانوں کا سردار۔ ہری رام پھر گئیہ۔ کشن راؤ بلال۔ اپا بلونت راؤ۔ گویند کشن سپر کشن راؤ۔ گوینڈ راؤ بھگونت۔ بلونت راؤ نایب مودھاجی بھونسلہ بندگانِ عالی یہاں سے ۱۱۹۸ھ (۲۶ مئی ۱۷۸۴ء) کو حیدر آباد واپس ہوئے۔ منازل واپسی میں بمقام دھنواڑہ حضور کے ملاحظہ میں عہد نامہ ایت گیر پیش ہوا جس پر ۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (۵ جون ۱۷۸۴ء) کو خود بدولت نے دستخط کر کے تکمیل کر دی۔ یہ عہد نامہ عہد نامہ ایت گیر کے نام سے موسوم ہے اس کی نقل ضمیمہ (ب) میں قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔

اسی سفر میں ایک مقام پر کسی آوارہ گرد رویش نے تھنہ فی قوم پرورش کا نام

فوج ہمرکاب میں بعض اس قوم کے افراد بھی تھے جن کو اس کی تبلیغ کلامی ناگوار گذری جس پر سپاہیوں میں خون ریزی ہو گئی اس واقعہ کی تفصیل ہم نے اپنی تصنیف 'سوانح تیغ جنگ' میں بتلائی ہے آخر تیغ جنگ (شمس الملک امیر اہل پاکبہاہ خاص) کی فہائش پر جھک کر چوکا اس واقعہ کے دوسرے روز سواری مبارک پالمور (معروف بہ محبوب نگر) پہنچی جہاں سے بنارل طولانی طے مسافت کر کے ۱۲ شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۱۱ جون ۱۸۷۸ء) کو بنگلہ خاں محل حیدر آباد انگریزی کمپنی کو جب یہ علم ہوا کہ مرٹھوں اور نظام علی خان کے مابین کوئی باہمی سمجھوتہ ہو رہا ہے تو اس اتحاد کو اپنے اغراض کے خلاف تصور کیا اور مرٹھ جانشین کو بدحیثیت سفر حیدر آباد روانہ کیا تاکہ اس باہمی اتحاد میں اگر کوئی امر انگریزی کمپنی کے مقاصد کے خلاف طے ہوا ہو تو اس کا دفع و دخل ہو جائے اور یہ بھی ان کے شریک مصلحت ہو جائیں اس موقع پر انگریزی کمپنی کو نظام علی خان سے جنگ برپا کرنے کے لئے ایک حیلہ موجود تھا کہ نسبتاً کا انتقال ہو کر ایک عرصہ ہو گیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے کشمور کو بوجہ معاہدہ ۱۱۸۱ھ انگریزی کمپنی کے سپرد نہیں کیا تھا اس لئے اس موقع پر اپنے سفیر کو بھیجنے میں مصلحت تھی کہ ان کو اپنے خلاف ہونے نہ دیں چنانچہ مرٹھ جانشین حیدر آباد پہنچ کر یکم شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۲۱ مئی ۱۸۷۸ء) کو حضور میں باریاب ہوئے اور منجانب شاہ انگلستان تحفے تحایف پیش کئے۔ وہ تقریباً دس چھینے حیدر آباد میں رکھ کر ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ (م ۱۲ مارچ ۱۸۷۹ء) کو واپس ہوئے۔

قلم بادامی کا محاصرہ | ایت گیر کے صلح نامہ کے بعد پیشوا نے اُدھر اپنے سرداروں کے نام فرمایا فوج کے احکام دیئے اور اُدھر نظام علی خان نے اس کے بعد اپنی فوج کے ساتھ چوہہ

پیشوا ٹیپو سلطان کی حدود کی طرف بڑھے اور نظام علی خان بھی ۲۳ محرم سنہ ۱۲۰۲ (م ۲۴ نومبر کو ۱۷۸۵ء) جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہونے کی غرض سے حیدر آباد سے نکل کر عید گاہ جدید کے پاس خمیہ زن ہوئے۔ ان ایام میں تیغ جنگ کے فرزند کی تسمیہ خوانی ہو رہی تھی جس کی تکمیل یہیں کر کے ۸ صفر ۱۱۷۰ بمطابق ۱۱ دسمبر کو آگے بڑھے اور منزل بمنزل اودگیر سے ہوتے ہوئے ۱۲ صفر جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۲ (م ۱۳ اپریل ۱۷۸۶ء) کو قلعہ بادامی کے محاصرے میں مرہٹہ سرداروں کے شریک ہو گئے۔ محاصرہ کا دوران بڑھنے لگا تو نظام علی خان اپنی طرف سے شرف الملک رفعت الملک، حشمت جنگ، راجہ تیج سنگہ، کنور جودھ سنگہ، کنور بیج سنگہ، کنور نذر سنگہ، رستم باندھرہ، محمد لودھی خان، سوئی خان، داؤد خان وغیرہ کو قس ہزار سوار جبار کے ساتھ محاصرہ پر چھوڑ کر خود آپ بلدہ حیدر آباد واپس ہوئے جہاں ۱۹ رجب سنہ ۱۲۰۲ (م ۱۸ مئی ۱۷۸۶ء) کو پہنچے۔

قلعہ ادھونی کا محاصرہ | قلعہ بادامی کا محاصرہ حسب بیان نشان حیدری تو چھینے رہا آخر بضامندی قلعہ دار اس پر قبضہ ہوا جس کے بعد متحدین کے سرداروں نے قلعہ دھاروار، جالی پلی، گنجد گڑھ، نول کنڈہ، نرگوندہ وغیرہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا جب ٹیپو سلطان کو اس کی اطلاع ملی اور ان کو یہ معلوم ہوا کہ اس فوج کے زمیندار اور پالیگار متحدین سے متفق ہو گئے ہیں تو اس سمت پیش قدمی کرنے سے باز ہو گئے انہوں نے اپنی فوج جبار کے ساتھ قلعہ ادھونی کا رخ اختیار کیا یہ قلعہ بسالت جنگ کے فرزند ہا بہت جنگ کے زیر تصرف تھا جو نظام علی خان کے بھتیجے (فرزند بسالت جنگ) بھی تھے اور داماد بھی۔ انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس اپنے

دیوان اسد علی خان کو روانہ کیا تاکہ ان کا عندیہ معلوم کرے اور اگر ممکن ہو تو مناسب شرائط کے ساتھ ان سے مصالحت کی بنیاد قائم کرے لیکن ٹیپو سلطان نے کسی شرط صلح پر رضامند ہونے کے اظہار کے عوض ان سے کہا کہ نظام علی خان کی مخالفت کی وجہ سے وہ اس قلعہ اوصونی پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اگر جہا بت جنگ خود ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہو کر باہمی صلح کر لیں تو سپہران کو ان سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ لیکن جہا بت جنگ نے اس کو تسلیم نہ کیا اور متحصن ہو گئے ٹیپو سلطان نے قلعہ اوصونی کا محاصرہ کر لیا اس کی اطلاع نظام علی خان کو ملتے ہی انہوں نے تیج جنگ اور ارسطو جاہ کو اپنے بھائی بہا یوں جاہ (میرغل علی خان) کی رکاب میں ٹیپو سلطان کے مقابلے کے لئے اوصونی روانہ کیا۔ ہر دو امیر بہا یوں جاہ کی رکاب میں غرہ شعبان ۱۲۰۷ (م ۲۰ مئی ۱۷۸۶ء) کو حیدر آباد سے نکل کر بکوج ہاٹے طولانی مضافات اوصونی میں پہنچے اس خبر کے سنتے ہی ٹیپو سلطان محاصرہ چھوڑ کر شاہ ڈونگر کی پہاڑی پر جا ٹھہرے اور اس تازہ دم سرکار عالی کی فوج پر چھاپے مارنے لگے۔ دو ایک تخفیف مقام بھی ہوئے جس میں سے ایک میں نظام علی خان کی افواج کو کامیابی ہوئی آخر ارسطو جاہ و تیج جنگ نے جہا بت جنگ کو ان کے زمانے اور خاص خاص متعلقین کے ساتھ قلعہ اوصونی سے نکال کر معقول بدرقہ اور فوج کے ہمراہ رانچور روانہ کر دیا۔ قلعہ مذکور کو خالی پا کر ٹیپو سلطان کی افواج نے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس اثناء میں بعض بداندیشوں نے یہ اقوال اڑائی کہ جہا بت جنگ کے دریا کے سرگرمنا پار پوتے وقت ٹیپو سلطان نے اپنی بے شمار فوج کے ساتھ حملہ کرویا جس سے

پریشان ہو کر تیغ جنگ و اسطو جاہ میدان جنگ سے سرسیمہ نکل گئے۔ حالانکہ یہ دونوں امراء جہا بت جنگ کو دیا پار کر کے آپ ہری رام پٹھکیہ کے ساتھ کپل بہادر بٹہ روانہ ہوئے تھے نظام علی خان نے اس خبر سے پریشان ہو کر ان ہردو امراء کو لکھا کہ اپنے چند سرداروں کو مرہٹہ فوج کی کمک کے لئے چھوڑ کر جلد تر حاضر خدمت ہو جائیں جس پر انہوں نے شرف الملک، اعتقاد الدولہ، رفعت الملک، سردار الدولہ رائے بہار اہل، جنساراجہ وغیرہ کو تیس ہزار سوار جبار کے ساتھ وہیں چھوڑ دیا اور آپ خود واپس ہو کر ۳ فروری ۱۸۰۲ء (۲۸ اگست ۱۷۸۶ء) کو حاضر حضور ہوئے۔

قلعہ شاہ فور پر متحدین کا حملہ | ہری رام پٹھکیہ اور افواج سرکار عالی نے بہادر بٹہ پنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور تین چار ہی دن میں اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ چاہتے تھے کہ کپل کے قلعہ کو بھی فتح کر لیں لیکن ٹیپو سلطان نے اوصوفی سے سیدھا اسی طرف کا رخ اختیار کیا اور قریب پنچ کر متحدہ افواج پر شیخون مارا چونکہ اطراف پہاڑیاں تھیں اس لئے افواج سرکار عالی اور مرہٹہ کو نقصان پہنچا۔ جہاں سے متحدہ فوجیں آگے بڑھ گئیں اور قلعہ شاہ نور پر حملے کا ارادہ کیا اس نوبت پر راجہ ہو لکر بھی تیس ہزار سوار کے ساتھ متحدین سے آئے تھے یہاں کا قلعہ دار حلیم خان (ٹیپو سلطان کا بہنوئی) افواج متحدہ سے مل گیا تھا لیکن ٹیپو سلطان نے سینھلے کا موقع نہ دیا اور ایک دم ناخست کر کے چوپیس گھنٹے ہی میں اس قلعہ پر قبضہ کر لیا اب ہری رام پٹھکیہ نے سریرنگ پٹن پر حملے کا ارادہ کیا ٹیپو سلطان بھی ان افواج متحدہ کے پیچھے دو تین کوس فاصلے پر ساتھ رہے اور موقع موقع حملے کرتے رہے پیچھے سے

آگے نکل کر غنیم کو روکنے کے لئے کوئی مناسب راستہ یا موقع ٹیپو سلطان کو نہ ملا یہاں تک کہ ایک پہاڑیوں سے گھرے ہوئے تنگ مقام میں متحدین کی افواج پہنچیں یہاں عاسیوں نے خیر پوچھائی کہ اس مقام ٹیپو سلطان نے افواج متحدہ پر شیخون مارنے کی تیاری کر لی ہے اس اطلاع پر یہاں سے جلد تر نکل جانے کی تجویز ہوئی لیکن آگے بڑھتے بڑھتے رات ہوئی آخر ٹیپو سلطان نے حملہ کر دیا بہتر خرابی افواج متحدہ اس تنگ و تاریک مقام سے نکلیں بہت سارا مال و متاع ٹیپو سلطان کو غنیمت میں ملا جب یہاں سے نکل کر متحدہ فوجیں بہادر کے قریب پہنچیں تو ٹیپو سلطان نے نہایت تیزی سے اس قلعہ پر قبضہ کر کے گولہ باری شروع کر دی۔ اس کے بعد جب ٹیپو سلطان کو ہری رام پٹھان کے غم مصمم کی خبر ملی کہ وہ سرنگاپن پر حملہ کرنے کو بڑھ رہا ہے تو انہوں نے صلح کی سلسلہ جذباتی کی آخر ہر سال سینے لاکھ روپے بطریق چوتھا ادا کرنے پر صلح ہوئی جس کے بعد تمام فوجیں اپنے اپنے مقام و مرکز کو واپس ہوئیں۔

تتخواہ جاگیر کے نسبت احکام | جس عہد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں اس میں تتخواہ جاگیر سے جو لوگ سرفراز ہوتے تھے ان کا فریضہ تھا کہ جتنے جوانان و سوار کی عہدہ داری کے عوض ان کو تتخواہ جاگیر ملی ہوتے جو انوں اور سواروں کا ہمیشہ ملازم رکھنا اور ان کی تتخواہ اس جاگیر سے ادا کرنا ان پر لازم تھا لیکن اکثر عہدہ داروں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ وقت ضرورت مقررہ سوار و جوانوں کو مامور کر لیتے اور بعد رفع ضرورت ان کو برطرف کر دیتے تھے اس طرح اپنی جاگیر سے ایک معتد بھصہ حاصل پچا لیتے تھے۔ اس طو یا جب دیوان ہوئے تو انہوں نے اس کی ممانعت میں تاکید دی احکام جاری کئے آخر جنگ مذکور سے فراغت پانے کے

انہوں نے ایسے عہدہ داروں اور جاگیرداروں کو حکم دیا کہ اب تک جو کچھ بھیت اس طرح کر لی گئی ہے اس سے درگزر کیجاتی ہے سال رواں کی بابت جو کچھ بھیت ہوئی ہو داخل سرکار کر دی جائے اور آئندہ مقررہ تعداد ملازمین کی مامور رکھی جائے اس حکم سے موہن راؤ پننگلیہ (جاگیردار رودور) نے انحراف کیا تو ۱۸۵۲ء میں اس کی جاگیر ضبطی کے احکام جاری کئے گئے جس پر وہ اپنے علاقہ میں فوج کثیر فراہم کر کے آمادہ پیکار ہو گیا اور اطراف کے علاقہ سرکاری پر دست برد شروع کر دی نظام علی خان نے اس کی تاویب و سرکوبی کے لئے قلعہ دارا و دیگر سزاوار الدولہ اور راجہ بہار امل کو مامور کیا۔ موہن راؤ پننگلیہ نے تاب مقاومت نہ اکر راہ قرار اختیار کی اور قلعہ رودور پر سرکار عالی کا قبضہ ہو گیا۔

۱۸۵۲ء میں سرکار انگلینڈ وورنگل و میدک وغیرہ بعنوان تہدار اجنادیسکھ کے سپرد کئے گئے تھے زمیندار چنور (جو قوم بلیمہ سے تھا) ایگنڈل کے تحت تھا اس نے راجا ولسکھ کے احکام کی نہ صرف خلاف ورزی کی بلکہ اس کے ساتھ بد اخلاقی سے بھی پیش آیا جس پر ولسکھ نے بنگالہ عالی سے اس کی تنبیہ کے لئے اجازت اور مدد چاہی خود بدولت نے راجہ بہار امل تہجوت بہادر کو اس کی کمک پر نافر کیا ولسکھ مذکور اور راجہ بہار امل نے متفقاً اس پر حملہ کر کے اس کے قلعہ کی بیرونی فصیل پر قبضہ کر لیا جس کے پاس ہی آب نوشیدنی کے چشمے تھے ان چشموں کے قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے راجہ چنور اور تمام قلعہ والے پریشان ہو کر صلح پر آمادہ ہو گئے۔ راجہ بہار امل اور راجا ولسکھ نے قلعہ پر قبضہ کر کے شہر پیش کر دہ کو منظوری کی خاطر بنگالہ عالی کے ملاحظہ میں روانہ فرمایا۔ اسطرحہ کی تحریک پر علیحضرت نے حکم کیا کہ راجہ چنور کو طلب کر کے قلعہ محمد نگر میں قید کر دیا جائے۔

سفارتِ جانِ کناوے

کمپنی نے اپنی طرف سے کپتان جان کناوے کو سفیر بنا کر حیدر آباد روانہ کیا وہ یہاں پہنچ کر ۲۹ ستمبر ۱۸۲۲ء (۲ اگست ۱۸۲۲ء) کو حاضر دربار ہوئے اور کمپنی کی طرف سے تحائف نذر گزارنے اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا کا تصفیہ کیا جائے اور سرکارِ گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ کمپنی کے قبضہ میں دیدیا جائے اس اجال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۱۹۳ء (۱۸۹۳ء) میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بسالت جنگ سے کیا تھا وہ نظام علی خان کی بغیر اطلاع ہوا تھا اسی وجہ سے انہوں نے خیال کیا کہ ۱۸۱۱ء (۱۸۱۱ء) کا عہد نامہ فسخ و منسوخ ہو گیا جب ۱۸۹۶ء (۱۸۹۶ء) میں بسالت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہد نامہ ۱۸۱۱ء سرکارِ گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو عہدہ دار نظام نے ۱۸۹۶ء کے عہد نامہ کے انفساخ کے تصور پر ان کی قراحت کی جس کے رفع کرنے اور اس پیشکش کے بقایا کی نسبت جو کمپنی پر واجب الادا تھی کوئی سمجھوتہ کرنے کی غرض سے جان کناوے مامور ہوئے تھے۔ ان کے حاضر دربار ہونے کے بعد نظام علی خان نے گنٹور پر قبضہ دیدینے کا حکم دیدیا لیکن بقایا پیشکش کے تصفیہ کا انحصار گورنر جنرل کی رائے پر منحصر رکھا گیا جس کے لئے ریاست حیدر آباد سے میر ابو القاسم (میر عالم) کو تشریف سفیرِ حیدر امراء اور منصبداروں کے ساتھ کلکتہ روانہ کیا گیا۔ ان کی جو کچھ آواہگت وہاں ہو

اس کا تفصیلی ذکر ہم نے اپنی تصنیف 'میر عالم' میں کیا ہے صاحب تو زک آصفیہ کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں میر عالم کو سفارت کلکتہ پر روانہ کیا گیا اسی زمانہ میں حافظ فرید الدین خان کو ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کیا گیا۔ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جان کناوے کی سفارت پر یہ لازم تصور کیا گیا کہ ٹیپو سلطان سے کوئی مفاد ہمت ہو جائے کہ پیش پا افتادہ معاملات میں اگر کمپنی کے ساتھ کوئی سو فہمی پیدا ہو جائے تو اس کے مقابلہ میں ان سے کمک حاصل ہو سکے۔ میر عالم کی سفارت میں جو مسائل طے ہوئے اس کا اظہار رارل کورنوالس نے اپنے ایک خط مورخہ ۷ جولائی ۱۷۸۹ء موسومہ نظام علی خان میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حثیت سے سی یو ایچ سی سن نے اپنے مجموعہ عہد نامہ جات میں شائع کیا ہے اس کا ترجمہ بطور خلاصہ یہاں لکھنا خالی از دلیچہی نہ ہوگا۔

”مسئلہ (م ۱۸۱) کے عہد نامہ کے مطابق نہ نظام نے سرکار گنتور کو کمپنی کے تفویض کیا اور نہ کمپنی نے ان کو پیشکش، نظام چونکہ ان دنوں اہم امور میں مصروف تھے۔ اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی پیروی۔ جب وہ ان امور سے فارغ ہو چکے تو ریڈنٹ (جان کناوے) کو بھیجا گیا کہ سرکار گنتور کی تفویض کے متعلق وہ نظام سے عرض کریں اور سرکار ان شمالی کی پیشکش کی بابت نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ کمپنی نظام کو پیشکش کا دلچسپی بقایا، ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آئندہ بھی بروقت ادا کرتی رہے گی جب نظام نے سپردگی گنتور کا حکم جاری فرما کر دوستی و خیراندیشی کا ثبوت دیا کہ تو کمپنی جی ان سے مراسم معی رکھے گی۔“

”ہم نے ان مضامین عہد نامہ پر جن کے معانی مبہم اور مطالب صاف نہ تھے میرا ابوالقاسم (میر عالم) سے کشکو کی (پیشکش کی) ادائیگی یا رکی ضمانت داخل کرنے اور سرکار ان شمالی کے ایک حصہ کو مکفول کرنے سے میرا انکار اس لئے واجب تھا کہ انگریزوں کی راستبازی اور قول و قرار کی پابندی ہی خود اس کی ضامن ہے۔“

نظام علی خان نے تجدید عہد نامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق ارل کورنوالس نے اسی خط میں یہ لکھا کہ میں نے اکثر مواقع پر کپتان کناوے کی معرفت اور میرا ابوالقاسم کی زبان سے بھی کہلا بھیجا ہے اور آغاز تحریر میں بھی یہی درج کیا ہے کہ عہد نامہ ۱۷۶۵ء (۱۱۸۱ھ) کی تعمیل ہو اور ہمیشہ آپ سے دوستی و اتحاد قائم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے اور پچھیدہ شرائط معاہدہ کی صراحت سے یہ یقین ہوا ہو گا کہ میں صدق و صدا کی بنیاد پر ہر ایک امر کا تصفیہ کرتا ہوں مگر یہاں مجھ کو یہ اعتبار مباحثہ میرا ابوالقاسم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب تک کوئی معقول وجہ عہد نامہ کی تجدید کی نہ ہو اس وقت تک ہمارے ملک کے آئین اور انگلستان کے بادشاہ اور کمپنی کے احکام اور نیز تو کم گمریزی کی ایمان و حرمت مانع تجدید عہد نامہ ہیں اس لئے تبدیل یا تجدید عہد نامہ مذکور کو میں نے قبول نہیں کیا اگرچہ عہد نامہ کی تجدید کو منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ میرے اس اقتدار کے لحاظ سے جو شاہ انگلستان انگریزی پارلیمنٹ نے مجھ کو عنایت کیا ہے میری اسی تحریر کو مثل عہد نامہ تصور فرمائیں کیونکہ یہ خط منظورہ کو نسل ہے اور اس سے زیادہ تصریح کے لئے آپ میرا ابوالقاسم دریافت کریں جن کو میں نے اس تمام گفت و شنید میں آپ کا وفادار صادق اور باخبر و

خیر خواہ ملازم قبر و معتمد تصور کیا ہے.....“

میر عام کلکتہ سے یہ خط اور بقایا دستکش کے منجملہ نولاکھ سولہ ہزار چھ سو بیسٹھ روپے
گیارہ آنے کی تین ہنڈویاں اور قیمتی جواہر و تحایف کے ساتھ ۲۶ جمادی الاول ۱۲۰۳ ہجری
(۲۲ فروری ۱۸۸۷ء) کو حیدر آباد داخل ہوئے اور باریاب حضور ہو کر نذر پیش کی اور تحفے گزرا
۱۲۰۳ جمادی الاول سالگرہ | نظام علی خان نے قلعہ گوکنڈہ میں ایک نیا مکان تعمیر کرایا تھا

اس زمانے میں اسی میں فوکش تھے چنانچہ میر عام کی نذر بندگان عالی نے اسی مکان
میں بی۔ نئے مکان کی گھر بھرائی کی تقریب میں یہاں ایک مینا یا زرافیم کیا گیا جس میں اقسام
کے نفایس و جواہر ہاتھی گھوڑے بغرض خرید و فروخت ہوئے گئے تھے چھوٹے بڑے
امیر امراء اور خود بدولت اس میں حصہ لیتے رہے انہیں دونوں میں ایک پالتو بندر بندگان کا

کا ہاتھ کاٹ لیا۔ یہ زخم ایک ہفتہ تک رستا رہا اس کے اندمال کے بعد غسل صحت و
سالگرہ کے جشن کی تیاری شروع ہوئی جس کا تمام اہتمام ارسطو جہاہ کے تفویض کیا گیا تھا
ابھی جشن شروع ہونے نہ پایا تھا کہ سردار ایک ناگوار واقعہ پیش آگیا وہ یہ کہ ارسطو جہاہ
ہی کے علاقہ کے ایک جمہدار سہی حیدر علی بیگ کی جاگیر پر جس پر قبضہ تھی قرض بڑھ گیا تھا و
قرضخواہوں کے تقاضہ سے تنگ آ رہا تھا اور سپاہی اپنی اپنی تنخواہوں کے وصول پانے
کے لئے علیحدہ وق کر رہے تھے آخر عید الفطر کی مناسبت پر ان کے حیلے اپنے پھر انہوں
کو لیکر حاضر دربار ہوا اور بندگان عالی کے آگے بڑھ کر یہ کہیں کہیں کے لئے پیش کر رہے کہ

۱۲۰۳ یہ مکان قلعہ گوکنڈہ کا مشہور موقی محل ہے جو اب تک علی احمد قائم ہے۔

اپنی کٹار نکال لی اور ہاتھ آگے بڑھا کر کہنے لگا کہ ”مضوریہ تو مجھے اس کٹار سے فوج کرو یہ
یا مقدمہ جاگیر و تنخواہ سپاہ کا فیصلہ فرمائیں“ ارسطو جاہ درمیان اگر کٹار چھیننے لگے اس کشمکش میں
اُن کا ہاتھ زخمی ہو گیا خون بہنا دیکھ کر اُن کے ہوا خواہ جمہدار اور اس کے ہمراہیوں پر ٹوٹ
پڑے ہنگامہ میں جمہدار معہ چند ہمراہیوں کے قتل ہو گیا اور بعض جوان زخمی ہو گئے۔ ارسطو جاہ
کا زخم مندمل ہونے تک جشن سا لگ رہا تو یہ ہو گیا آخر اوایل ماہ ذیقعدہ میں بڑی محوم
جشن منایا گیا اس تقریب کے لئے پانچ لاکھ روپے کی منظوری ہوئی تھی۔ ارسطو جاہ نے
ایک لاکھ کئی ہزار سانچے موتیوں سے تیار کیا ہوا ملبوس خاص بن گانعالی کی نذر کیا اس جشن
میں صاحب توڑک آصفیہ نے ایک اردو قصیدہ پیش کیا جس کا ہر ایک مصرع مادہ تیغ
تھا افسوس ہے کہ یہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا۔

سفر متجانس ٹیپو سلطان

قبل ازین ریاست حیدرآباد سے حافظ فرید الدین خان بہشتیت سفیر ٹیپو سلطان کے پاس قیام اتحاد کی غرض سے روانہ کئے گئے تھے وہ ۱۲۰۲ھ میں سرسنگ پٹن سے واپس آئے۔ ان کے ہمراہ ٹیپو سلطان کے ایلچی محمد غیاث و قطب الدین خان علی رضا خان ٹیپو سلطان کے خط اور تحائف لیکر آئے اور باریاب حضور ہوئے نظام علی خان چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے بھی اتحاد قائم کر لیں اور ٹیپو سلطان بھی اس تحیل سے متفق تھے لیکن اس خیال سے کہ باہمی تعلقات میں مزید استحکام ہو انہوں نے نظام علی خان کے ساتھ سداوے کے رشتہ اتحاد کے قیام کی تحریک کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس وقت برسرِ دیا سفیروں نے اس مسئلہ کو پیش کیا تو نظام علی خان کے چہرے سے رضا مندی کے اظہار پیدا ہو رہے تھے جن کو ٹیپو سلطان کے اُن مخالفین نے جو حاضرِ دبار تھے محسوس کر کے محل میں اس کی اطلاع کرا دی اور ٹیپو سلطان کی غیر واقعی برائیوں کو بھی گوش گزار کر دیا جس پر محل میں ایک بے چینی پیدا ہو گئی اور قبل اس کے کہ سفر ٹیپو سلطان کو کوئی تشفی بخش جواب دیتے نظام علی خان کو محل میں جانا پڑا۔ جہاں محلات نے ٹیپو سلطان کی سنجی منافی برائیوں کو دہرا کر اس رشتہ سے ناراضی ظاہر کر دی جس سے بندگانِ عالی سخت متاثر ہو گئے اور باہر اگر اس پیغام کو اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ وہ ایک

اونی انایک بچے کے ساتھ قرابت قائم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی نظام علی خان نے اپنے ان ممالک کے قبض و تصرف کا سوال پیش کر دیا جن پر سلطان متصرف تھے۔ اس انکار سے انگریزی کمپنی کا بڑا فائدہ ہوا۔ اس واسطے کہ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ دکن ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا کوئی رئیس اپنے نواحی رئیس سے متحد رہے تاکہ ہردو کی باہمی مخالفت سے فریق ثالث (انگریزی کمپنی) کو اس کا فائدہ حاصل ہو اس سفارت کے جواب میں ارل کورنوالس کے ایک خط موسومہ میر عالم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کے المچیوں کے ذریعے کسی اقرار نامہ کی تجدید کا مسئلہ بندگانِ عالی کے حضور میں پیش ہوا مگر ان سفیروں کے کلام کے شاق گزرنے سے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی جب ٹیپو سلطان کے سفیروں کو یہ معلوم ہوا کہ بندگانِ عالی بنفس نفیس ٹیپو سلطان سے جنگ اور اپنے مقبوضات کو حاصل کرنے کے ارادے سے نکل رہے ہیں تو انہوں نے موید جنگ کے ذریعے اس امر کا اقرار کیا کہ قلعہ گتی سے سرحد قلعہ سرانک وہ تمام سرکار اور پرگنہ جو تنخواہ و سپاہ کے عوض میں ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پیشتر سے ان کے تصرف میں تھے تنخواہ بندگانِ عالی کو تفویض کر دیں گے۔ اس غرض کے لئے جلد تر اپنے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت مانگی جس پر ان سفیروں کو جاگیر و منصب کی توقع دلائی گئی اور اجازت واپسی دیدی گئی وہ موید جنگ کے ہمراہ واپس روانہ ہوئے تاکہ ٹیپو سلطان سے حکم حاصل کر کے اس علاقہ کا قبضہ ان کو دلا دیں۔

علاقہ میسور کی طرف پیش قدمی کرنے کی غرض سے نظام علی خان معہ فوج و خدم و حشم حیدرآباد سے غزوہ رجب ۱۲۰۸ھ (۱۷۱۷ء مارچ ۱۷۱۸ء) کو نکلے اور گوڑوھند اس کے بلغ میں قیام فرمایا۔ سفر ایشیو سلطان کے جانے کے بعد ان کے قول و قرار کے نتیجہ سے آگاہی پانے نہایت گامزن ہوئی۔ گوہر میں ٹھہرنا پڑا۔ دوران قیام میں ہر روز پایگاہ کی گاڑیوں کی فوج کا تماشا ملاحظہ فرماتے رہے۔ آخر ایک مہینہ کے بعد جب یہ اطلاع ملی کہ شیو سلطان کا سفیر قطب الدین خان گتئی پہنچ کر اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا تو بندگان عالی گوڑوھند اس کے بلغ سے نکل کر دریائے کرشنا کی سمت راہی ہوئے۔

معاهدہ نظام علی خان کمپنی انگریزی

جس زمانے میں ٹیپو سلطان کے سفیر حیدر آباد آئے انگریزی کمپنی کے وکیل جان کینا بھی یہاں تھے اور چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کے خلاف نظام علی خان کے ساتھ کوئی معاہدہ تکمیل پائے ٹیپو سلطان سے انگریزوں کی مخالفت کے جملہ وجوہ میں ایک جہت تھی کہ وہ انگریزوں کی مخالف قوم فرانسیسیوں کے ساتھ متفق تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے اثر و قوت کے تحت اطراف کے راجاؤں اور زمینداروں پر حکمران بن کر اپنے دائرہ حکومت کو وسیع کر رہے تھے جس سے انگریزی کمپنی کے مقاصد متاثر ہو رہے تھے تیسری وجہ جو ان دونوں سے پیدا ہوئی اور سب سے زیادہ اہم اور منفعت بخش یہ تھی کہ ۱۱۹۶ھ (۱۷۸۲ء) میں انگریزوں نے میسور کے معزول راجہ کی بیوی کے نام سے ترل راؤ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ انگریزی کمپنی ٹیپو سلطان سے ملک حاصل کر کے رانی یا اس کے متبقی کو گدی نشین کر دے۔ اس مقابلہ میں جب انگریزی فوج ٹیپو سلطان کو کمپسور اور اس کے مضافات سے نکال دیگی تو رانی کی طرف سے تین لاکھ پونڈ کمپنی کو

۱۷۸۲ء ایک برہمن اور میسور کی رانی کا وکیل تھا رانی میسور میں ٹیپو سلطان کے زیر نگرانی تھی اور اس کا وکیل ترل راؤ تھا اور

راجہ کے پاس رہتا تھا عدویٰ مجبوراً عہد نامہ جات مسٹر ایچ سن کو اس امر کا اقرار ہے کہ اس عہد نامہ کی تکمیل کی کوئی اطلاع رانی صاحب

دئے جائیں گے اور جب انگریزی فوج بالاگھاٹ پر چڑھانی کر کے بورم پر قابض ہو جائیگی تو فرید ایک لاکھ گھوڑا دئے جائیں گے۔ اور جب میسور فتح ہو کر رانی یا اس کے متبنی کو ویدیا جائے گا تو اور ایک لاکھ گھوڑا کمپنی کو دئے جائیں گے۔ اور جب سریرنگ پٹن فتح ہو جائیگا تو اور پانچ لاکھ گھوڑا دیئے جائیں گے اس کے بعد جس روز رانی یا اس کا متبنی سریرنگ پٹن میں گدی نشین ہوگا اسی دن پانچ لاکھ گھوڑا اور کمپنی کو دیئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد ہر سال پانچ لاکھ گھوڑا کمپنی کو دیا جائیگا کرے گا جس کے عوض کمپنی نے حفاظت میسور اور فوج کے قیام کی ذمہ داری اپنے پر لے لی۔ اس معاہدہ کے تحت جو مفاد انگریزی کمپنی کو حاصل ہو سکتے تھے ان کے حصول کی بہت جلدی تھی انہوں نے دوسرے رؤسا کو بھی ٹیپو سلطان کی شکست و بربادی میں اپنا شریک بنانے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کو کام میں لایا۔ ٹیپو سلطان کے سفیروں کے حیدر آباد آنے کے بعد غالباً انگریزی کمپنی کے ہواخواہوں کی سرگرمیاں بڑھ گئیں جن کی تائید سے انگریزی کمپنی کو کامیابی ہو گئی۔ چنانچہ ایک معاہدہ نظام علی خان، پیشوا اور انگریزی کمپنی کے مابین طے ہوا جس کے دھات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محض ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ کرنے اور ان کے مقبوضات کے تقسیم کر لینے کی نسبت طے پایا ہے۔ یہی یو ایچ ایس کے مجموعہ عہد نامہ جات میں موجود نہیں ہے لیکن اس کا ایک اصل مخطوطہ اور ایک مسودہ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے جس کو نقل کرنا یہاں بے محل نہ ہو گا۔

”قول و قرار دوستی اتحاد برائے دفع دشمن یعنی ٹیپو سلطان فیما بین سرکار کمپنی انگریز“

سرکار نواب مستطاب معالی القاب نواب آصفیہ بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار پیشوا سر
 مادھو راؤ زین پٹت پردھان بہادر معرفت احترام الدولہ کمپٹن جان کنوی بہادر دلاور جنگ
 بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر کہ برائے انصرام و
 انتظام جمیع امور در تمام بنادر ہندوستان متعلقہ کمپنی انگریز بہادر از جانب بادشاہ جم جہا
 و پارل منٹ گریٹ برٹن مامور اند بہادر موصوف مفوض گشتہ بموجب دفعات ذیل
 بعمل آمد ہر سہ سرکار بر آن ثبات و مستقل خواہند بود و شرائط مندرجہ آن بلا تفاوت از ہر سہ
 سرکار بعمل خواہد آمد۔

دفعہ اولی - ہر سہ عہد نامہ ہائے سابق کہ از صلاحت جنگ مرسوم معرفت کرنل
 در ۱۸۵۹ء و از نواب معالی القاب نواب آصفیہ بہادر معرفت جنرل کلپو در ۱۸۶۶ء و معرفت
 کارپردازان چنیائین در ۱۸۶۸ء تحریر یافتہ و مکاتبتہ گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر مرقومہ
 ہفتم ماہ جولائی ۱۸۶۹ء کہ بجائے عہد نامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آن دفعات کہ از
 روئے عہد نامہ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشند دوستی دایمی نسلاً بعد نسل فیما بین ہر یک
 از طرفین و قایم مقام طرفین بموجب عہد نامہ ہائے سابق بحال و برقرار۔

و قصہ دوم ٹیپو باہر سہ سرکار باوجودیکہ عہدداشت نقض عہد باہر سہ سرکار نمود
 ازین سبب این ہر سہ سرداران متفق شدہ غم نمودہ حتی المقدور تنبیہ اولعل آرنڈ کہ آیندہ
 برائے بد عہدگی کردن در د طاقت نتواند ماند و چون ہر سہ سرکار و این ہم شریک سر اند ملکے
 کہ ازین ہم متصرف و آید مع آمدنی آن از وقت تصرف باخر این و دفاین معتد بہ میان

و نواب علی القاب و راؤ پنڈت پردھان کہ پنڈت معز برائے شرکت درین جہم و امور کردن
فوجے معقول اقرار نموده اند و حصہ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواهد یافت مگر تعلقات
پالیگران مرقومہ دفعہ دہم از عہد نامہ فیما بین کمپنی و راؤ پنڈت پردھان کہ معرفت سٹراٹ
قرار یافته و بحضور علی القاب فرستادہ شدہ و باز ازین جا رفته اگر مصلحت شرکار داخل تقسیم
نباشد مستثنی از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج نواب علی القاب و راؤ پنڈت پردھان
در ملک نیپو داخل شدہ شروع بجنگ و تسخیر خواهند کرد اگر پیش از آن انگریز ملک از نیپو خلاص کنند
در آن حصہ ہر دو سردار نیست ۔

دفعہ سیوم ۔ بوکلا و ہر سہ شرکار برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر این جہم
باشند پروانگی شود و فطر بر این کہ شرکار و موافقت و اتحاد دلی ہمہ گیر ہمیشہ بحال و برقرار ماند
قرار یافته کہ در صورتی کہ فیما بین دو شریک تکرار سے بمیان آید شریک سیوم کفیل باشد کہ
فیما بین ہر دو شریک واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور از روئے وجہی
بر سبیل درستی رفع سازد ۔

دفعہ چہارم ۔ پہنچ کس از شرکار پہنچ سوال و جواب علیحدہ با ہمتی نماید بلکہ ہر چہ پیش
از طرف نیپو پیش کسے یا آید آن کس اطلاع بدیگرین بدہد و مصالحہ با نیپو بے استرضائے ہر
شرکار عمل نیاید ۔

دفعہ پنجم اگر نیپو بعد مصالحہ ملک قدیم یا جدید از ہر کار کمپنی یا شرکار نواب علی القاب
یا شرکار راؤ پنڈت پردھان مصدر خلل و فساد گردد و بعضی ہر گاہ ابتداء خلل و فساد از طرف

ٹیپو باشت ہر ایک از شرکاء حفاظت و حراست ملک ہمدگیر از اذیت و بدعت او کفیل
خواہد بود در خواست اخراجات حفاظت از ہمدگیر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم۔ تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سہ سرکار و مقبوضہ و متصرفہ رتھار و متوسلا
ہر سہ سرکار کہ ہر ایک از شرکاء بموجب دفعہ صد کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود
آن تعلقات بعد انجام ہم مفصل نوشتہ شود۔

دفعہ ہفتم۔ این عہد نامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معالی القاب نزد
راؤ پنڈت پردھان و دلاور جنگ نزد مٹھرا لٹ برائے اطللع ہر دو مقرر خواہند فرستاد
بعد از آن دو قطعہ مزین بہر دو دستخط نواب معالی القاب پیش گورنر جنرل اریل کانوالس بہادر
فرستادہ شود گورنر جنرل موصوف در عرضہ چہل و پنج روز یک قطعہ را تہر دو دستخط خود کردہ پیش
دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصفیاء خواہند
نمود و قطعہ دویم را در دفتر کپنی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعہ مہری و دستخطی گورنر جنرل موصوف
دلاور جنگ بہادر قطعہ مہری و دستخطی خود را از نواب معالی القاب واپس خواہند گرفت۔

یہ ممکن ہے کہ ایچی سن کو اس عہد نامہ کا کوئی نسخہ نہ ملا ہو اسی لئے وہ اس کو اپنے
مجموعہ میں درج نہ کر سکے بغیر اس عہد نامہ کے ۹۷ء کے اس عہد نامہ کی تکمیل نہیں
سکتی جو اس کے بعد ہی اس امر کے لئے پایاکہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے
منجانب نظام انگریزی فوج کو بگالہ سے طلب کیا جائے اسی کے دفعہ پنجم میں عہد نامہ
مذکورہ بالا کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

”آپنجہ غنیمت بدست جمعیت ٹپالین ہائے مذکور آید داخل سرکار بندگان عالی خواہد شد
 سوائے خزانین و دفاین معتد بہ کہ بموجب دفعہ دوم عہد نامہ میان ہر سہ شرکا تقسیم خواہد یا^{فت}
 اس عہد نامہ سے یہ امر صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ وہی عہد نامہ ہے جس کی
 دفعہ دوم کا حوالہ سن ۱۷۹۷ء کے عہد نامہ کی دفعہ پنجم میں درج ہے۔

جنگِ میسور ۱۷۹۲ء عیسوی
۱۲۰۶ ہجری

ان معاہدوں کی تکمیل کے بعد میسور کی طرف پیش قدمی ہونے لگی اور جنگ کے لئے یہ چھتر نکالی کہ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے حلیف راجہ ٹراونکور کے قلعہ کرنگا نور پر قبضہ کر لیا۔ راجہ مذکور کو جب اس قلعہ پر حملہ کی خبر لگی تو انہوں نے مدراس گورنمنٹ سے کمک چاہی لیکن اس گورنمنٹ کی امدادی کوشش غالباً اس جنگ میں کام نہ آسکی۔ آخر انگریزی فوج مدراس سے میسور خیرل میڈوز کے زیرِ کمان میسور کی طرف بڑھی انگریزوں اور نظام علی خان کے مابین ٹیپو سلطان کے خلاف تقریباً اسی زمانے میں وہ معاہدہ تکمیل پایا جس کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے اسی معاہدے کے تحت وہ اپنی کثیر فوج کے ساتھ اپنے ممالک کے جنوبی حدود کی جانب روانہ ہوئے۔ دریائے کرشنا کے قریب قلعہ پانگل میں آپ خود قیام گزریں ہوئے اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو انگریزی امدادی فوج کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقبوضات پر حملہ کے لئے روانہ فرما دیا چنانچہ میسور ہو منگامری اپنی انگریزی فوج کو لیکر اس سرکار عالی کی فوج کے ساتھ قلعہ کپل پر حملہ آور ہوا قلعہ محصور ہو کر مقابلہ کرنے لگا۔ یہ محاصرہ اس

انگریزی سردار کی ناقابلیت کی وجہ سے چھ مہینے تک جاری رہا آخر ۱۸ اپریل ۱۷۹۱ء کو اس کے قلعہ کا قبضہ ملا اس وقت میجر ہیو مینگامیری سرکار نظام کی امدادی فوج کی کمان سے علیحدہ اور ان کی جگہ کیپٹن انڈر وریڈان کے قائم مقام ہوئے تھے یہ فتح اسی افسر کی حسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ وہاں سے یہ فوج کڈپہ روانہ ہوئی اور ۵ ستمبر ۱۷۹۱ء (۱۶ محرم ۱۲۰۶ھ) کو گورم کنڈ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں کا قلعہ نہایت مستحکم اور بلند پہاڑی پر واقع تھا جب اوایل نومبر اوایل ربیع الاول میں لارڈ کورنوالس نے نزدیکی ورگ سے قلعہ شکن توپیں روانہ کیں تو کیپٹن ریڈ نے ان سے حملہ کر کے ۶ نومبر (۹ ربیع الاول) کو قلعہ کی بیرونی فصیل کو توڑ دیا اور اس کے بعد اس قلعہ پر قبضہ کر کے سرکار عالی کی افواج کے سپرد کر دیا۔ یفٹنٹ کرنل لسن ہٹری آف مدراس آرمی کے مولف کا بیان ہے کہ ۲۰ نومبر (۲۳ ربیع الاول) کو میپوسطان کے سرداروں نے اس قلعہ پر مکرر قبضہ کر لیا اور جس وقت انہوں نے قبضہ کیا ہے انگریزی امدادی فوج سرکار عالی کی فوج کے ساتھ نہیں تھی لیکن ہم کو اس انگریزی فوج کے غیاب کا یقین نہیں ہے اس واسطے کہ سرکار عالی کی فوج اور اس کی امدادی انگریزی فوج لازم و ملزوم تھیں کیپٹن ریڈ یا اس کی فوج کے خدمات اس دوران میں کہیں اور

نہ مدراس گورنمنٹ کی افواج انگریزی میجر جنرل میڈوز (گورنر مدراس) کے کمان میں والاباہ آیا وینچی تھیں کہ میپوسطان کے خلاف

جنگ میں خود حصہ لینے کے لئے اول کورنوالس کلاس سے مدراس آئے اور میجر جنرل میڈوز کو طلب کر کے ان سے فوج کا جائزہ حاصل

کر لیا جس کے بعد آئندہ فوجی پیش قدمی اور حملے اول کورنوالس ہی کی صوابدید پر مقرر رکھے گئے۔

طلب بھی نہیں کی گئی تھیں اگر ایسا ہوتا تو دلسن اس کے وجود خیر حاضری کو ضرور بتاتا یا وہ مقام بتاتا جہاں وہ یا اس کی فوج بھیجی یا متعین کی گئی تھی۔ محض عدم موجودگی بتا دینے سے یہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ اگر انگریزی فوج ہوتی تو اس قلعہ پرنسپل سلطان کا قبضہ نہ ہو سکتا بہر حال اس قلعہ پر ۲۵ دسمبر ۱۷۹۱ء (م ۲۸ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ) کو مکر قبضہ حاصل کر لیا گیا۔

ٹپو سلطان نے جب دیکھا کہ ان کے علاقہ میں چار طرف سے حملہ کیا جا رہا ہے تو مجبوراً ان کو دائرہ جنگ تنگ کرنا پڑا تاکہ اپنی مجموعی قوت کو ایک جگہ کر کے ہر مقابلہ کا جواب دیا جاسکے۔ چنانچہ وہ لڑتے لڑتے ہٹتے ہوئے اپنے دار السلطنت سررینگ پٹن پہنچ گئے اور اس کے اطراف کے ایک سو اٹھائیس ودمے اور تیرویں پر اپنی افواج کو تقسیم کر دیا جب ارل کورنوالس بڑھتے ہوئے سررینگ پٹن سے قریب پہنچے تو برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا اور سامان رسد کی کمی اور بدقت فراہمی سے فاقہ کشی کی توبت آرہی تھی اور حملہ میں تیزی کر کے لارڈ صاحب جنگ کو ختم کر نہیں سکتے تھے کہ مقابلہ بھاری تھا۔ اور ان کو اپنے ایک حلیف ہری پنت (سردار مرہٹہ فوج) کا انتظار تھا کیونکہ پیشوا کی فوج نہیں تھی۔ انگریزوں کی مدد پر آرہی تھی اور یہ خبر نہیں تھی کہ وہ کدھر ہے اور کب تک آسکے گی اس لئے کورنوالس نے اپنی فوج کو بنگلور واپس ہونے کا حکم دیدیا۔ انگریزی فوج کے بنگلور واپس ہونے کی اطلاع ملتے ہی نظام علی خان نے اپنی سابقہ فوج کی کمک کے لئے بیبر علی کو مزید فوج کے ساتھ بھیجا اور ان کے بعد ۷ صفر ۱۲۰۶ھ (م ۶ اکتوبر ۱۷۹۱ء) کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ کو بھی روانہ فرمایا جن کی رکاب میں اعظم الامرا اور دوسرے

امیر محی اپنی اپنی فوج کے ساتھ تھے وہ ۲۵ جنوری ۱۷۹۲ء (م ۳۰ جمادی الاول ۱۲۰۶ء) کو مقام
 ماگیری پر لارڈ کورنوالس سے ملے ختم بارش پر ارل کورنوالس کی فوج سرکار نظام کی سابقہ فوج
 کے ساتھ منگلور سے نکل کر آگے بڑھی اور ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۰۶ء (م ۵ فروری ۱۷۹۲ء) کو
 سریرنگ پٹن کے مقابل پہنچی۔ سرکار عالی کی فوج سریرنگ پٹن سے چار کوسوں ایک نالے کے کنارے
 اتری جہاں سے داہنی جانب موتی تالاب تقریباً دو میل تھا۔ ۱۱ جمادی الثانی کی شب میں
 ہی ٹیپو سلطان نے فوج طلایہ چھاپہ مارا لیکن انگریزی فوج کی بیداری و ہوشیاری سے کوئی
 زیادہ نقصان نہ پہنچا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۰۶ء (م ۶ فروری ۱۷۹۲ء) کو انگریزی فوج نے
 ٹیپو سلطان کے ددموں پر شجوں مارا ٹیپو سلطان نے قلعہ سریرنگ پٹن سے آٹھ ہزار گولے برسائے
 لیکن سب بے سود ثابت ہوئے۔ تمام تیروں اور ددموں پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔
 اب سریرنگ پٹن کے محاصرے کی تدبیریں ہونے لگیں فٹنٹ چامرس اور نامش کو
 جنہیں دوران جنگ میں اسیر کر لیا گیا تھا، ٹیپو سلطان نے ۸ فروری ۱۷۹۲ء (م ۱۲
 جمادی الثانی ۱۲۰۶ء) کو رہا کر کے ان کے ذریعے ایک خط موسومہ ارل کورنوالس روانہ کیا
 جس میں انہوں نے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی لیکن ان خط پر کوئی توجہ کرنے کے
 عوض یہ تصور کر لیا گیا کہ مصالحت کے حیلے میں ٹیپو سلطان اپنے حالات درست کرنے
 کے لئے وقت نکالنا چاہتے ہیں اور اسی لئے سریرنگ پٹن کے محاصرہ کے لئے پیش قدمی
 ہونے لگی۔ حالانکہ اسی تاریخ ٹیپو سلطان نے اپنی تمام تہذیبیں جو دریائے کاویری کے پار تھیں

خالی کر دی تھیں۔ اس کے بعد بھی تقریباً دو ہفتے جا نہیں سے مقابلے ہوتے رہے۔

۲۲ فروری (۲۸ جمادی الثانی) کو ٹیپو سلطان نے علاقہ بٹئی کی انگریزی فوج پر ایک پُر زور حملہ کیا جو شام تک برابر جاری رہا جس میں طرفین سے بہت سارے کام آئے اسی تاریخ پھر ٹیپو سلطان کی طرف سے مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور ابتدائی شرائط صلح تجویز کر کے ارل کورنوالس نے ان کے پاس روانہ کئے جس کے یہ پانچ شرائط تھے

(۱) ٹیپو سلطان کے مقبوضات کا نصف حصہ متحدین کے سپرد کر دیا جائے۔

(۲) تین کروڑ تیس لاکھ روپے متحدین کو دیئے جائیں جن میں سے ایک کروڑ ستر

لاکھ روپے فوراً ادا کر دیئے جائیں اور باقی مساوی اقساط میں جس میں سے ہر ایک چار چار مہینے سے زیادہ میعاد پر نہ پہنچے۔

(۳) ہر فرقہ صلح کی وہ رعایا جو حیدر علی خان کے زمانے سے دوسرے کے پاس

اسیر و مجبوس ہے رہا کر دیا جائے۔

(۴) تمام تکمیل و تعمیل شرائط مذکورہ ٹیپو سلطان کے دوڑ کے بطور ربح مال متحدین کے

پاس رہیں اور جب وہ متحدین کے پاس آجائیں تو جنگ موقوف ہوگی۔

(۵) جب ان شرائط مذکورہ کا اقرار نامہ ٹیپو سلطان کی ہرودت خط سے آجائے تو ایک

ایک نقل متحدین ملنے کے پاس سے تکمیل کر کے بھیج دیا جائیگی اور بعد موقوف جنگ ایک عہدہ اتحاد حسب تجویز فریقین تکمیل کیا جائے گا۔

اس عہد نامہ کے بموجب ٹیپو سلطان نے اپنے فرزندوں (عبدالحق و مغالدین) کو

انگریزی کمپ میں روانہ کیا جس کے بعد ادائی رقم نقد اور ممالک مفوض شدنی کے مجموعہ کی تفصیل میں پندرہ سولہ روز کا توقف ہوا۔ ممالک کے جمع کامل کے صحیح افراد تیار کرنا وقت طلب تھا اس لئے اس میں تاخیر کا امکان بھی تھا لیکن نقد رقم کی ادائی میں جو وقف ہوا اس کے خاص اسباب معلوم ہوتے ہیں پہلے تو یہ کہ عہد نامہ مذکور میں رقم ادائی جملہ تین کروڑ تیس لاکھ بتائی گئی اور تفصیل ادائی جو اسی کے ساتھ بتائی گئی ہے اس سے اس کی جملہ میزان صرف تین کروڑ آتی ہے۔ اور صاحب توڑک آصفیہ نے فوری ادائی کی رقم ایک کروڑ پچاس لاکھ بتائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس رقم کی ادائی میں جو کچھ سونا اور اشرفیاں شیو سلطان نے ادا کیں اس میں نرخ کا اضافہ کر کے مجموعی رستم دو کروڑ شمار کیا جس کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا یہ ممکن ہے کہ شیو سلطان نرخ میں اضافہ بتا کر زیادہ رقم کی ادائی کا ادعا کرتے ہوں لیکن عہد نامہ ابتدائی میں رقم کے لکھنے میں غالباً اس سبب سے تسامح ہو گیا ہے اسی وجہ سے طباعت میں بھی غلطی ہو گئی ہے جس کی اصلاح بعد میں نہ ہوئی اس کو ہم جامع عہد نامہ حیات کا تسامح اس وجہ سے تصور کرتے ہیں کہ خود ریاست میسور کی تاریخ نشان حیدری میں بھی اس رقم کی مقدار تین کروڑ بتائی گئی ہے اور اسی قدر رقم کے محاصل مقبوضات کے تفویض کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ مجموعہ عہد نامہ حیات جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۳۲

۲۔ توڑک آصفیہ صفحہ ۴۵۱

۳۔ نشان حیدری صفحہ ۳۶۵

بہر حال عہد نامہ ابتدائی کے بعد ۱۸ مارچ ۱۷۹۲ء (م ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ) کو مکمل
آخر تکمیل پایا جس کی رو سے بقیہ امور کا تصفیہ ہوا اور اسی کی رو سے ان مواضع کی
قرارداد ہوئی جنکو ٹیپو سلطان نے اپنے قبضہ سے علیحدہ کر کے متحدین کے سپرد کیا تھا اور
ہر ایک فریق اتحاد کے حصہ میں اس کے حدود کے متعلقہ مواضع آئے چنانچہ نظام علیخان
کے حصہ میں کڑپہ، تار پتری، تار مری، بلاری وغیرہ آئے جن کا مجموعی حاصل تیرہ لاکھ سولہ
ہزار چھ سو چھپٹھ گکوڑا سالانہ تھا۔

اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سکندر جاہ ۲ شعبان ۱۲۰۶ھ (م ۲۶ مارچ ۱۷۹۲ء)
کو سربرنگ پٹن سے واپس ہوئے اور اسی روز ارل کورنوالس بھی لوٹے راستہ میں کچھ
دور ہمراہ رہے سکندر جاہ نے ارل صاحب تذکروں و دیگر نگریز عہدہ داران کی دعوت
بھی کی۔ اس دوران میں یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان پانگل میں مرض استسقا سے علیل
ہو گئے جس کی وجہ سے حضور حیدر آباد واپس ہوئے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی سکندر جاہ
و اعظم الامر منازل جلد جلد طے کرتے ہوئے بندگان عالی کے پہنچنے کے دوسرے ہی روز
۱۲ رمضان ۱۲۰۶ھ (م ۲ مئی ۱۷۹۲ء) کو حیدر آباد پہنچے اور فتح کی نذریں پیش کیں۔

جنگ کھڑلہ

کھڑلہ کی جنگ کے اسباب | تقریباً دس سال سے نظام علی خان نے پیشوا کو چوتھ اور سرحدی لیسکھی کی رقم ادا نہیں کی تھی پیشوا نے اس کی ادائیگی کی نسبت توجہ دلانے کی غرض سے ۱۷۹۱ء (م ۱۲۰۶ھ) میں گویندر اوکا لے اور گویندر اوٹنگلے کو کالتہ بھیجا نظام علی خان نے اس مطالبے کے جواب میں اپنے چوتیس مطالبات مرہٹہ ریاست پر قائم کر دیئے جن میں اُن رقوم کی بابت بھی مطالبے تھے جو مرہٹوں نے ناجائز طور پر نظام علی خان کے علاقے سے حاصل کر لی تھیں۔ اور ان کے علاوہ اُن علاقوں کا حاصل بھی تھا جن پر وہ بلا استحقاق قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہیں مطالبات میں اُن نقصانات کا معاوضہ بھی تھا جو اُن کے زیر اثر تہذیبیوں کے حلوں سے نظام علی خان کے مقبوضات میں پہنچے تھے۔ ان مطالبات کے جواب میں مانافرنولیس نے اٹھائیس جوابیل کے تحت اپنے مطالبات کو جو ثابت کیا جن میں سے بعض کو نظام علی خان نے تسلیم کیا اور بعض کو رد کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ جنگ میسور کے اختتام کے بعد ہی تصفیہ معاملہ کے لئے کسی شخص کو مقرر کر دیں گے اور غالباً اس موقع پر ان کا خیال تھا کہ وہ اس کے تصفیہ کے لئے انگریزوں کو ثالث بنائیں گے۔

مرہٹوں کے مقابلہ میں انگریزوں کا نظام کی مدد انکار | ارل کورنوالس نے میسور کی جنگ کے بعد ہی

نظام علیخان اور پشواؤ وغیرہ کے ساتھ ایک معاہدہ بنام ٹریٹی آف گارنٹی (عہد نامہ کفالت) تجویز کر کے اپنی اعلیٰ گورنمنٹ میں پیش کیا جس کی رو سے بوقت ضرورت ہر ایک فریق کی مدد دوسرے کو لازم آتی۔ اس موقع پر گورنمنٹ ڈف کہتا ہے کہ کسی جنگ میں جو آئندہ کبھی کسی ریاست سے ہو فوجی امداد کے لئے انگریزی کمپنی سے معاہدہ کرنے کے لئے نظام علی خان نے کوشش کی لیکن ہم ڈف کے اس بیان سے اس وجہ سے متفق نہیں ہیں کہ ۱۸۱۸ء (۱۲۱۸ھ) کے معاہدہ کی چھٹی شرط کی رو سے انگریزی کمپنی کے لئے جنگ کے وقت نظام علی خان کی فوجی مدد کرنا لازم تھا کیونکہ اس کی تنسیخ یا تبدیل کسی عہد نامہ مابعد سے نہیں ہوئی تھی۔

نظام علی خان کے خلاف راجہ سندھیالی | جب مرہٹہ سرداروں کو یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی

انگریزی کمپنی کو ثالث بنانے یا ان سے تائید حاصل

کرنے والے ہیں تو ان میں سے راجہ سندھیہ نے بندگانعالی کے خلاف ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی شروع کی ٹیپو سلطان بہت خوشی سے اور بہت جلد ان کے ساتھ متفق ہو جائے لیکن اس وقت ان کی حالت نازک تھی ایک تو اس وجہ سے کہ حال ہی میں وہ اپنے اخراجات جنگ کو برداشت کرنے کے علاوہ صلح میں بھی ایک معقول رقم ادا کر کے بہت زیر بار ہو گئے تھے اور اپنے ملک کا نصف حصہ کھو چکے تھے اور دوسرے یہ کہ ابھی ان کے لڑکے (تعمیل عہد نامہ کے تحت انگریزی کمپنی کے حفظ و امان میں تھے) انگریزوں کے پاس سے واپس نہیں ہوئے تھے۔ ان وجوہ سے ٹیپو سلطان کو مرہٹوں کے ساتھ متفق ہونے میں نااہل تھا۔

فی

نظام علی خان کی مدد سے جب انگریزوں کو اس کا علم ہوا کہ مرہٹہ سردار ٹیپو سلطان سے ریشہ دار
 انگریزوں کے انکار کی وجہ سے کر رہے ہیں تو انہوں نے نظام علی خان سے کنارہ کشی کر لی جس سے
 یہ غرض تھی کہ دکن کے دیسی رؤسا میں سے ٹیپو سلطان کو کمزور ہو چکے تھے اب پیشوا اور
 نظام علی خان باقی رہے تھے اور دونوں میں باہمی مطالبات کی بناء پر یہ گمان تھا کہ کوئی
 جنگ ضرور ہوگی جس میں کسی ایک فریق کا دوسرے پر غالب آجانا اور فریق مغلوب کا کمزور
 ہو جانا اور ہر ایک فریق کا زیر بار ہونا متیقن تھا جس کے بعد کمزور فریق کی حمایت میں معقول
 طور پر جلب منفعت کی توقع تھی۔ آخر سر جان شور نے بحیثیت گورنر جنرل نظام علی خان اور
 پیشوا کے معاملات میں مداخلت کرنے سے صراحتاً انکار کر دیا۔ سر جان شور کے جواب
 صاف سے قبل ہی میر عالم کو نظام علی خان نے سفیر بنا کر پونہ روانہ کیا تھا تاکہ مناسب
 طریقے سے پیش پا افتادہ معاملہ کا تصفیہ کریں اور اس تصفیہ میں اپنے شناسائیوں اور
 ملاقات کو کام میں لاکر وہاں کے انگریزی رزٹرنٹ مسٹر مالٹ وغیرہ سے بھی تائید حاصل کر لیں
 لیکن شدنی یہ تھی کہ باہمی جنگ ہو جس کے لئے اسباب بھی ایسے ہی پیدا ہو رہے تھے
 جب سر جان شور کی طرف سے جواب صاف مل گیا تو مرہٹوں کو اپنے مطالبات میں استعید
 اور مبادرت کا موقع ملا چنانچہ ان کے وکلاء نے برسرور بار نظام علی خان سے تصفیہ
 مطالبات کا تقاضا کیا جس پر مدارالمہام وقت اسطو جاہ نے بری طرح تذکراسی کی
 اور وکلاء کو جنگ کا الٹی ٹیم دے دیا۔

اب فوج کی فراہمی کی ضرورت تھی انگریزی کمپنی نے اپنی تائید سے تو مدد کر لی تھی

اس لئے نظام علی خان نے اپنی فرانسیسی تعلیمی یافتہ فوج میں (جو ۱۸۶۷ء سے موہنی ریلوں کی کمان میں تھی) اضافہ کیا۔ یہ فوج جنگ ٹیپو سلطان کے زمانے سے پانچ ہزار سپاہیوں پر مہمہ عمدہ داران مشتمل تھی اب اس کی تعداد دس ہزار تک بڑھادی گئی۔ اور حسب بیان گلزار آصفیہ ارسطو جہاہ نے معقول رقم کے لالچ پر ہادیوچی سندھ صوبہ کو اپنے ساتھ متحد کر لیا۔ اس زمانہ میں شاہجہاں آباد میں مقیم تھے جب بندگانغالی کو یہ اطلاع ملی کہ ہادیوچی سندھ اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی خاطر ہندوستان سے دکن آرہے ہیں تو وہ بھی ۲۷ شعبان ۱۲۰۵ھ (م ۳۰ مارچ ۱۸۹۲ء) کو جنگ کے لئے حیدرآباد سے نکلے اور ۱۱ رمضان ۱۲۰۵ھ (م ۱۲ اپریل ۱۸۹۲ء) کو بیدر پہنچے۔ یہاں یہ اطلاع ملی کہ ہادیوچی سندھ صوبہ کا انتقال ہو گیا جس سے خود بندگانغالی کو اوران کے ساتھ ارسطو جہاہ کی بھی پیش پا افتادہ ہنرمندی کی نسبت فکر و تردد لاحق ہوا۔ ارسطو جہاہ نے ہادیوچی سندھ صوبہ کے گورنر دولت راؤ سندھ صوبہ کو اس کے باپ کی مراسلت کا اظہار کر کے اپنے ساتھ متحد کر لینا چاہا لیکن نانابھڑنویس کی تیزی اور چالاکی سے وہ ان کے ساتھ متفق نہ ہو سکا۔ آخر انہوں نے تمام لشکر کے ساتھ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ (م ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء) کو کلکتہ کی سمت دریائے مانجرا کے کنارے کنارے ٹہرے گئے۔ پیشوا پونہ سے جوئی ۱۸۹۵ء (م رجب ۱۲۰۹ھ) میں نکلے ان کے ساتھ جملہ فوج ایک لاکھ تیس ہزار تھی

گلزار آصفیہ صفحہ ۷۸۳

۱۸۹۵ء میں گلزار آصفیہ میں سے نکلنے کی تاریخ ۱۱ شعبان ۱۲۰۹ھ بتانا ہے جو قرین قیاس نہیں ہے

مختلف مرہٹہ سرداروں میں سے دولت راوند جیہ کی فوج کا بڑا حصہ باقاعدہ فوج پر مشتمل تھا۔ پٹاری قسطنطنیہ علیحدہ تھے جو صرف فنی مقابل کے مقصد پر چھاپے مارنے کے لئے معین کئے گئے تھے۔ مرہٹہ سردار جیدار سہ سے مالک جیہ سردار عالی کے حدود میں داخل ہونے لگے۔ اور ایک لاکھ دس ہزار سوار معہ ڈیڑھ سو ضرب توپ کے راست نظام علی خان کے مقابلے میں لڑ رہے۔

جنگ کی تفصیل | صاحب حقیقۃ العالم کا بیان ہے کہ ۲۵ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ (۱۸۹۴ء) میں ۱۷۹۴ء کو پٹاریوں کے سردار عالی کی فوج سے قریب آگئے اور اطراف میں لوٹ مار چادی۔ ۱۰ شعبان ۱۲۰۹ھ (۲ مارچ ۱۷۹۵ء) کو بنگالی کی فوج نے کوہ موہیری کے گھاٹ کو عبور کر کے پاشن گھاٹ کی لڑائی پھیلنے کو لیا۔ ۱۹ شعبان کو مرہٹہ فوج سے مقابلہ ہوا جس میں مرہٹہ سردار پرہرام بھاونجی ہوا۔ اور قریب تھا کہ مرہٹہ فوج کے قدم اکھڑ جاتے لیکن عین وقت پر تازہ کمک مرہٹہ فوج کو مل گئی اور نظام کی حکمت فوج کو کمک نہیں پہنچی جس سے سردار عالی کی اور فوج کو ہر شکستہ پانچویں کے بعد مغرب تک مقابلے ہوتے رہے۔ آخر میں مغرب نظام علی خان سے حرکت جنگ سے درخواست کر کے قلعہ کٹر میں ہوجو قریب ہی واقع تھا۔ اس کا گزرنے پر کسی گزشتہ

۱۷۹۴ء حقیقۃ العالم مقالہ صفحہ ۱۲۰ (۱۲۰۸) ... ۱۲۰۹ء ... ۱۲۰۹ء ... ۱۲۰۹ء

۱۷۹۴ء احمد نگر کے جنوب مشرق میں ۱۵ میل پر ایک موقع ہے جو مرہٹہ خاندان تبار کو کے طرف میں تھا اور

جنوب مشرق میں اس کا قلعہ واقع ہے جسے تبار کو کی کے خاندان میں سے کوئی نے بنوایا تھا۔

تفصیل جنگ اس طرح بتائی ہے کہ مشیو کی فوج کوہ موہری پر اتر آئی جس کے بعد ہری پنت کے فرزند بابر او نے نظام علی خان کی فوج پر اس وقت حملہ کیا جب کہ وہ گھاٹ سے اتر رہی تھی لیکن وہ نقصان اٹھا کر پسیا ہوا جس کی خوشی میں نظام علی خان نے اسی شب دوبار کیا اور فتح کی نذریں لیں۔ اس واقعہ کے دوسرے روز جب بند گانہ عالی کی افواج کھڑے سے پور بندہ کی طرف بٹھنے لگیں تو ان کی داہنی طرف سے مرہٹہ فوج نے حملہ کر دیا جس پر نظام علی خان نے اپنے ہاتھی کو روک لیا اور فوراً اسد علی خان کے رسا کیو ریموں کی باقاعدہ سترہ ہزار کی فوج کے ساتھ مرہٹہ افواج پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پورسرام بھاہ اس فوج کا مقابل ہوا۔ اس موقع پر مرہٹہ فوج کی ترتیب نقشہ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

نقشہ صفوف افواج مرہٹہ در جنگ کھڑلہ

سنہ ۱۷۹۵ء م

میں	قلب	میں
پورسرام بھاہ مشیو اسوانی بادھورا و لکھو		پورسرام بھاہ مشیو اسوانی بادھورا و لکھو
پورسرام بھاہ مشیو اسوانی بادھورا و لکھو		پورسرام بھاہ مشیو اسوانی بادھورا و لکھو
پورسرام بھاہ مشیو اسوانی بادھورا و لکھو		پورسرام بھاہ مشیو اسوانی بادھورا و لکھو
پورسرام بھاہ مشیو اسوانی بادھورا و لکھو		پورسرام بھاہ مشیو اسوانی بادھورا و لکھو

پہنچ گئی۔ اور خود لال خان نے پر سرام بھاؤ کو اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے نیچے کھینچ کر زخمی کر دیا۔
 لیکن قبل اس کے کہ اس کا کام تمام کرے بھاؤ کے ٹرکے نے آگے بڑھ کر لال خان
 پر وار کیا جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد بھی پٹھان جماعت سپانہ ہوی بلکہ
 آگے بڑھی گئی۔ اور اپنی زد و برد سے غنیم کی فوج میں ایک تھکے ڈال دیا اس پٹھان جماعت
 کی ملک پر الف خان نواب کرنول اور صلابت خان فرزند اسماعیل خان بنی تھے۔ مرہٹہ
 فوج بھاگنے لگی اور بار بار اوپھٹ کر یہ بھی بھاگنے ہی کو تھا کہ جو باجی نے اُسے برا بھلا کہہ کر
 روکا عین ایسے موقع میں جبکہ نظام علی خان کی فرانسیسی فوج موسیٰ ریموں کے تحت اپنی
 مقابل فوج سے ٹرنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی رگھو جی بھونسلہ نے بان چھوڑے اور
 ٹھیک اسی وقت مرہٹہ سردار موسیٰ پیروں نے سپینتیش ضرب توپ ایک دم داغ
 جس پر اسد علی خان کا رسالہ منہزم ہو کر ٹوٹا البتہ موسیٰ ریموں اپنی پیدل فوج کو لیکر مقابلے
 پر اڑا رہا اس عرصہ میں نظام علی خان کھڑلہ واپس ہو چکے تھے۔ شام تک موسیٰ ریموں اپنی
 فوج سے مقابلہ کرتا رہا آخر پاس ہی کی ندی کی گزرگاہ میں اپنی فوج کے ساتھ پڑا رہا لیکن
 کچھ دات گزرنے کے بعد جب مرہٹہ فوج طلایہ کا ادھر گزرا تو اس نے صرف ریح شبہ
 کے لئے بندوقیں فیریں جس پر موسیٰ ریموں کی فوج نے ترقیبی سے بندوقیں چھوڑیں
 جس سے خود اسی فوج میں ایک جو اس باغشکی پیدا ہو گئی بندوقوں کی ٹاپر توڑ آواز نظام
 کے پڑاؤ تک پہنچی تو خیال ہوا کہ مرہٹہ فوج رات میں بڑھی ہوئی ہے اس لئے یہ کھانچا
 اپنے مقام سے اٹھ کر قلعہ کھڑلہ میں قیام گزیرے ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو مرہٹوں نے دیکھا کہ

میدان میں توپ اور بتدوق اور سامان وغیرہ ایسا ہی پڑا ہوا ہے جیسا کہ کسی فوج کی ہزیمت میں ہوا کرتا ہے اور جاسوسوں کے ذریعے یہ پرچا لگا کہ خود نظام علی خان بھی قلعہ کٹر لہ میں مقیم ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پاس یہ مشکل تمام فوج کا دسواں حصہ باقی رہا ہے۔ معاً مرہٹہ فوج قلعہ کے قریب تک بڑھ آئی اور گولندازی شروع کر دی جو دور و زنگ جاری رہی آخر نظام علی خان کو صلح کی سلسلہ جنیبانی کرنی پڑی۔

کٹر لہ کی جنگ میں نظام علی خان کی شکست کا سبب | صاحب گلزار آصفیہ اس شکست کی توجیہ یہ بیان کرتا ہے کہ اسطو جاہ کی مخالفت و عداوت میں بعض سرکار عالی کے حکام عہدہ داروں نے تھوڑی سی رقم کے لالچ پر مرہٹہ سرداروں سے ساخت باخت کر لی جس سے نظام علی خان کو کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کی تائید و تصدیق اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو اسطو جاہ اور نانا پٹرنولیس کے مابین ہوا جب کہ اسطو جاہ تحت صلح نامہ مرہٹوں کے پاس کی حیثیت سے اس کے پاس پہنچے تھے چنانچہ سب سے پہلے نانا فروری نے ان کو مخاطب ہو کر کہا کہ

بہن صاحب۔ ہمارے سات لاکھ روپیوں نے جو کام کیا ہے آپ کے ایک کپڑے سے نہیں کیا۔

اس جملہ سے صاحب ظاہر ہے کہ بہادری و جوش و فہم کو فراموش کرنے میں اسطو جاہ نے ایک لمحہ کے لیے غور نہیں کیا تھا اور اسی لالچ یا اثر کے تحت وہ اپنے ہم قوموں کے خلاف

نظام علی خان کے ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے ہندوستان سے وکن آئے تھے اور برخلاف اس کے مانا پٹنویس نے صرف ساتھ لاکھ روپے کے صرفہ سے عہدہ دارا سرکار عالی کو اپنا کر لیا تھا جن کی نمک حرامی سے اس جنگ میں نظام علی خان کو ناکامی ہوئی۔

صلح نامہ کٹرہ کے شرائط | محاصرے کے تیسرے روز صلح کی سلسلہ جنیبانی ہوئی اور کشن رائے بٹال پیڈت پردھان کے وکیل کی حیثیت سے شرائط صلح لیکر آیا جو حسب ذیل تھے۔

(۱) نظام علی خان اپنے مدار المہام ارسلو جاہ کو مرہٹوں کے حوالے کر دیں۔

(۲) وہ تمام حصہ ملک جو دریائے تاپتی سے لیکر جنوب میں پورندہ کے حدود تک ہے مرہٹوں کے تفویض کر دیں۔

(۳) قلعہ دولت آباد اور وہ علاقہ بھی جس پر سد اشو راؤ بھاؤ نے سلسلہ ۱۷۶۰ء عیسوی

(۴) میں قبضہ کیا تھا دے دیں

(۵) بقایا ہوتے اور اخراجات جنگ کی بابت جملہ تین کروڑ روپیہ ادا کریں۔

(۶) گنگرئی متصل علاقہ بھونسلا سے ساڑھے تین لاکھ محاصل کا علاقہ سپرد کر دیں

(۷) رگھوجی بھونسلا کو انیس لاکھ روپیہ ادا کریں جو نظام علی خان کے ذمہ واجب الادا تھا

(۸) ان تمام شرائط کی ایفاء کے بعد نظام علی خان حسب عملہ رآمد قدیم برابر کے محاصل

کے (باید حصہ مقررہ) وصول کرنے کے مقتدر رہیں گے۔

اس صلح نامہ کی تکمیل ۹ رمضان ۱۲۰۹ھ (۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء) کو ہوئی۔ ۱۲ رمضان ۱۲۰۹ھ

(۲۰ اپریل ۱۷۹۵ء) کو نظام علی خان و ہاسے ہلکڑہ شوال ۱۲۰۹ھ (۲۰ مارچ ۱۷۹۵ء) کو حیدر آباد

انگریزی فوج کی طرہ سرفی

انگریزوں سے نظام کی بنیاد کی بنا پر | نظام علی خان کھڑک کی جنگ میں انگریزوں کے انکار انت
سے ناراض ہو گئے تھے ان کی ناراضی بجا اس واسطے تھی کہ کمپنی سے اب تک جتنے
معاہدے ہوئے تھے اس میں یہ شرط ضروری تھی کہ وہ فوجی مددیں گے چنانچہ ۱۸۱۸ء میں
کے عہد نامہ میں بعض شرائط سرکارانہ شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا
کہ ایک دستہ فوجی نظام کی صحیح و واجب معاملات کے تصفیے کے لئے حسب ضرورت
مستعد و آمادہ رہے گی اور جس سال نظام کو ضرورت نہ ہو تو اس سال صرف تین سوار
سرحد ہندویں اور ایک مصطفیٰ نگار کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور پیشکش دیں گی۔ لارڈ کورنوالس
نے ۱۸۱۹ء میں تبصرہ عہد نامہ مذکور لکھا ہے اس میں بھی اس عہد نامہ کی توثیق
کئی جگہ کی گئی ہے ۱۸۱۹ء کے معاہدہ پانگل میں بھی اس کی کوئی صریح
توثیق نہیں ہے اور سرکارانہ شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبضہ و تصرف میں تھے پس
عہد نامہ کی یہ شرط انگریزی کمپنی کو چاہیے تھا کہ اگر اپنی طرف سے کسی فوجی مدد کا دینا مناسب
ہو تو اس کی توثیق کرے گا اور نظام کی ملازم انگریزی فوج ہی کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اور
ان کو اس کو بھی دینا چاہیے تھا تو اس عہد نامہ کے دفعہ سیوم کے اعتبار سے جو اوراق
گزشتہ میں (صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۵) درج ہے اس کو چاہیے تھا کہ مرٹھوں اور نظام کے درمیان

تخیل ہو کر بیچ بچاؤ کر دیتی لیکن یہ مداخلت ان کے جدید قرار وادہ اصول کے خلاف تھی اگر ان پر کاربند نہ ہوتی تو کمپنی کی بدنامی کا ایک سبب بن جاتی۔ اسی لئے کمپنی نے اس معاہدہ سے قطع نظر کر کے عدم مداخلت یا غیر جانب داری اختیار کر لی اور نظام علی خان کو جواب صاف دیدیا۔ اور جب بکھڑے کی جنگ میں ان کو شکست ہو گئی تو وہ کمپنی کے نقص عہد سے اور زیادہ پر دل ہو گئے اور انگریزی فوج کو برطرف کر کے اپنے پاس سے کمپنی کے علاقہ میں واپس چلے جانے کا حکم صادر فرمایا اور موسیٰ ریوں کے تحت فرانسیسی فوج میں اضافہ کی نسبت احکام دیئے۔ اور اس کی تنخواہ میں ریاست کا ایک مرکز ہی علاقہ (مید) بطور تہمد موسیٰ ریوں کو دیدیا گیا تھا جس کے لئے ایک زمانہ میں موسیٰ ریوں ہی بہت متوجہ تھا اس برطانی اور فرانسیسی فوج میں اضافہ کی اطلاع جب عہدہ داران کمپنی کو ملی تو ان کے رزٹنٹ ولیم کرمک پناہ کرک المتحاطب بہ شوکت جنگ نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست حیدر آباد میں قوت تک پکڑے۔ درعیہ مرسلمہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۷۹۵ء (م ۱۷ ارجاہی الخانی ۱۲۱۱ھ) میر عالم کو (جو انگریزی رزٹنٹ اور مدار المہام سرکار عالی کے نابین وکیل تھے) لکھا کہ یہ عجیب سے خانی تھیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ انگریزی اور فرانسیسی قوموں کے درمیان محض خیر خواہی کا مٹہ رئیسان و قوادع عموم خلایق کی بنا و بیزراع و اتفاق پھیلا ہوا ہے اس قوم کو اس طرح ترقی و اقامت دینا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس سے کوتاہیوں کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے اسی بناء سے میں اس فرانسیسی فوج کے

ایک حصہ کو سرکار عالی کی طرف سے کڑپا اور کم میں متعین کیا گیا تھا تاکہ اس فوج کے ذریعے ان
 خفاہین کا سدباب ہو سکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی پر دست درازی کریں
 چونکہ یہ تعلقے انگریزی کمپنی کے حدود سے متصل تھے اس لئے لارڈ کورنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ
 کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس کا اظہار ان کی یادداشت مورخہ ۱۸ جون ۱۸۹۵ء
 سے ہوتا ہے جو یہ ہے۔

”یہ کارروائی ناجائز نہیں بھی تو شبہ انگیز ضرور ہے موسیٰ ریموں کی فوج کو وہاں سے
 واپس بلا لینے کے لئے نظام کو مایل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔“
 یہی نہیں بلکہ کم میں ایک اور حصہ فوج روانہ کر کے سابقہ متعینہ فوج میں اضافہ کرنے
 کے لئے کمپنی سے پروانہ راہداری بھی طلب کیا گیا تاکہ نئی پہنچنے والی فوج حدود کمپنی میں سے
 آسانی کے ساتھ مقام متعینہ پہنچ سکے جس کے جواب میں کئی وجوہ کی بنا پر انگریزی ریڈ
 نے اجراء پروانہ سے انکار کر دیا۔

جب انگریزی فوج کی بڑھتی کافرمان بغض تعمیل میر عالم کے پاس پہنچا تو انہوں نے
 جیتھیت وکیل اس حکم پر نظر ثانی کے لئے معروضہ کیا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں
 کے ساتھ سعی بلیغ اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی
 ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت و مولت قائم ہے اس حکم سے بندگان عالی کا رعب و
 ان کے دلوں سے اور ریاست کے دشمنوں سے اٹھ جائے گا اور مہمات و حادثات
 پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائے گا مگر راجہ شامراج بہادر جو اسطرح

غیاب میں امور دیوانی کے اجراء کے ذمہ دار تھے، نظام علی خان کے صلاح کار تھے اور اس فوج
 مامور رکھنے میں اسراف ظاہر کرتے تھے کہ وہ فوج اپنی ضرورت کے وقت بھی اپنی مرضی کے تحت
 کام نہ آسکتی تھی چنانچہ حالیہ جنگ کھڑلہ میں اس سے کوئی کام نہ لیا جاسکا۔ آخر راجہ صاحب مذکور
 ہی کی صلاح کے موافق برطانی کے احکام بحال رہے اور انگریزی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا گیا
 نظام علی خان کے فرزند اکبر | انگریزی فوج کی برطانی کے بعد ایک غیر متوقع واقعہ پیش آیا
 عایبہ کا خسرو ج | یعنی صاحبزادہ اکبر عالیجاہ نے ۹ مئی ۱۲۰۹ھ (م ۲۴ جون ۱۷۹۵ء)
 کو شب عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا۔ اور ایک معقول فوج فراہم کر
 بید کی طرف نکل گئے اور وہاں پہنچ کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھ سداشیور ٹیڈی،
 غالب جنگ، سیف جنگ، بدیع الزماں خان، ناظم جنگ بھی شریک ہو گئے تھے۔

ان صاحبزادے صاحب کی تادیب کے لئے سدی عبداللہ خان جمعیت جوانان
 بار کے ساتھ متعین کئے گئے تھے جو اپنی فوج کے ساتھ صاحبزادے صاحب کے عقب میں
 قابو جو تھے۔ سداشیور ٹیڈی ایک روز بحالت غفلت اس سرکاری فوج پر ٹوٹ پڑا
 جس سے سرکاری فوج منتشر ہو گئی اور خود سدی عبداللہ خان بھی بری طرح زخمی ہوئے
 اور ان کے اہل و عیال کو سداشیور ٹیڈی نے اسیر کر لیا۔ اس کی اطلاع پر نظام علی خان نے
 بصلاح امتیاز الدولہ ممتاز الامر عالیجاہ کی والدہ تجشی بیگم صاحبہ کے ہر سے ایک نصیحت نامہ

نہ یہ نظام علی خان کے بڑے صاحبزادے ہیں احمد علی خان ان کا نام تجا یہ تجشی بیگم صاحبہ کے بیٹے ہیں۔ یہ تجشی بیگم
 بہت تھے۔ یہ جنگ کی صاحبزادی صاحبہ بیگم سے ان کا عہدہ جو جس حد تک وہ تھیں وہیں ان کا عہدہ ہے۔

لکھ بھیجا جس میں انہیں لکھا گیا تھا کہ بغاوت سے باز آ کر قدمبوسی کے لئے حاضر ہو جاؤ تو نزل اور برار کی جاگیر سے سرفراز کئے جاؤ گے۔

انگریزی فوج کی مراموری | اس خط کے مضمون سے مطلع ہو کر میر عالم نے معروضہ کیا کہ قبا کو جاگیر دنیا موجب خلل ہو گا جس سے ان کو رفتہ رفتہ قوت حاصل ہو جائیگی اور امر اور عا ان کی طرف مایل ہو جائیں گے اور زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے نکل جائیگی بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست سے باہر نہیں ہوئی ہوں گی ان کو واپس طلب فرمایا جائے جس پر ان افواج کو واپس طلب کرنے حکم ہوا جس کی تعمیل میں انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفیٰ انگر) میں بہاہ اگسٹ جمع ہو کر میجر رابرٹس کے تحت ۳۱ اگست ۱۹۵۰ء (م ۱۵ صفر ۱۳۷۰ھ) کو حیدر آباد پہنچی۔ اس موقع پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ برخاست فوج انگریزی کے معنی ہی تھے کہ نظام علی خان نے اس حکم سے اس معاہدہ کو منسوخ و کالعدم کر دیا جس کی بناء پر فوج انگریزی متعین و مامور تھی۔ اس کے بعد مکر اس کی جو تعیناتی ہوئی ہے وہ کسی جدید معاہدے کے بغیر ہوئی یہی صورت میں وہ فوج بلا کسی شرط کے بالکلہ سرکار نظام کے احکام کے تابع ہونی چاہیئے۔ نہ کہ معاہدہ منسوخ کے تابع۔

سرکاری فوج کا یہی فوج سے مقابلہ ہونا تھا | بہر حال یہ انگریزی فوج بھی مزید عالم کے زیر اثر غالیجاہ کے مقابلہ پر
سرکار نے فوج کی حفاظت میں آجانا | مامور ہوئی قبل ازین بینگان عالی نے سوسے ریوں کو اپنی فراموشی
فوج کے ساتھ اس غم پر جانے کا حکم دیدیا تھا اور پایگاہ سے بھی سردار الملک گھانسی میا

متعین کر دیا تھا۔ جب ساری سرکاری فوج بیدار کے قریب پہنچی تو باغی افواج نے مقابلہ کیا جس میں ان کو سخت ناکامی ہوئی اور باغی فوجیں مہزوم ہو کر بھاگ نکلیں۔ صاحبزادے کو جب یہ اطلاع ملی تو شب ہی میں اپنے تین چند عزیزوں کے ساتھ قلعہ بیدار سے نکل کر اورنگ آباد چلے گئے۔ اور راستہ ہی سے صاحبزادے نے پونہ سے استمداد کی لیکن مرہٹوں کے پاس سے جواب نفی پایا۔ جب مدد بھی نہ ملی اور فوج پر فوج مقابلہ پر جمع ہو گئی تو صاحبزادے صاحب خیردار ہوئے اور اپنے آپ کو سرکاری افواج کے حوالے کر دیا جنہیں معقول انتظام کے ساتھ واپس لانے لگے لیکن کہتے ہیں کہ بقاضائے غیرت راستہ میں زہر کھا گئے جس سے ہلاکت واقع ہو گئی۔ اس مہم کے بعد وسط ماہ شعبان ۱۲۱۰ھ (م اواخر ماہ فروری ۱۷۹۶ء) میں نظام خان ایک شب خلوت مبارک کی چاندنی پر آتش بازی کا تماشا ملاحظہ کر رہے تھے کہ قریباً آدھی رات کو مزاج بگڑا اور کچھ آنکار لقوہ اور فالج طہر ہوئے صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ حکیم حمایت اللہ خان نے کوئی دوائے تقویت بشمول گلاب نیار کی تھی جس کو بندگانہ عالی ان دونوں استعمال فرما رہے تھے حکیم الملک حکیم عبدالجلیل خان آمین شش گلاب والی دو اکو حنوی کی طبیعت کے خلاف تصور کرتے تھے لیکن ان کے عرض معروض پر بھی بندگانہ عالی نے اس دوا کے استعمال کو ترک نہ کیا جس کا اثر ان امراض کی تشکل میں طہر ہوا اس کے بعد علاج معالجہ ہوتا رہا لیکن سو پر پیڑ سے امراض میں کوئی خاطر خواہ افادہ نہ ہو سکا یہاں تک کہ ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں اسطو جاہ پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے وہ تمام حصہ ملک

واپس لائے جو کٹر لہ کی جنگ میں مرٹوں کے قبض و تصرف میں جا چکا تھا اس استر واد کی اصل وجہ پیشوا کی حکومت میں درمیانی مخالفتیں تھیں جس کو تفصیل سے معلوم کرنے کے بعد اس استر واد کے حقیقی اسباب واضح ہو سکیں گے اسی لئے ہم اس تفصیل کو ضروری سمجھتے ہیں اور باب مابعد میں علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

واپس لائے جو کٹر لہ کی جنگ میں مرٹوں کے قبض و تصرف میں جا چکا تھا اس استر واد کی اصل وجہ پیشوا کی حکومت میں درمیانی مخالفتیں تھیں جس کو تفصیل سے معلوم کرنے کے بعد اس استر واد کے حقیقی اسباب واضح ہو سکیں گے اسی لئے ہم اس تفصیل کو ضروری سمجھتے ہیں اور باب مابعد میں علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

پیشوا سے استر واد ملک

پیشوا سوائی مادھوراؤ کا انتقال ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ (م ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۵ء) کو پیشوا سوائی
 اور ان کی قائم مقامی کے جھگڑے | مادھوراؤ کا انتقال ہو گیا چونکہ وہ لا ولد فوت ہوئے تھے اس
 ان کی قائم مقامی کے لئے مرہٹہ سرداروں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اب مستحقین میں سوائی
 مادھوراؤ کے چچا رکھنا تھراؤ کے تین فرزند تھے سب سے بڑے باجی راؤ ان سے چھوٹے
 چمن باجی ایا اور سب سے چھوٹے امرت راؤ اور تینوں سیو میری کے قلعے میں نظر بند تھے
 انزباق روح سے قبل سوائی مادھوراؤ نے اپنی قائم مقامی کے لئے باجی راؤ کو نامزد
 کیا تھا لیکن کج باجی ہو کر اور نانا فرنوس ان کے خلاف تھے۔ نانا فرنوس یہ چاہتے تھے
 کہ ایک لڑکا متوفی پیشوا کی بیوہ کا متبنتی ہو اور وہی گدی پر بٹھایا جائے اور اس کے
 قابل حکمرانی ہونے تک خود آپ معاملات ریاست میں خیل رہیں صاحب کلزار ^{صفیہ}
 کا بیان ہے کہ جیسے ہی ارسطو جاہ کو سوائی مادھوراؤ کے انتقال کی خبر ملی انہوں نے
 دولت راؤ سندھ جیہ کو یہ لکھ بھیجا کہ نانا فرنوس امرت راؤ کو گدی نشین کرنا چاہتے ہیں
 جو مناسب نہیں ہے باجی راؤ ہم تمہیں کو پہنچ گئے ہیں اور اجراء امور ریاست کے اہل

اس لئے وہی گدی پر بیٹھنے کے قابل ہیں جس کے جواب میں سندھ نے بھی اس خیالی سے اتفاق ظاہر کیا۔

باجی راؤ کو جب نانافرنویس کے منصوبے کی خبر ہوئی تو انہوں نے بلو باتا تیسہ (مختار سندھ) کے ذریعے دولت رائے سندھ کو اس عہد و پیمایں کے ساتھ فراہم کیا کہ اپنی گدی نشینی کے لئے اُن کی فوجی تائید میں جو کچھ اخراجات ہوں وہ بھی ادا کریں گے اور اس کے علاوہ چار لاکھ محل کا علاقہ بھی سندھ کو دیں گے اس معاہدے کی اطلاع نانافرنویس کو ہوئی تو اس نے اپنی تائید پر سرام بھاؤ کو تانگاؤں سے بلوایا۔ لیکن اس کے آئینکے بعد میا حشہ میں یہی طے پایا کہ باجی راؤ کو گدی نشینی کے حیلے طلب کر کے اپنے عہدہ دار کی نگرانی میں رکھ لیا جائے چنانچہ سرام باجی راؤ کو قلعہ سیویری لایا صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ ان کی گدی نشینی کے لئے ایک تاریخ مقرر ہوئی اور یہ قرار پایا کہ اس تاریخ کو پہلے ایک خاص مندر میں جائیں جہاں پوچا و قشقہ سے فارغ ہو کر گدی پر بٹھیں اور جس وقت وہ دیوان بٹھیں تو ان کو وہاں سے بالا بالا پانچ ہزار عربوں کی حفاظت میں پھر حلیہ خیر بچا دیا جائے جہاں وہ نظر بند رہیں تاریخ مقررہ تک پر سرام نے باجی راؤ کو ہٹا کر لیا اور اُن سے اپنے لئے مختاری ریاست کا عہدہ لیکر نانافرنویس کے اس منصوبے کو تیار کر دیا اور تجویز یہ بتائی کہ تاریخ مقررہ کو ناساڑی مزاج کا عذر کر کے ٹال دیا جائے جسے تاریخ مقررہ اسی غیر واقعی عذر پر ٹال دی گئی تو نانافرنویس کو کچھ شبہ ہو گیا۔

پیشہ کی قائم مقامی کے جھگڑے میں | اسی دوران میں ایک روز دولت راؤ سندھیہ سیر و شکار کے
 رستوجاہ کی حکمت عملی اور ان کی فحشی سلسلے میں ارستوجاہ کی قیام گاہ کے پاس سے گزرتے
 ہونے ان سے بھی آملے اور تقریب ملاقات یہ بتائی گئی کہ کسی نے ارستوجاہ کے گھوڑے
 ”ہدم“ کی تعریف ان سے کر دی جس کے دیکھنے بلکہ حاصل کرنے کا شوق ان کو ہو گیا جب
 ادھر سے گزرنے لگے تو اس گھوڑے کی خاطر وہ ارستوجاہ سے چلتے جنہوں نے بعد
 ملاقات اپنا گھوڑا معہ ساز و سامان ان کو دیدیا جب نانافرنویس کو یہ اطلاع ملی کہ
 راجہ سندھیہ ارستوجاہ سے آملے تو ان کو تردد ہوا اور وہ فوراً ان کے پاس چلے آئے
 اور دریافت کرنے لگے کہ کیا باتیں ہوں۔ آخر بڑے اصرار اور قسما قسمی کے بعد ارستوجاہ
 کناٹہ اتنا کہہ دیا کہ بہر حال آپ کی خیر نہیں ہے بے فکر نہ رہیں۔ اب نانافرنویس پریشان
 ہو گئے اور ارستوجاہ ہی سے صلاح چاہی انہوں نے یہ رائے دی کہ بہتر ہے کہ آپ
 کا کن چلے جائیں اور جانے جاتے اپنا سوال جواب پیش کر دیں اگر اس کا تصفیہ
 مراد ہو جائے تو فہار و تہ اپنی تدبیر آپ کریں اور انگریزوں کو ہموار کر کے یہ دیکھتے رہیں کہ
 اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اس کو تسلیم کر کے نانافرنویس نے ارستوجاہ سے کہا کہ
 آپ بھی میرے شریک رہیں اور مجھ سے دور نہ رہیں اس کے بعد اسی شب نانافرنویس
 پورندھ چل دیئے اور وہاں سے وائی پورندھ جاتے ہوئے انہوں نے باجی راؤ سے
 یہ اقرار نامہ حاصل کر لیا کہ وہ ان کے ساتھ متحد و متفق رہیں گے مخالفت نہ کریں گے

اور جاتے جاتے ارطوجاہ کو جلد تراپنے پاس لانے کے لئے ایک مرہٹہ سردار کو دو سو روپے کے ساتھ چھوڑ دیا جس کی اطلاع ارطوجاہ کی طرف سے راجہ سندھیہ کو دی گئی تو وہ معاً اپنی فوج کے ساتھ ان کے پاس چلے آئے جب دولت رائے کی فوج کو آتا دیکھا تو نانا پھڑٹوئیس کے متعین کردہ سوار اور سپاہی ارطوجاہ کے پاس سے فرار ہو گئے۔

نانا پھڑٹوئیس وائی پہنچنے کے بعد بلو باتا تہ (مختار دولت رائے سندھیہ) نے پیرام بھاؤ کو فراہم کر کے تیار پانچ ۲۲ مئی ۱۹۶۶ء (م ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ) چنبا جی اپا کو گدی نشین کر دیا اور پیرام بھاؤ ان کی کا مختار وزیر بنا۔ اس نوبت پر باجی اور راجہ سندھیہ کو فراہم کرنے کے لئے ان کے ڈیرے گئے جہاں باتوں باتوں میں دیر ہو گئی وہیں ان کو یہ خبر ملی کہ چنبا جی اپا کو پیرام بھاؤ گدی نشین کرنے کے لئے ان کی قیام گاہ سے لے گیا جس کے بعد باجی رائے سندھیہ بھی کی حمایت میں رہنے کو پسند کیا اب سندھیہ نے اپنے اخراجات فوج پر پیرام سے طلب کئے اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ ارطوجاہ کو کھڑلہ کے صلح نامہ کے بموجب ادائی رقم کے لئے کہے گا۔ وہ رقم وہیں تو ان کے لئے تھی مگر اوپر دیکھا گیا لیکن ارطوجاہ نے اس کے مطالبہ پر ادائی رقم کا وعدہ اس شرط پر کیا کہ پہلے ان کو نظر بندی سے مخلصی ملے البتہ وہ ادائی رقم تک پونہ کی سکونت نہ چھوڑیں گے جس کی ان کو اجازت مل گئی اور وہ پونہ کے باہر گھانسی رام کو توال کے میدان میں جا بیٹھے اور جب انہوں نے نانا پھڑٹوئیس کے مقابلے میں پیرام بھاؤ کو ہار دینا دیکھا تو فوج کے فراہم کرنے کا ذکر کیا تو پیرام نے خوشی سے ان کو فراموشی فوج کی اجازت دینی چاہی پر انہوں نے وہیں پونہ کے ساتھ کاروں سے کچھ رقم قرض حاصل

ایک معقول فوج تیار کر لی اور فرید فوج کی ضرورت محسوس کر کے غالباً اسی زمانہ میں انہوں نے نظام علی خان کو معروضہ لکھا کہ سرکار عالی کی افواج جلد تر روانہ کی جائیں۔ چنانچہ بندگانہا نے فوراً عیسیٰ میاں اور سچان خان کو روانہ فرما دیا اور ان کے بعد فرانسیسی فوج کو موسیٰ بیرو اور موسیٰ ربیوں کے تحت بھیج دیا جن کے ساتھ راجہ راورنبھا اور سردار الملک گھانسی میاں اور اسد علی خان بھی تھے۔

اب پر سرام بھاؤ نے نانا پٹھرنویس کو اپنی خدمت پر رجوع ہونے کے حیلے سے پوچھ کر کہا لیکن نانا پٹھرنویس نے یہ کہہ دیا بھیجا کہ اپنے آنے سے قبل چند شرائط کی تکمیل منظور ہے جس کے لئے وہ (پر سرام) اپنے فرزند ہری نیت کو ان کے پاس روانہ کر دے جسے ہری نیت نانا پٹھرنویس کی طرف روانہ ہوا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ بڑی بھاری اور متعب فوج کے ساتھ آ رہا ہے تو ان کو سو وطن ہوا جس کی تائید باراؤ پٹھر کیہ کے خط سے بھی ہو جی جس میں اپنی آپ حفاظت کرنے کے متعلق اس نے لکھا تھا وہ وہاں سے معاکا نکل چلے گئے اور پرتاب گڑھ سے ہو کر ہار جا پھرنے لگے۔ بتو بات تہ ان کے تعاقب میں سندھ کی پیادہ پٹن کو مقرر کر رہا تھا لیکن پر سرام نے نانا پٹھرنویس کے خفیہ طرفداروں کے اثر میں اگر اس کو اس امر سے باز رکھا البتہ نانا پٹھرنویس کی جاگیر ات سندھ کو دیدیں اور ان کے مکانات اور دوسری جائیداد ضبط کر لی۔

اس کے بعد باجی راؤ کی طرف سے ایک مرہٹہ سلیڈار بالاجی کھڑنے ان کی



اعظم الامرا ارسطو جاه مشير الملک معین الدوله
سهراب جنگ غلام سید خان

گندی نشینی کے لئے نانا پٹھانوں سے رشتہ دوانی شروع کی اور ادھر نانا پٹھانوں بھی مرہٹہ سر داروں کو فراہم کرنے لگے جس میں ان کو کامیابی بھی ہو گئی چنانچہ بابا راؤ پٹھان کو امیر یا گیارہ پیشوا ہٹکاراؤ ہو لکرا ان کے موبیہ ہو گئے اور بلو باتا تہ کے ایک مخالف راہباجی ٹیل کے ذریعے انہوں نے دولت راؤ سندھپہ کو بھی اپنا موید بنالیا اور نظام علی خان کو اپنا طرفدار بنالینے کے لئے انہوں نے اسطوجاہ سے سلسلہ جنابی کی جس پر اس دور اندیش مدارالمہام نے کھڑلہ کی جنگ میں دیئے ہوئے ملک اور رقم کے استرداد کا مطالبہ کیا اور اس کے علاوہ اُن مزید اخراجات کا بھی مطالبہ کیا۔ جو اس نوبت پر نانا پٹھانوں کی طرف داری میں عاید ہوں جس پر نانا پٹھانوں نے ایک عہدہ مرتب اور اپنی دستخط سے تکمیل کر کے ہار سے اسطوجاہ کے پاس بھیج دیا۔ نانا پٹھانوں نے اس عہدہ موجودہ ایسے عہد نامہ کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے اس لئے انہوں نے اس میں ایک فقرہ یہ اضافہ کر دیا کہ ان شرائط پر سری منت باجی راؤ کے دستخط کر اوئے جائیں گے یہی عہد نامہ عہد نامہ ہار کے نام سے موسوم ہے جس کی نقل ضمیمہ (ج) میں درج ہے۔

۱۔ اس شخص کا نام سکھارام تھا جس کا تعلق کاگل خاندان سے تھا یہ اپنے ایک عزیز ایشونت راؤ کھانکے سے لڑکر شکست پایا اور کولاپور سے نکل کر برہم بھاؤ کا ملازم ہو گیا جس کے بعد نانا پٹھانوں کے پاس ایک سو سواری عہدہ داری پر مامور ہوا جب نانا پٹھانوں پونہ سے نکل گئے تو وہ سندھپہ کی فوج میں ملازم ہو گیا۔ اس کی لڑکی بہت خوبصورت تھی دولت راؤ اس لڑکی سے عہد کرنا چاہتا تھا اور غالباً اسی غرض سے اس نے اپنی فوج میں اس کو مامور کر لیا تھا۔

نانا پٹرنویس کے منصوبوں کی تکمیل | اس سازش و تیار کی اطلاع جب بلوبا کو ہوئی تو اس نے باجی راؤ کے اکثر خدایوں کو گرفتار کر لیا اور خود ان کی قیام گاہ کا بھی محاصرہ کر لیا اور اس خفیہ فوج کو بھی نکال دیا جو باجی راؤ نے نانا پٹرنویس کی بھیجی ہوئی رقم سے ہتیا کر لی تھی لیکن یہ برطرف شدہ فوج عالم پراگندگی میں وائی تک پہنچ گئی تھی کہ متباجی پٹر کے اس سے جا ملا اور اس کو پھر جمع کر لیا اور دوسرے سرداروں کے ساتھ یہ حصہ فوج بھی ملحق ہو گیا اس تمام فوج کی فنی احتیاج نانا پٹرنویس نے پوری کر دی اور اس کو ایسا کیا کہ سپاہی گھاٹ میں جمی رہے۔ اس طرح وہاں تقریباً دس ہزار فوج جمع کر لی گئی جس کے بعد باجی راؤ کی گدی نشینی کا اعلان کیا گیا۔

بلوبانے اس تمام کارروائی کو باجی راؤ ہی کی کارسبازی پر محمول کیا اور ان کو قید کر ہندوستان بھیج دینے کے لئے سکرام گھاٹکے (ریا جی ٹپیل) کو مامور کیا۔ باجی راؤ کو معلوم تھا کہ اس کی لڑکی پر دولت راؤ سندھیہ عاشق ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو فراہم کی ترکیب یہ نکالی کہ گھاٹکے کو اس امر پر راضی کر لیں کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی سندھیہ سے کر دے چند و خدوں کے تحت وہ راضی ہو گیا جس کی اطلاع باجی راؤ نے اپنی جہت سے کارگزاری کے اظہار کے ساتھ دولت راؤ سندھیہ کو کر دی اور سندھیہ کے فراہم ہونے تک ہندوستان جانے سے رکنے کے لئے خود آپ بیارہونے کا عند کر کے نیز اندی کے کنارے ہی ٹھہر رہے۔

جب راجہ سندھیہ بھی نانا پٹرنویس کے ہم خیالی ہو گئے اور سندھیہ پوری طرح مکمل ہو گیا تو ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء (۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ) کو سندھیہ نے بلوبا کو گرفتار کر لیا

اور ایک حصہ فوج جمعیت فوج نظام علی خان ناروینت چکر دیو کی رہبری میں پرہرام بھاؤ گورقٹا کرنے پر مامور ہوا جس کی سُن گن پا کر پرہرام بھاؤ چننا جی کو لیکر سیونیری بھاگا جہاں وہ گورقٹا کر لیا گیا صاحب گلزار آصفی نے اس کی گرفتاری میں نظام علی خاں کی فوج کی کارگزاری کی تفصیل یہ بتانی ہے کہ اسطو جہاں نے اس مقصد کے لئے اپنی فوج میں سے سُبجان خان میراں یا جنگ (عیسی میاں) و موہنی پیر و کومامور کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ رات کو پرہرام کے گھر کا محاصرہ کر کے اس کو گرفتار کر لیں لیکن وہ محاصرہ سے کچھ ہی قبل اپنے مکان سے نکل بھاگا اور پونہ سے دو کوس پر اپنے لڑکے کے لشکر میں پہنچ گیا جب یہ خبر ملی تو سُبجان خان اپنی فوج لیکر آدھی رات کے قریب اس لشکر پر حملہ کر دیا۔ لیکن پرہرام کو یہاں سے بھی نکل جانے کا موقع مل گیا اور جب یہ خبر ملی کہ وہ قلعہ حنیہ کی سمت گیا ہے تو سُبجان خان نے معاً اس کا تعاقب کیا آخر صبح صبح اس کو قلعہ حنیہ کے دروازے پر گرفتار کر لیا اور اسطو جہاں کے پاس پیش کر دیا جنہوں نے اس کو دولت راؤ سندھیہ کے حوالے کر دیا۔

عہد نامہ جہانگی تعمیل | نانا پٹھنویس ۲۵ نومبر ۱۹۹۶ء (م ۲۴ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ) کو جہاڑ پونہ واپس ہو کر اپنی خدمات پر مامورے اور باجی راؤ ۲۴ دسمبر ۱۹۹۶ء (م ۳ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ) کو گدھی نشین ہوئے۔ پرہرام بھاؤ کی جاگیر ات اور قلعہ احمد نگر سندھیہ کو دیدیا گیا اور رکھو جی بھو کے اقرا زمامہ کی تعمیل کر دی گئی لیکن عہد نامہ جہانگی تعمیل سے باجی راؤ نے انکار کر دیا جس پر

۱۔ گلزار آصفیہ صفحہ ۱۱۱

ارسطو جاہ گبرے اور بلا حصول خصمت ۱۳ جولائی ۱۷۹۷ء (۱۸ محرم ۱۲۱۲ھ) کو حیدر آباد کوٹے
 ارسطو جاہ پونہ سے نکل کر سیدائیکہ تک پہنچے تھے کہ نانا پٹرنویس نے اُن کی تالیف قلب کھیلنے میں
 معتمدین کو تحفہ تحایف کے ساتھ روانہ کیا اور معاہدے کے تصفیہ تک وہیں رُکے رہنے کی
 تاکید کی چنانچہ وہ ڈیڑھ مہینے تک وہیں ٹھہرے اور اس دوران میں نانا پٹرنویس نے حسب
 بیان کھارے بہ اختلاف جزوی باجی راؤ کو عہد نامہ مہاراجی تعمیل پر رضامند کر لیا۔ اور اس
 علاقہ کا سہ راج حصہ نظام علی خان کو واپس دیا گیا جو صلح نامہ کٹر لکھی رو سے پیشوا کو ملا تھا
 اور بیدر کے چوتھ میں سے سہ راج حصہ بھی نظام علی خان قرار پایا اور دو کروڑ نقد ادا شدنی
 رقم میں سے صرف پندرہ لاکھ منہا کر کے دستاویزات پر بقیہ کی بھرپائی کر دی گئی۔

نظام علیس رائے شمس وت مرہاس کے مولف کا خیال ہے کہ عہد نامہ مہاراجی
 تعمیل محض جنگی دھمکی کے تحت ہوئی ہے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت تمام مرہٹہ
 سردار اپنے مقام کو واپس ہو رہے تھے اور نظام علی خان کی فوج ارسطو جاہ کے تحت پونہ سے
 قریب ٹھہری ہوئی تھی اگر اس موقع پر مہاراجے عہد نامہ کی تعمیل سے انکار ہی کر دیا جاتا تو اس
 امر کا امکان تھا کہ ارسطو جاہ اعلان جنگ کر دیتے جن کا مقابلہ پیشوا کو تنہا کرنا پڑتا اور
 اُن کی فوج غالباً ان کے مقابلہ کے لئے کافی نہ ہو سکتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ نانا پٹرنویس نے جس وقت اس عہد نامہ کی تکمیل کی ہے وہ

کسی حیثیت سے اس کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے چنانچہ اس کا فقرہ (۱۲) اس کا شاہد ہے جس میں وہ یہ اقرار کر رہے ہیں کہ ان فقرات عہد نامہ پر سری منت بالا جی کے تکمیلی دستخط کرا دیں گے اور انہیں کی اس عدم قابلیت کا لحاظ کر کے غالباً اسطو جاہ نے اس عہد نامہ کے بعد ہی ۲ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ (م ۳۲ نومبر ۱۸۹۶ء) کو دولت راؤ سندھ سے ایک علیحدہ عہد نامہ طے کیا جو ضمیمہ (۵) میں درج ہے اور جس کا فقرہ (۲) یہ ہے۔

”بالا جی پنڈت نانا پٹھر نویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند بدین موجب از طرف مشارالیم عمل خواهد آمد احیاناً اگر وقتے در آن نظہور رسد اینجانب (سندھ) شریک صاحب (اسطو جاہ) گردیدہ بموجب قرار عمل کنانیدہ خواهد داد و از سرکار این جانب ہم بالا جی پنڈت پٹھر نویس قرار کردہ باشند بدین موجب از جانب نامبروہ عمل خواهد آمد احیاناً اگر وقتے در آن رود ہر صاحب شریک باماشدہ بموجب قرار از نامبروہ عمل کنانند ذمہ داران مراتب صاحب اند و درین از طرفین تفاوت نشود۔“

غالباً یہی معاہدہ نانا پٹھر نویس اور باجی راؤ کے منشاء کو زیادہ متاثر کرنے والا تھا اس واسطے کہ عہد نامہ ہائر کی تکمیل نظام علی خان کے حق میں نہیں ہو رہی تھی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ اسطو جاہ کو اسی فقرہ کے تحت سندھ سے مدد لینی پڑتی جس کا نتیجہ جنگ ہی ہو سکتا تھا اور ظاہر تھا کہ سندھ کی فوج تقریباً تمام ہندوستان میں بٹھرا اور آزمودہ تھی عجیب نہیں جو خود سندھ نے اس فقرہ کے نظر کرتے اور نانا پٹھر نویس نے اپنے تکمیل کردہ عہد نامہ کے پاس و لحاظ سے اس کی تکمیل کے لئے باجی راؤ کو مجبور کیا ہو۔

نظام علیس رائے شنس کے مولف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نامہ ہماڑ کی تعمیل جزا ہوئی لیکن صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ بموجب اقرار نانا پٹھرنویس نے ایک کروڑ روپیہ نقد اور تین کروڑ روپیہ کی دستاویز اور صوبہ بیدر کے چوتھ کی معافی کی سند اور گزشتہ محالات و قلعہ دولت آباد لیکر اور پونہ کے ساہوکاروں سے جو قرض ایک کروڑ روپیہ حاصل کیا تھا اس کی ادائیگی نانا پٹھرنویس کے ذمہ کر کے ارسطو جہ حیدر آباد واپس ہوئے۔

عہد نامہ ہماڑ میں ایک کروڑ روپیہ نقد ادا کرنے یا ارسطو جہ کے نوگی قرض کی ادائیگی کا بار اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر ہے یہ القبتہ ممکن ہے کہ تحت اخراجات جنگ بموجب فقرہ (۸) مندرجہ معاہدہ ہماڑ ان کو دس لاکھ روپے دئے گئے ہوں جس پر صاحب گلزار آصفیہ نے ایک صفر کا اضافہ کر دیا۔

بہر حال مرہٹوں کی اس خانہ جنگی میں نظام علی خان کا معقول فائدہ ہوا جو ان کے ہمیدہ و مدبر مدار المہام ارسطو جہ کی حسن سعی اور حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔

جنگ مسور

۱۷۹۹ء
۱۲۱۳ھ

اسباب جنگ | ٹیپو سلطان کے لڑکے جو ۱۷۹۲ء (م ۲۰۶ھ) کے صلحنامہ کے تحت بطور غلام
کمپنی کے زیر نگرانی تھے اوایل ۱۷۹۴ء (م ۲۰۸ھ) میں بہاغرازا واکرام واپس کر دئے گئے
اس کے بعد سے غالباً ٹیپو سلطان اپنی سلطنت کی وسعت کے خیال میں دور دور کے
منصوبے قائم کرنے لگے چنانچہ وہ اپنے قلعہ جات کی ترمیم و تعمیر کی طرف توجہ کرنے کے علاوہ
دورہ ویر کی خود مختار سلطنتوں سے مرسلت کرنے لگے ایران کے ایک شاہزادے ان کے
پاس آئے شاہ افغانستان سے کوئی مفاہمت ہوئی اور ایک سفیر کو خلیفۃ المسلمین سلطان
ترکی کے پاس روانہ کیا شاہ فرانس (نپولین اعظم) سے بھی ریشہ دوانی کی یہ اعمال اس قابل
تھیں تھے کہ وہ جماعت (یکمینی) ان کو صرف نظر کر جاتی جو جلب منفعت اور ملک گیری کی
خاطر اپنے وطن (انگلستان) چھوڑ ہندوستان میں قیمت آزمائی کے لئے آئی ہو۔ انگریزی کمپنی
کے عہدہ داروں نے اس کو نظر ثانی سے دیکھ کر قراریہ دیا کہ ٹیپو سلطان انگریزوں ہی کے خلاف
کسی جہاد کا رروائی کا ابروہ رکھتے ہیں اور اسی خیال سے ان کے منصوبوں کے دفع و

تیاریاں کرنے لگے۔

کمپنی کے کورٹ آف ڈائریکٹرز نے خاص اسی غرض سے لارڈ مارننگٹن (المعروف
مارکویس ویلزی) کو ہندوستان کا گورنر جنرل بنایا جنہوں نے مسایل ہندوستان پر غور کرتے ہوئے
مرٹوں کے مقابلے میں نظام علی خان کو کمک نہ دینے پر اپنے مراسلہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۷۹۸ء
موسومہ پریذیڈنٹ بورڈ آف کنٹرول میں باہن الفاظ اظہار خیال کیا ہے۔

”یہ کوئی دور اندیش نہ پالیسی نہیں ہے کہ نظام اور مرہٹے آپس میں ٹکر کر
کمزور ہو جائیں درآن حالیکہ ٹیپو سلطان آرام میں ہیں“

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے مطمح نظر صرف ٹیپو سلطان تھے گورنر جنرل موصوف نے
اس امر پر بھی توجہ کی کہ مرٹوں اور نظام علی خان کو معاہدوں کے ذریعے اپنے قابو میں لایا جائے
تاکہ وہ ٹیپو سلطان سے متفق ہو کر ان کی قوت میں اضافہ کرنے کا باعث نہ ہو جائیں۔

مارکویس ویلزی جینٹیل گورنر جنرل ۱۷۹۸ء (مکیم دی الحجہ ۱۲۱۲ھ) کو حکومت
پہنچے یہاں آنے کے تین ہی ہفتے بعد ان کو یہ اطلاع ملی کہ ٹیپو سلطان کے دو ایلچی فرانس پہنچے
جن کے ذریعے انہوں نے حکومت فرانس سے اتحاد قائم کرنے کی تحریک کی اور اسی سلسلہ
میں کچھ فرانسیسی عہدہ داروں کو بھی طلب کیا جس پر وہاں سے تقریباً دو سو سپاہی مع عہدہ دار
ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کئے گئے جو بنگلور کی بندرگاہ پر ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء (م ۱۲ ربیعہ ۱۲۱۲ھ) کو پہنچے۔

۱۷۹۸ء مارچ ۲۰ء کو مارکویس ویلزی مرتبہ آر۔ آر۔ پیرس جلد اول صفحہ ۱۵۰ ۱۷۹۸ء مارچ ۲۰ء کو

مورخہ ۲۰ مارچ ۱۷۹۸ء موسومہ کورٹ آف ڈائریکٹرز - ۱۷۹۸ء مئی ہٹری آف برٹش انڈیا جلد اول صفحہ ۱۷۹۸ء مارچ ۲۰ء



نظام علي خان آصف جاہ ثانی

انگریز مورخ اس فرانسسی فوج کے آنے کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان انگریزوں سے سابقہ جنگ کا انتقام لیکر اپنے کھوئے ہوئے علاقہ کو واپس حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ہم کو اس تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ سپاہیوں کی اس قلیل تعداد سے اس سوڈن کی گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ یا تو انگریز کی پنی کو نیچا دکھانے کے لئے صرف انہی دو سو سپاہیوں کی کمی تھی یا یہ کہ ٹیپو سلطان کو صرف انہیں دو سو سپاہیوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ یہ ضرور ہے کہ ٹیپو سلطان انگریزوں کے موافق نہیں تھے اور عجب نہیں کہ وہ یہ بھی چاہتے ہوں کہ نہ صرف اپنے مترفعہ حصہ ملک کو انگریزوں سے واپس حاصل کر لیں بلکہ ان کو ہندوستان سے بھی نکال باہر کریں لیکن اس نوبت پر ان کے ان اعمال پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ شاہ کابل و شاہ ایران سے جو مرہلت ہوئی تھی وہ مرہلہ ریاست کے مقابلے کے لئے تھی۔ شاہ ترکی سے جو مرہلت ہوئی اس کا امکان محض قومیت کے اعتبار سے تھا یا اس لئے کہ خلیفۃ المسلمین کے پاس سے اپنی شاہی کے لئے سند طلب کریں جس کے بعد سے وہ مستند طور پر اپنی ریاست کے خود بادشاہ کہلائے جاسکیں کیونکہ جو امور کہ خلیفین ٹیپو سلطان ان کو برائیت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ بطور خود بادشاہ یا سلطان کا لقب اختیار کر لیں۔ تھے شاہ فرانس سے جو مرہلت انہوں نے کی اس لئے ہو سکتی تھی کہ اپنی فوج کو زیاہ باقاعدہ بنانے اور اس کو یورپی اصول پر فوجی اور حربی تعلیم دلانے کے سامان ہتھیار کریں اور

۱۔ اس کی تعداد ٹیپو سلطان نے اپنے اطلاعی خط مورخہ ۳۰ اگست ۱۷۹۹ء کو جو مرہلت فرانس سے صرف ساٹھ سپاہی

بتائی ہے اور لارڈ مارنگٹن نے بشمول عہدہ داران دو سو بتائی ہے۔ مس ہٹری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۷۸ء صفحہ ۶۷

اس مخالف انگریز قوم سے اس قسم کی مدد حاصل کرنے میں سہولت اسی صورت میں تھی کہ اس قوم کو یہ بتائیں کہ وہ خود بھی انگریزی قوم کے افراد سے خوش نہیں ہیں۔ بہر حال ٹیپو سلطان کے ان اعمال کو انگریز کمپنی نے سخت ترین بدگمانی سے دیکھا اور یہ تصفیہ کر لیا کہ جتنا جلد ہو سکے اس منصوبوں پر پانی پھیر کر ان کی روز افزوں قوت کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا جائے۔ سب سے پہلے لارڈ صاحب نے مدر اس گورنمنٹ کی فوج کو سواحل ملبار کو رومنڈل پراثر آنے کے احکام دیئے اور اپنے اس خیال کی تائید و تکمیل میں جو بورڈ آف کنٹرول کے پریزیڈنٹ کے موسومہ خط میں ظاہر کیا تھا ٹیپو سلطان سے مقابلہ کرنے کی غرض سے نظام علی خان اور مرہٹہ ابجگان و پیشوا کے ساتھ ایک فرید معاہدہ کرنے کی کوشش کی تاکہ اس پیش پانہ ہم میں ہاں دے دیا۔ ریاستوں کی فوجی قوت کمپنی کے زیر اثر آجائے اور ان کے خود مختار اندہ اقتدارات کمپنی کی صواب دید پر منحصر ہو جائیں۔

مہندہ امدادی تکمیل | ۱۷۹۷ء (۱۲۱۱ھ) تک حمید آباد میں ولیم کرک پارٹرک پریزیڈنٹ تھے جب وہ کیپ آف گڈ ہوپ چلے گئے تو ان کے بھائی جیمس پلیمس کرک پارٹرک ان کے قائم مقام ہوئے۔ انہیں کے ذریعے نظام علی خان کے بھائی ایک مہندہ امدادی تکمیل پریزیڈنٹ ۱۷۹۷ء (۱۲۱۳ھ) میں راجہ اول سنگھ کو تکمیل پایا جس میں دہلی اور پنجاب انگریزی اندامی فوج کو ملازم رکھنے اور اس فرانسیسی فوج کو جو سرکار عالی میں ملازم تھی بہر طرف کر دینے کا معاہدہ ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ ان فرانسیسیوں کو جو اس فوج میں ملازم ہوں انگریز کمپنی کے حوالے کر دیا جائے اور آئندہ کوئی یورپین بلا اطلاع کمپنی مامور و ملازم نہ کیا جائے۔ تصفیہ کر لیا اور اس کا

بیان ہے کہ اس فرانسیسی فوج کی برطانی کے لئے نظام علی خان اور ان کے وزیر اسطوجاہ کو راعب کرنے میں بڑی قوتیں اٹھانی پڑیں لہٰذا یہ بیان خلاف واقعہ نہیں ہے اس واسطے کہ نظام علی خان کے تختیل کے تحت اسطوجاہ کا مسلک یہ تھا کہ فرانسیسیوں سے خطرے کی صورت میں انگریزی افواج سے مدد لیں اور انگریزی افواج سے خطرے کی صورت میں فرانسیسی فوج سے اور اس فوج کو برطرف کر دینے کی صورت میں اس فائدہ کے حاصل کرنے کا موقع باقی نہیں رہتا بلکہ صرف انگریزی فوج کی رضا جوئی میں رہنا پڑتا جیسا کہ بعد میں فی الحقیقت ہوا لیکن اس وقت نظام علی خان کے مرض فاج میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ریاست کے اندرونی حالات اور ان کی قائم مقامی کی کشمکشوں میں (جس کا ذکر آگے آئے گا) اسطوجاہ اس عہد نامہ کی تکمیل پر مجبور ہوئے اور نظام علی خان سے تکمیلی دستخط حاصل کر لی۔ یہ وہی عہد نامہ ہے جس کی رو سے ریاست اصفیہ تمام خارجی معاملات میں انگریزی کمپنی کے زیرِ اگلی اور ایک حد تک اپنی حتمی خود مختاری کھو بیٹھی اور چونکہ یہ خاص اہمیت رکھتا ہے اس کا ترجمہ ہم ضمیمہ ہفتم میں درج کرتے ہیں۔

عہد نامہ کی تکمیل کی نوبت پر سکندر جاہ کی کمپنی کو دیش تھیں ان کا اجمالی ذکر مارکویس ویلزلی نے لکھتے ہوئے نشان (۱۷۸۴ء) میں سو مکہ پتان جے کے کرک پائٹرک میں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسطوجاہ یہ بخوبی جانتے تھے کہ اس عہد نامہ کے شرائط زیادہ تر کمپنی کے مفید مطلب تھے۔

۱۷۸۴ء

۱۷۸۴ء میں آف دی مارکویس ویلزلی مرتبہ ایم مارشل

۱۷۸۴ء میں آف دی مارکویس ویلزلی مرتبہ ایم مارشل

اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ چند ایسے امور بھی طے کر لئے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں وہ امور یہ ہیں :-

- (۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے۔
 - (۲) ریاست آصفیہ کے اندرونی انتظامات و رفع مناقشات کے لئے انگریزی افواج متعینہ ریاست سے مدد ملا کرے۔
 - (۳) حیدر آباد اور پونہ کی ریاستوں میں جو اختلافات واقع ہیں یا آئندہ ہوں ان کے ارفع میں انگریزی کمپنی حصہ لے اور مدد دے۔
- ان میں سے مابعد الذکر دو امور ایسے تھے جن کے متعلق انگریزی کمپنی نے قبل ازیں جواب دیدیا تھا کہ اس کو ریاست کے ان امور سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے وہ ان امور میں نظام کی کوئی مدد نہیں کر سکتی جس پر اسطو جاہ کو ضروری معلوم ہوا کہ ان پر دو مسائل کے متعلق بھی انگریزی کمپنی سے کوئی سمجھوتہ کر لیں۔ اور امر مقدم الذکر یعنی تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق تائید حاصل کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پائی گئی کہ نظام علی خان کی حکومت (از مرض فالج) کے دوران میں سکندر جاہ نے جلد بازی کر کے امور ریاست میں بیجا مداخلت کی تھی جو نظام علی خان کو ناگوار گذری اسی بنا پر خود بدولت نے ان پر نگہبانی قائم کر دی تھی سکندر جاہ کی جلد بازی کا سبب یہی ہو سکتا ہے کہ نظام علی خان نے تصفیہ کیا تھا کہ اپنے مالک محروسہ کو تین حصوں تقسیم کر کے ہر ایک حصہ اپنے فرزندوں میں دے سکندر جاہ

فریدیوں جاہ اور جہاں دار جاہ کے نامزد کرویں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے متعلق سندیں بھی تیار کروئی گئی تھیں لیکن امیر یانیکہ اور راجہ شامراج نے اس خیال کے تحت کہ فسریدیوں جاہ نظام علی خان کے قائم مقام ہوں ان اسناد کو بروئے کار آنے سے روک رکھا۔

فریدیوں جاہ ایک حد تک انگریزوں کے مخالف تھے جب اسطو جاہ پونہ سے واپس آکر خدمت مدار المہامی کا جائزہ حاصل کر چکے تو انہوں نے دیکھا کہ نظام علی خان کے وہ صاحبزادے اسکندر جاہ جن کے عقید میں وہ اپنی پوتی کو دینا چاہتے تھے اس طرح محروم کئے گئے ہیں تو ان کو اپنی آئندہ توقعات کے منقطع ہو جانے کا یقین ہو گیا اس لئے انہوں نے اسکندر جاہ سے غیہ طور پر مفاہمت کر کے پہلے نظام علی خان سے یہ منظوری حاصل کر لی کہ سرکاری کاغذات پر اسکندر جاہ دستخط کیا کریں کیونکہ فاج کا اثر سیدھی جانب پر ہونے کے باعث نظام علی خان اس قابل نہیں رہے تھے کہ سرکاری کاغذات پر کچھ لکھ سکیں یا دستخط کر سکیں اس حکم کے حصول کے ساتھ ساتھ اسطو جاہ نے ان کی تخت نشینی کے لئے انگریزی کمپنی سے تائید حاصل کرنیکی تجویز کی۔ اور اسی تجویز کے تحت ماہِ ابھرت عہد نامہ کی تکمیل کے وقت اس مسئلہ کو بھی پیش کر دیا۔ کپتان جے اے کرک پیٹریک کی اطلاع دی پر مارکویس ویلنری نے ان کو مراسلہ نشانہ (۳۷) میں یہ لکھا کہ :-

”میرا مہتمم ارادہ ہے کہ اسکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کی جائے لیکن میں نے اس کو اعظم الامرا سے فی الحال مخفی رکھنے کی جو کم کو ہدایت کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اظہار

ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نظام علی خان سکندر جاہ کو تخت نشین کرنا نہیں چاہتے تھے اور ان کی تخت نشینی کی نسبت جو مفاہمت کہ اسطو جاہ اور انگریزی کمپنی کے مابین ہو رہی تھی وہ نظام علی خان کے بلا علم و اطلاع تھی۔

اسطو جاہ کے ان پیش کردہ امور میں سے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق کسی تحریری وثیقہ یا تصفیہ کے بغیر عہد نامہ تکمیل پا گیا اور میسور کی جنگ کے بعد ولینزی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد دینے کے لئے آٹھ شرائط پیش کر کے جے اے کوک پیٹرک کو لکھا کہ ”اگر سکندر جاہ ان شرائط سے ناراض ہوں تو تم اسطو جاہ اور میر عالم مل کر نظام کے کسی اور لڑکے کو انہیں شرائط کے ساتھ تخت پر بٹھانے کے لئے آمادہ کرو۔“

یہ شرائط سکندر جاہ نے بلا علم و اطلاع نظام علی خان تسلیم کر لئے۔

فریسی فوج کی برطانیہ معاہدہ مذکور کی تکمیل کے ڈیرہ جہینہ بعد تک بھی فریسیسی عہدہ داروں کی برطانیہ عمل میں نہیں آئی جب انگریزی رزیڈنٹ نے اپنی سابقہ فوج میں اضافہ کے لئے خرید انگریزی فوج طلب کر لی تو نظام علی خان کو یہ دھمکی دی کہ اگر فریسیسی عہدہ داروں کے برطرف کرتے ہیں اب بھی کوئی پس و پیش ہو تو وہ خود اپنی فوج کو حکم دینگے کہ

۱۔ ”سپاچس آف ولینزی مرتبہ آئیم مارٹن جلد اول صفحہ ۱۳۵ مراسلہ نشان (۲۱) مورخہ ۱۹ نومبر ۱۷۹۹ء

۲۔ ”ورثت قل لائی دی نظام صفحہ ۲۱۹

فرانسیسی فوج کی چھاؤنی پر حملہ کر دے اور اس کے ساتھ اپنی انگریزی فوج کو اس چھاؤنی سے قریب تر جا ٹھہرنے کا حکم بھی دیدیا جس کے بعد ننگا تعالیٰ نے فرانسیسی عہدہ داروں کو برطانیہ کے اہالیان کمپنی کے سپرد کر دیتے کا حکم دیا ہے، اے، کرک پیٹرک حکم برطانیہ کے حصول کیلئے جس وقت نظام علی خان کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کے مددگار مسٹر مالکم اور ڈاکٹر لوی بھی تھے حضور نے احکام برطانیہ کے ساتھ رزٹنٹ کو ایک ایک جہیزہ سرپیچ اور کٹھی مروا دی سے اور ایک ایک جوڑ دست بند اور بھیند سے سرفراز کیا اور ان کے ہاتھوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک جہیزہ اور سرپیچ عنایت ہوا۔

سرکار عالی کی فرانسیسی فوج میں صرف ایک سو چوبیس فرانسیسی عہدہ دار تھے جن کی برطانیہ کے بعد ان کے تحت کی فوج نئے عہدہ داروں کے سپرد کر دی گئی اس برطانیہ کے لئے جو اہتمام انگریزی کمپنی کے ذریعے ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ برطرف ہونے والے عہدہ دار اگر چاہتے تو اپنی ماتحت فوج کے ذریعے ریاست کی افواج پر حملہ کر دیتے بہر حال احکام برطانیہ کی تعمیل کی غرض سے کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو چالیس سپاہیوں کی فوج جو آٹھ سے حیدر آباد آئی جو یہاں کی سابقہ فوج (متعلقہ نکالا) سے ملحق ہو گئی۔ اس فوج کے حیدر آباد آجانے کے بعد ہی رزٹنٹ بہادر نے حملہ کی دھمکی دیکر فرانسیسی عہدہ داروں کی برطانیہ کے احکام حاصل کیے جس کے بعد اس فوج نے فرانسیسی فوج کی چھاؤنی کا محاصرہ کر لیا اور اس کے سپاہیوں کی دھمکی کر کے ان سے وعدہ کیا گیا

ان کی پوری پوری تنخواہیں (جو اد اطلب تھیں) ادا کر دی جائیں گی۔ اس توقع میں سپاہیوں نے فرانسیسی عہدہ داروں سے انحراف کر لیا جس کے بعد ان میں کا ہر ایک عہدہ دار ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گیا۔ اس طرح انگریزی فوج نے ان کو اپنی حراست میں لے لیا۔ کینی کے علاقہ میں روانہ کر دیا۔ عہد نامہ مذکور کی تکمیل و تعمیل کے دوران میں گورنر جنرل کو یہ اطلاع کہ شاہ فرانس (نپولین اعظم) نے مصر پر حملہ کر دیا ہے جس کے فتح ہو چکنے کی صورت میں اس کا ہندوستان پر حملہ آور ہو جانا قرین عقل بھی تھا اور آسان تر بھی اس لئے لارڈ مارٹن نے ادھر مدراس کی فوج کو حکم دیا کہ میسور کے حدود کی طرف بڑھے اور ادھر بڑھنے کی فوج کو احکام بھیجے کہ سر ہینرک کی طرف بڑھ آئے تاکہ مدراس کی انگریزی فوج کی کمک کر سکے اور ایک طرف سے سرکاری کی انگریزی افواج بھی طلب کی گئیں۔ عہد نامہ مذکورہ الصدر میں کوئی ایسی شرط صراحتہ موجود نہیں ہے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلے پر اس فوج کا کام لیا جائے گا یا سرکار نظام کی اور فوج سے مدد حاصل کی جائیگی اور اس مدد کے معاوضہ میں مال غنیمت یا حصہ ملک جو کچھ ہمدست ہو اس کی تقسیم باہمی کس تناسب سے ہوگی البتہ اس کے فقرہ تجم میں بالاجمال یہ مذکور ہے کہ ”یہ اندامی فوج ہر وقت اہم خدمات کے لئے آمادہ رہیگی مثلاً حفاظت ذات بندگانی یا ان کے وزراء اور قائم مقاموں کے لئے باغیوں کی اور ریاست میں فتنہ و فساد مچانے والوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے لیکن اس کو چھوٹے چھوٹے معمولی امور پر یا حصول محال کے لئے مثل فوج سبھی نامور نہ کیا جائے گا۔“

سابقہ جنگ میسور (۱۷۹۲ء) کے قبل ایک معاہدہ ۱۷۹۱ء (م ۱۲۰۲ھ) میں
 ہوا تھا جس میں فوجی امداد اور اس کے معاوضہ میں باہمی تقسیم کا ذکر ہے لیکن یہ یاد رہے کہ
 اس عہد نامہ میں تین فرقے (نظام علی خان پشیو اور انگریزی کمپنی) تھے اور اس کی دوسری شرط
 میں ہر سہ فرقے سے نقص معاہدہ کی وجہ سے ٹیپو سلطان پر فوج کشی کرنے کی قرارداد تھی۔ اس
 عہد نامہ کا اثر اس جنگ (۱۷۹۲ء) کی صلح کے ساتھ ہی باقی نہیں رہا کہ اس نوبت پر اس
 استفادہ کیا جاتا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ٹیپو سلطان کے کچھ اثرات ریاست
 میں قائم ہو گئے تھے کہ نظام علی خان کے بھانجے امتیاز الدولہ ممتاز الامرا کے ذریعے ٹیپو سلطان
 ریشہ دوانی کر رہے تھے اور ان کے ایک سفیر موسوم بہ مدینہ صاحب ان کی طرف سے حیدر
 آتے جاتے تھے اور غالباً یہاں کے امرا میں سے بعض ان کی حمایت میں بھی تھے اس لئے انگریز
 کمپنی کے عہدہ داروں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس عہد نامہ میں اس آئے والی جنگ میسور
 کا کوئی ذکر صراحتہ کیا جائے یا اس کے متعلق کوئی شرط مرقوم ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کا امکان
 کہ اس عہد نامہ سے سخت مخالفت کی جاتی۔ صرف فوجی اضافہ کی غرض ظاہر کر کے اور
 فرانسیسی عہدہ داروں کے بطرف کر دینے کی قرارداد پر عہد نامہ ۱۷۹۸ء (م ۱۲۱۳ھ) طے
 کیا گیا۔ ممکن ہے کہ اسطوجاہ سے ریزولوشن نے بالمشافہ میسور پر فوج کشی کی نسبت کوئی
 اقرار کیا ہو یا خفیہ طور پر کوئی اور معاہدہ ہوا ہو جس کا کوئی شایع شدہ داخلہ ہمارے حیطہ
 علم میں نہیں ہے۔

اس موقع پر طلبی فوج کے ساتھ اس فوج کی سپہ سالاری کی نسبت مارکوس ہلیری نے

رزٹنٹ کرک سپاٹرک کو لکھا۔

”کوشش کی جائے کہ اس ہم میں عظم الامرا (ارسطو جہ) افواج نظام کے سپہ سالار رہیں اور اگر کسی خاص وجہ سے وہ نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان افواج کے ہمراہ ہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جاسکے تو کسی اور شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے (خیال رہے کہ سپہ سالار ایسا شخص ہونا چاہیے جو معتبر اور امیر ہونے کے علاوہ غرض واحدیں پچھی رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدر آباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے۔“

اس سے ظاہر ہے کہ انگریزوں کو اپنی نائید کی نسبت ارسطو جہ پر پورا بھروسہ تھا لیکن اس کے ساتھ ولینزلی کو یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ نظام علی خان ان دنوں صحیح المزاج نہیں تھے لہذا ارسطو جہ کا ان کی قربت سے دور رہنا نہ خود ان کے مفاد کے مد نظر قرین عقل تھا اور نہ خود کمپنی کے مقاصد کے لحاظ سے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ اس فوج کے سپہ سالار ارسطو جہ نہ ہوں تو کوئی ایسا شخص ہو جو ان کا ہم خیال ہو اور ریاست کے امرا میں سے ہو۔ امیر یا گیارہویں انگریزی کمپنی کے طرفدار تھے اور نہ راجہ شامراج و ممتاز الامرا۔ ولینزلی کے جلد آخر سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چونکہ دربار میں ان صفات کا آدمی ملنا مشکل تھا جن کا انہوں نے

ذکر کیا ہے اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ متجانب ریاست کوئی انگریزی سردار ہی اس خدمت کے لئے نامزد کر دیا جائے لیکن اس کو پسند نہ کیا گیا آخر کار نظام علی خان کی منظوری سے اسطو^{حہ} نے میر عالم کو سپہ سالاری پر مامور کر دیا اور ان کے ہمراہ ہادی الدولہ بہرام جنگ ^{جنگ} سعید رنواز اور ابوتراب خان کو ہم پر جانے کا حکم ہوا۔ یہ فوج دریائے کرشنا کے کنارے پہنچ کر رک گئی اس کے متعلق ولینزی نے اپنے ایک مراسلہ کے ذریعے جے اے کرک پیٹرک کو یہ اطلاع دی کہ

”مجھے کپتان ولینزی کا ایک خط ملا جسے میں اس نے لکھا ہے کہ نظام ^{الہ} انشوری نے (چھ ہزار کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پراؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہو گئی ہے میر عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔“

اس سے پتا چلتا ہے کہ یا تو فوج کو ٹیپو سلطان پر حملہ کی غرض سے نکلنے کی اطلاع اس مقام پر ملی اس لئے اس نے ان کے مقابلہ سے انحراف کر دیا یا یہ کہ دریائے کرشنا کی تنگیابی کی وجہ سے اس نے اس کے پار ہونے سے انکار کر دیا بہر حال اس کو آمادہ کیا گیا اور یہ فوج جب دریائے کرشنا پار ہو چکی تو فروری ۱۷۹۹ء (م رمضان ۱۲۱۳ھ) میں کرنل آرتھر ولینزی کی فوج سے ملتی ہو گئی۔ اور میر عالم کی نگرانی فوج بے قاعدہ پر قائم رہی حملہ بایشی^م میں ان کے ہیکام یا مشورے کو کوئی دخل نہ رہا۔

وجہ تحت کیا اور اعلان جنگ | انگریزی افواج کی پیش قدمی کے بعد غالباً وجہ تحریک جنگ پیدا کرنے کے لئے مارکوئس ویلیزلی نے ٹیپو سلطان کو مطالبات ذیل میں متواتر چند خطوط لکھے۔

(۱) نووارد فرانسیزیوں کو انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جائے۔

(۲) انگریزی کمپنی کا کویل (رزٹنٹ) دارالریاست سریرنگ پٹن میں رکھا جائے

(۳) بنا و مقبوضہ (مثلاً کوڑیاں بندر منگلور وغیرہ) بغرض تجارت انگریزی کمپنی کے

تفویض کر دیئے جائیں۔

یہاں ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں کہ یہ مطالبات کس حد تک بجاتھے بہر حال ان کا جواب ٹیپو سلطان نے گورنر جنرل کے حربہ و خواہ نہ دیا اسی بنا پر میسور پر فوج کشی کا اعلان کر دیا گیا۔

حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان | صاحب نشان حیدری کے بیان کے موافق اس موقع پر ٹیپو سلطان کے ملک میں کچھ ایسی سازشیں ہو گئی تھیں کہ بعض ملازم عہدہ دار و امرا و پردہ خودان کے مخالف ہو گئے اور احکام کی عدم تعمیل اور مال منہول سے غنیمت کو اپنے حسبِ منتہا حاصل کرنے میں کامیابی کا موقع دیتے تھے چنانچہ ان کا دیوان میں صاف حق سپردِ حالہ اور قریبینِ خاندان وغیرہ اسی زمرہ میں تھے اور ٹیپو سلطان کو ان کے حقیقی خیرو خواہوں سے بظن کر کے ان سے دور کر رہے تھے تاکہ وہ ان کا ساتھ نہ دے سکیں۔

مدرسہ کی انگریزی فوج جب جنرل ہائیس کے تحت میسور کی طرف اپنی تیاریاں کر رہی تھیں

پورنیا کو ان کی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ جو اپنی فوج کو انگریزوں کی مدافعت سے باز رکھ کر اس کے آگے پیچھے لگا رہا تاکہ بیٹا ہر پوکہ قابو کی تلاش میں ہے اور اس کی فوج نے کسی مقام پر کہیں حملہ بھی کر دیا تو حملہ آوروں پر زبرد تو بیخ کر دی جس سے پھر اس کی فوج نے حملہ کا قصد ہی نہ کیا۔ جب ٹیپو سلطان کو انگریزی فوج کے بڑھے آنے کی اطلاع ملی تو وہ بذات خود چین ٹن تک آگئے لیکن عین اسی موقع پر انگریزی جنرل اپنا رخ پھیر کر دوسری سمت چل نکلا ٹیپو سلطان نے یہ خبر پا کر وہی رخ اختیار کیا آخر ٹرولی (عرف گلشن آباد) میں غنیم کو جالیا۔ اس مقابلہ میں قمر الدین خان نمک حرامی کر کے اپنی ہی فوج پر ٹوٹ پڑا جس سے ٹیپو سلطان کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اسی دوران میں یہ خبر ملی کہ کورگ کے راستہ سے بیٹی کی انگریزی فوج سر رینگ ٹن کی طرف آرہی ہے اس اطلاع کے ساتھ ہی ٹیپو سلطان کچھ فوج جنرل ہاریس کی مدافعت پر چھوڑ کر آپ کو رگ کی طرف متوجہ ہوئے جہاں ٹیپو سلطان کے بعض سرداروں نے میجر اسٹوارٹ کا مقابلہ کر کے اس کو راستہ سے ہٹا دیا جس کے بعد وہ کافی کوٹ کی طرف بھگ گیا اور ٹیپو سلطان سر رینگ ٹن کو لے اس اتنا ہیں جنرل ہاریس سر رینگ ٹن کے قریب آگئے تھے ایک سمت خود ان کی فوج تھی دوسری طرف سرکار نظام کی امدادی باقاعدہ انگریزی فوج اور بے قاعدہ ریاست کی فوج اور تیسری جانب بیٹی کی فوج ان ہر سہ افواج نے سر رینگ ٹن کا محاصرہ کر کے گولہ باری شروع کر دی ٹیپو سلطان کے بعض نمک حرام عہدہ داروں کی وجہ انگریزی افواج ایک شکستہ فضایل کی

۱۔ صاحب نشان حیدری نے ریاست حیدر آباد کی فوج کی تفصیل یہ بتائی ہے

۲۔ نشان حیدری صفحہ ۳۸۳

کرنل رابرٹ کے تحت چار ہزار سپاہ و دو ہزار سپاہ بنگالہ میر عالم کے تحت آٹھ ہزار سوار و خوش رائے کے تحت چھ ہزار جوان

راہ سے قطع میں درائیں اور دروازوں پر قبضہ کر لیا جس کے بعد ٹیپو سلطان بذات خود نکل آئے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے ۴ مئی ۱۷۹۹ء (۲۹ مئی ۱۲۱۳ھ) کو شہید ہو گئے۔ سر رینگ ٹپن انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

یہاں ہم یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ واقعات سے کوئی امر ایسا نہیں پایا جاتا جس سے یقین کیا جاسکے کہ انگریزی کمپنی یا ان کے حلیف نظام علی خان یا ان کے دیوان اسطو جاہ کا یہ خیال یا یہ منصوبہ تھا کہ ٹیپو سلطان کو شہید کر دیں اور اس کے بعد تمام ملک ٹیپو کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ خود ٹیپو سلطان کے ہمک حرام عہدہ دار یہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے سلطنت منزع ہو جائے اور وہ اس جنگ میں کام آجائیں چنانچہ قلعہ سر رینگ ٹپن پر قبضہ ہونے تک بھی ان کو صحیح خبریں نہیں پہنچانی جاتی رہیں اور مقابلے سے پہلو تہی کرتے رہے اور نہ اس عالم پریشانی میں ٹیپو سلطان کے صلاح کاروں نے کوئی صحیح مشورہ ان کو دیا جب محاصرہ کی صورت دیگر گوں ہوتی نظر آئی تو ٹیپو سلطان نے اپنے فریبیسی سروا موسیٰ اسپو کو طلب کر کے مشورہ کیا جس پر اس نے رے دی کہ شب میں ایک جھمبہ فوج کے ساتھ مع خزانہ قلعہ سے نکل کر چیتل درگ چلے جائیں اور قلعہ سر رینگ ٹپن کو (موسیٰ اسپو) کے سپرد کر دیں۔ یہ ممکن تھا کہ ٹیپو سلطان اس مشورے پر عمل کر کے قلعہ چیتل درگ میں پناہ گزین ہو جاتے یا ان شرائط کو (گو وہ کتنے ہی شدید کیوں نہ ہوں) قبول کر لیتے جو انگریزوں نے ان کی تحریکات صلح پر پیش کئے تھے لیکن انہوں نے نہ ان شرائط کو قبول کیا اور نہ موسیٰ اسپو کے مشورے پر کاربند ہوئے بلکہ پھر اپنے دیوان میر صادق اور پورنیا سے مشورہ کیا جنہوں نے اس

فرانسیسی سردار کی رائے کا تخیلہ اس طرح کیا کہ
 ”فرانسیسی اور انگریز دونوں ایک ہی سگ زرد برادر شغال حضرت
 یقین فرمالیں کہ جیسے ہی حضرت نے قلعہ ان کے سپرد کیا یہ انگریزوں
 کے تفویض کر دیں گے۔“

اس کے بعد بد الزماں نے اس پر اور مستر او کیا کہ
 ”قبلہ عالم! جیسے ہی حضرت کا معنوا تین و خزانہ و شہزادگان
 قلعہ چھوڑ کر باہر تشریف لیا نا معلوم ہو گا سب جانثاروں کی ہمتیں اٹھ
 جائیں گی اور شیرازہ جمعیت قائم نہ رہے گا۔“
 جس پٹیلو سلطان فتح غرمت کر کے خزانہ و جواہرات کے صندوق وغیرہ جیسے
 ویسے رکھا دیئے اور راضی برضائے مولیٰ ہو بیٹھے۔

تقسیم ملک میسور

ٹیبو سلطان کی شہادت کے بعد ملک میسور اور ٹیبو سلطان کی مال و دولت پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد اس کی تقسیم کا مسئلہ درپیش ہوا۔ اس نوبت پر فریقین معاہدہ صرف دو (نظام علی خان اور انگریزی کمپنی) تھے جن میں اس تمام ملک و مال کی تقسیم ہونی چاہیے تھی لیکن ویزلی یہ چاہتے تھے کہ اس کی تقسیم میں اپنی آئندہ صلاح فلاح کو پیش نظر رکھ کر اس کو اس قسم سے تقسیم کریں کہ نظام علی خان کا رقبہ حکومت بھی بہت زیادہ ہونے نہ پائے اور اس جنگ میں ٹیبو سلطان کے جس عہدہ دار (میر قمر الدین خان) نے انگریزوں کی طرفداری کی ہے اس کو بھی کوئی حصہ دیا جائے۔ اور مرہٹوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے اگرچہ وہ اس جنگ میں کوئی عملی حصہ نہیں لئے تھے جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ اس قوم کو بھی اس طرح اپنا ممنون احسان کر کے ہموار کر لیا جائے اور سابق راجہ میسور کی بیوہ کے لڑکے کو تخت سلطنت پر ٹھکان کر دیا جائے تاکہ ایک تو اس طرح نیا بنایا ہوا راجہ ان کا شریک و حلیف رہے اور دوسرے یہ کہ اس نئے راجہ کو متکلم کرنے کی صورت میں بیوہ رانی سے اس معاہدہ کی تعمیل میں مقبول جلب منفعت ہو جو انگریزی کمپنی نے ذریعہ ترمل راؤ (نایب رانی میسور) سے ۲۷ ستمبر ۱۸۲۷ء (۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ) کو بتمام بنجا اور کیا تھا۔ یہ سب امور ایسے تھے کہ لارڈ صاحب کو

فرد فریدیس کو طے کرتے تو اس کا امکان تھا کہ نظام علی خان یا ان کے دیوان اسطوجاہ کے دل میں سوچتی اور مخالفت پیدا ہو جاتی۔ اسی بنا پر انہوں نے تقسیم ملک و مال کے لئے ایک کمیٹی مرتب کی جس کے ارکان جنرل ہارمس، کرنل آر تھرویلزنی، ہنری ویلزی (لارڈ کوئی)، لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک، لفٹنٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملکم اور منرو مقرر ہوئے۔ اور ریاست اصفیہ کے حقوق کی حفاظت کی غرض سے اسطوجاہ سے یہ منظوری حاصل کر لی کہ لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک نمائندہ ریاست رہیں۔ اس کمیٹی کے مامور ہونے کے بعد مختلف اجلاس ہوئے جس میں تقسیم ملک و مال کے مسائل پیش ہوتے رہے اور جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً میر عالم اور جے اے کرک پیٹرک (رزڈنٹ) کے ذریعے اسطوجاہ و نظام علی خان کو ہوتی رہی۔

تقسیم میں ملک کے علاوہ مال غنیمت بھی تھا جس میں نقد و جواہر کے علاوہ اجناس و جانور بھی تھے۔ مسائل تقسیم پر اسطوجاہ نے متجانب نظام علی خان جو اختلاف کیا ہے ان کے خط و مومہ میر عالم سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے ضمیمہ و میں بحسنہ درج کیا ہے۔

تقسیم مال کی نسبت اسطوجاہ کو اطلاع دی گئی تھی کہ غنیمت میں صرف ایک لاکھ ہون کا مال سپاہ سرکار کے حصہ میں آتا ہے جس پر وہ تعجب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

۱۔ یہ مارکو ریس ویلزی کے دوسرے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ کوئی سے مخاطب ہوئے۔

۲۔ یہ مارکو ریس ویلزی کے سب سے چھوٹے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ کوئی سے مخاطب ہوئے۔

”گورنر جنرل بہادر نے تو یہ لکھا تھا کہ تو شک خانہ و آلات حرب و ضرب کے علاوہ کروہار و سپہ کا مال تھا جس میں بنگا کا عالی مساوی کے شریک ہیں اگر یہ کہا جائے کہ سرکار عالی کی جمعیت کم ہے اور کمپنی کی زیادہ اسی تناسب سے تقسیم ہوگی تو کہا جائے کہ اس صورت میں شرکت مساویانہ باقی نہیں رہیگی جس کی قرارداد ہوئی ہے اور اس کمپنی کی بنیادی ہوگی ہرگز اس حصہ کو قبول نہ کیا جائے اور اہل کمپنی یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا قاعدہ ہے کہ غنیمت سپاہیوں کا حق ہے تو ان سے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ٹیپو سلطان کے متعلقین و فرزند ان نصف ملک اور خزانہ کے طلبگار ہیں تو ان کو کیوں دیا جاتا ہے اس واسطے کہ قلعہ پوریش کے ذریعے فتح ہوا ہے اور فرانسیسیوں کے مثل وہ بھی اسیروں میں داخل ہیں انہیں صرف بقدر پرورش قوت لایموت دینا مناسب اور واجب ہے بقیہ حصہ مساوی ہو اور سرکار عالی اور کمپنی انگریزی اپنے اپنے حصہ میں مختار ہے چاہے اپنے سپاہیوں کو دے یا نہ دے۔“

ملک کی تقسیم میں پہلے یہ قرارداد ہوئی کہ اس کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک ٹیپو سلطان کے پسماندوں اور فرزندوں پر تقسیم ہوگا اور باقی دو شہزادے تقسیم کر لیں گے لیکن چونکہ کمپنی کے مطمح نظر یہ تھا کہ انگریزی کمپنی نظام علی خان، پیشوا اور ٹیپو سلطان کے وہ عہدہ دار جو اس جنگ میں انگریزی کمپنی کے طرفدار رہے ہوں اسے مستفید ہوں اور ان کے علاوہ ریاست میسور پر سابق راجہ کی اولاد سے کسی کو متنگن کر کے اس سے بھی تحت معاہدہ جلب منفعت کرے اس لئے وہ قرارداد کا عدم کر دی گئی

جب ان مسائل کو پیش کر کے اسطو جاہ کو یہ اطلاع دیکھی کہ اس طرح ملک تقسیم ہو جائے تو سات لاکھ ہون سالانہ محاصل کا علاقہ سرکار عالی کے حصہ میں آئے گا جس میں سے دو لاکھ ہون سالانہ کا علاقہ میونسپلطان کے سپہ سالار میر قمر الدین خان کی جاگیریں دیا جائے تو ان کے حصہ میں صرف پانچ لاکھ ہون کا علاقہ بچ رہے گا اس علم کے بعد اسطو جاہ میر عالم کو لکھا کہ

”حالیہ جنگ کے دوران میں میونسپلطان نے جب مصالحت کے لئے سلسلہ جنبا کی تھی تو ان کے پاس جنرل ہاریس نے یہ شرط پیش کی تھی کہ دو کروڑ روپیہ نقد اور نصف ملک دیدیا جائے اگر اسی پر صلح ہو جاتی تو یقیناً بندگان تعالیٰ اس میں سے نصف حصہ پاتے جب ان شرائط پر صلح نہیں ہوئی اور ملک حسب مراد بالکل فتح اور شہر کاؤ کے قبضہ میں آ گیا تو اس کی تقسیم میں جو کچھ سرکار کو ملے وہ اس حصہ سے زیادہ ہی ملنا چاہئے جو ان شرائط کے تحت مل سکتا تھا نہ کہ اس سے کم۔“

کمیٹی نے اسطو جاہ کی اس حجت پر کوئی لحاظ نہ کیا اور انہیں امور کے تحت تقسیم کی قرار داد کر لی جو ان کے پیش نظر تھے۔ اس کے بعد تفویض تعین مواضع کا مسئلہ تھا جس میں منجملہ دیگر مواضع کے اسطو جاہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ چیتل درگ نظام علی خان کے حصہ میں آئے لیکن مارکوئس ولینزی کو اس سے بھی اختلاف ہوا اور قرار یہ دیا کہ وہ کمپنی کے کسی ساختہ پروانہ شخص کے تابع رہے چنانچہ انہوں نے مراسلہ مورخہ ۵ جون ۱۸۹۹ء کے ذریعہ لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک (کرک کی تقسیم) کو لکھا کہ

”چیتیل درگ اور بید نور وغیرہ راجہ میسور کے قبضہ میں دیئے جائیں گے اور ملجا
 اس کے کہ اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر ہمارے
 زیر حکم رہیں گے لیکن میں اس امر متفق نہیں ہو سکتا کہ چیتیل درگ نظام کے قبضہ میں دیا جائے
 یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہو گا اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ ایسا خیال میرے عالم کا تو
 ان کے دل سے نکال دو۔“

چیتیل درگ کا قلعہ نہایت مستحکم اور شاندار تھا اور حدود ممالک سرکار عالی سے
 قریب ہونے کے باعث اسطو جاہ اس کو ممالک محروسہ میں داخل کرنا چاہتے تھے اگر وہ
 سرکار عالی کے تفویض کیا جاتا تو ممالک محروسہ اور نئے راجہ میسور کے حدود باہم مل جاتے
 جس کو انگریزی کمپنی مناسب تصور نہیں کرتی تھی اور سوائے اس کے کمپنی کا مقصد غالباً یہ
 بھی تھا کہ اس موقع پر اس معاہدہ سے بھی فائدہ اٹھایا جائے جو رانی میسور کے ساتھ ۱۸۱۷ء
 ۱۸۱۷ء کو نسبت تخت نشینی راجہ اس کے نایب کے ذریعے ہوا تھا اور جس کا آخری فقرہ یہ تھا۔
 ”نظام اور مرٹھوں کو اس حصہ ملک کے سوائے جو وراثتہ ان کے قبضے
 میں رہا ہو اور کوئی خطہ نہ دیا جائے۔“

اسی لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مزید قطعہ نظام علی خان کے قبضے و تصرف
 میں جائے اگر ایسا ہو جاتا تو کمپنی کو اس معاہدے کے تحت کسی مطالبہ کا قانونی حق

۱۔ ڈیپا جس آف ویلنزی مرتبہ آریم مارٹن جلد ۲ صفحہ ۲۵ ۲۔ میر عالم اس معاملہ میں صرف ایک سفیر کی حیثیت سے

باقی نہیں رہتا۔ ان امور متنازعہ چرچہ و نشاءِ اسطوجاہ میر عالم نے کمبختی تقسیم میں اور مستقیم الدولہ نے رزٹینٹ (جے اے کرک پیٹرک) سے استبداد کیا جس کی اطلاع پر مارکوئس ویلزی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۹۹۷ء لکھا کہ

”باوجود برٹش گورنمنٹ اور میر حسن سلوک کے میر عالم نے ہم دونوں (یعنی ویلزی اور کرک پیٹرک) کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے (جو انہوں نے عظیم الامرا کو سترنگاٹم سے لکھے ہیں) ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میر عالم کی اس روش کی سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں کہ وہ سترنگاٹم کی تقسیم غنیمت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم رہے ہیں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی عاقبت اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاریس کے حصہ کے مساوی کا مستحق قرار دیتے ہیں ان کے اس ناواہجی ادعا سے انحراف کئے جانے پر یہ بے چینی واقع ہوئی یہ طرز عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آئندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے۔“

اس سے یہ ظاہر ہے کہ لارڈ صاحب نے میر عالم کو ریاست میں اور خود رئیس کے پاس بدنام کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ مال غنیمت سے اپنے لئے کسی حصہ کے طلبگار جس کے نہ ملنے پر وہ یہ اعتراضات پیدا کر رہے ہیں۔ اسطوجاہ کا محولہ خط دیکھا جائے تو

۱۵ میر عالم جب ہم میسور پر روانہ ہوئے تو ان کی جگہ مستقیم الدولہ اسطوجاہ اور رزٹینٹ کے مابین کوئل مقرر ہوئے تھے

معلوم ہوگا کہ ان اعتراضات میں میرے عالم کی ذاتی رائے کو بہت کم دخل تھا جو کچھ انہوں نے عمل کیا صرف امتثال امر میں بموجب ہدایت کیا ہے۔

اس کے بعد اسی خط میں ویلزی نے نظام علیخان اور ارسطو جاہ کے اعمال پر بھی تنقیدی نظر ڈالی ہے اور اس میں ان فوائد و برکات کا ذکر کیا ہے جو نظام علی خان اور ان کی ریاست کو انگریزی اتحاد سے حاصل ہوئے تھے تاکہ ان سب کے اظہار کے ساتھ نظام علی خان با ان کے دیوان ارسطو جاہ تقسیم کے مسئلہ پر زیادہ گہری نظر ڈال کر کسی غلطی فہمی میں نہ پڑیں یا مخالف نہ ہو جائیں چنانچہ مارکویس ویلزی لکھتے ہیں۔

”نظام اور اعظم الامرا کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں اس سے زیادہ سبک اور خارج از عقل کوئی امر نہیں پاتا جو انہوں نے ہماری اور نظام کی فوج سے اس کی ہر دہی اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے نظام کی فوج کیا یہ اعتباراً تعداد اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کمینی کے مماثل نظام کا حصہ قرار دینے میں بڑی نا انصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطر خواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے موجب استغادہ سے محروم رہیگی۔ نظام کے رسالے کو (جو بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے انتظام کے قابل نہیں) چھوڑ کر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ انعام پائے اس سوائے اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ نظام کے رسالے کی بابت میرے عالم کے ساتھ ایک تصفیہ ہوا تھا آیا میرے عالم نے نظام کی پیدل فوج کو ان کے رقیب انعامی حصے سے محروم رکھا اور نظام کے ذاتی استعمال کے لئے اس کو محفوظ کر دیا یہ ایسا سوال ہے جس کے

دریافت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر بڑش گورنمنٹ کے اعمال کو دو مقبہ لگانا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے ہرٹمنس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچے گا میں اپنے اس خط کو نظام اور اعظم الامرا اور مستقیم الدولہ کے رویہ اور زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ بڑا افسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطلاعی میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور ریاست حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے تہایت خطرناک ہے۔ مستقیم الدولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میرے عالم کے قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے ان کے مربی اور قرابت دار کی (مطابقت انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جرات کا درپردہ باعث ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل اعظم الامراء سے مشورہ ہو چکا تھا یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارت کا اظہار کرو گے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دئے ہیں یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دی گئی ٹریش گورنمنٹ کے اعلیٰ القدر کے نظر کرتے بالکل اہل اور ضلوع ہے۔

سریرنگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو دفعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے ان بکمل اقتدارت میں ذرا بھی مداخلت نہ کریں گے جو انہوں نے فتح میسور میں اپنے فواید کی نسبت استعمال میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو ان کی شوخ کلامی پر جواب دہوں نے بڑش گورنمنٹ کی نسبت کی ہے بہت ہی طریقہ پر تندی سے

اور اگر فریختی کی ضرورت ہو تو ان کو ان کے نیشن (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی
 تم دیون کو اسی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انہوں
 نے اپنے لوگوں کو ایسی ناجائز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر
 عظیم الام کو ان فوائد و برکات سے آگاہ کرنا نامناسب نہ ہوگا جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ
 سال برٹش طاقت سے اتحاد کی بدولت حاصل کئے ہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام کو
 اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرانسیسی) کی بغاوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی
 ریاست کے مرکز میں اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی تھی۔ ان کے دشمن مرہٹوں کی خلیت
 انگریزی قوت سے روکی گئی جن سے ان کی قوت کی تباہی ہو جاتی۔ ان کا رہائش گاہ ملکن خیر
 ٹنمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی مزید صرفہ عاید کئے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور
 اس دشمن کے عوض ایک ایسی قوت (یعنی تیار راجہ مینیو) قائم کی گئی جو ان کے ساتھ متحد ہو
 اور جس سے ان کی ریاست کو باکظیفہ اطمینان ہے (اس کے علاوہ انہوں نے نظام) نے
 ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محال اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے
 جس نے برٹش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجا لائے ہیں۔ ان کے محال انہوں (نظام)
 نے ایک بہت حالت سے اپنے ملک میں اور بیرونِ نجات میں حقیقی قوت اور عزت اور
 نام حاصل کیا اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذمی و قوت مند بادشاہ کی سب
 برٹش طاقت کے ساتھ اتحاد کے نتیجے میں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے ملکی امور میں

لے معلوم یہ رہا ہے کہ انگریزی سے مستقیم اندر کوئی کوئی الونس یا پورہ متاثر تھا۔

حاصل کئے یہ بھی کوئی عاقبت اندیشی ہے کہ مال غنیمت پر نہ رہائی نس کی عدم دست رسی (جو ٹریش گورنمنٹ سے اس بنا پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جنہوں نے اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے باوجود اتحاد سے اتنے فوائد حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے، یہ خط اس وقت لکھا گیا ہے جب کہ کمپنی نے اپنے حسبِ مشا، تقسیم ملک و مال کر کے اسی کے تحت طے نامہ مورخہ ۲۲ جون ۱۷۹۹ء (م ۱۷ محرم ۱۲۱۲ھ) کی تکمیل کر لی جس کی رو سے (ان تمام منہائیوں کے بعد جن کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے) پانچ لاکھ سینتیس ہزار تین سو تیس گکوڈاپونے دو فہم کا علاقہ نظام علی خان کے حصہ میں آیا۔ اور اس علاقہ میں سے بھی دو تہ صحت حصہ نظام کو ملا جو پیشوا کے لئے رکھا گیا تھا اس لئے کہ انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تھا۔

تقسیم ملک و مال کی جو کمیٹی قائم ہوئی تھی اس کی درخواست کے بعد میر علم مدراس میں مدعو کئے گئے جہاں ۸ سبتمبر ۱۷۹۹ء (م ۹ سبتمبر ۱۲۱۲ھ) کو بڑا بھاری جشن فتح منایا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو کر ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۲ھ (م ۲ اکتوبر ۱۷۹۹ء) کو معہ افواج امدادی حیدرآباد پہنچے اس فوج کی چھاؤنی کے لئے بلدہ حیدرآباد کی شمالی سمت میں حسین سنگر کے پرے ایک مقام تجوڑ کیا گیا یہی مقام بعد سکندر جاہ اچھی طرح آباد ہو گیا تو انہیں کے نام پر اس کا نام سکندر آباد رکھا گیا اسی زمانہ میں سکندر جاہ کی شادی ارسلو جاہ کی پوتی جہاں پرور بیگم سے ہوا

بید رہوی۔ اس تقریب سے فراغت پانے کے بعد نظام علی خان انتظام ممالک مفتوحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور میر عالم کو اس کے بندوبست اور حصول عمل و خل کے لئے روانہ فرمایا۔ ان کے تحت ہمارا جہنڈ و لال وغیرہ بھی مامور کئے گئے۔

اسی تنظیم کے دوران میں نظام علی خان نے اس حصہ ملک کو اپنے صاحبزادہ سلیمان جاہ اور ارسطو جاہ کی جاگیر میں دیکر اس کی اطلاع لارڈ صاحب کو کر دی لیکن اسی زمانے میں انگریزی کمپنی کے منظر ایک ایسے طے نامہ کی تکمیل تھی جس کی رو سے سرکار نظام کی انگریزی امدادی فوج میں دوپٹن اور ایک رجمنٹ کا اضافہ کیا جائے اور اس کی تنخواہ میں حالیہ مفتوحہ ملک اور سابقہ حاصل کردہ علاقہ (جو ۱۷۹۲ء سے ۱۸۰۵ء کی جنگ تک میں بھجہ نظام آیا تھا) حاصل کر لیا جائے۔ اور جب اس تجویز کی بموجب انگریزی ریڈینٹ جے۔ اے۔ کرک پیٹرنک نے نظام علی خان سے طے نامہ امدادی بابتہ سنہ ۱۸۰۲ء سے جمادی الاول ۱۲۱۵ء (م ۱۲) ۱۸ کٹوبر سنہ ۱۸۰۸ء کو تکمیل کر لیا تو لارڈ صاحب نے ذریعہ مرا مورخہ ۲ نومبر سنہ ۱۸۰۸ء (م ۱۲) جمادی الثانی ۱۲۱۵ء لکھا۔

”چونکہ اس خط میں نہ فرازی جاگیر کی اطلاع دی گئی ہے اس سے حدود و مواضع و نام مقامات کا تعین نہیں ہوتا ہے اس لئے ان کی صراحت فرمائی جائے۔“ جس سے یہی پایا جاتا ہے کہ اس کے جواب میں جن جن مواضع کا نام لکھا جاتا ان کی نسبت یہی عذر کیا جاتا کہ وہ اس طے نامہ کی رو سے افواج امدادی کی تنخواہ میں دواماً تقویض کر دئے گئے ہیں

۱۔ اصل خط اور اس کی منسلکہ فرد کی نقل یہ ہے :- ”آچہ ملک تعلقات دہم شوہ سلطان بھجہ سرکار دوتا

اسی سنہ میں اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ محمد وفادار خان کا باغ انگریزی رزٹنٹ کی سکو
کے لئے مختص کر کے اس میں ایک محل تعمیر کرایا گیا جس کا صرفہ سرکار عالی پر عاید ہوا حسب
حقیقۃ العالم نے اس کا خرچ جملہ دولاکھ روپے بتایا ہے اب تک بھی اس کے ضروری
مصارف وغیرہ کی پابجائی تاحد علم حکومت سرکار عالی سے ہوتی ہے۔

میر عالم کی خدمت وکالت سے علیحدگی اور اس کے اس بندوبست اور عمل وخل کے اختتام پر
اسباب اور خدمت وکالت کا انضمام دیوانی میں مارکو میں ویلنری کے اس مراسلہ کا اثر ظاہر ہوا
جوانہوں نے رزٹنٹ کرک پیانٹرک کے نام لکھا تھا اور جس میں انہوں نے میر عالم کی نسبت
خیال ظاہر کیا تھا کہ ”وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے“ چنانچہ وہ نظر بند
کر دیئے گئے اور ان کی خدمت وکالت ارسطو جاہ نے اپنی خدمت دیوانی میں ضم کر دی
خدمت وکالت کے انضمام کے بعد سے رزٹنٹ اور مدارالمہام کے مابین
کوئی توسل قائم نہ رہا جو کچھ مراسلت یا حکم احکام ہوتے بالراست طے پاتے۔
عہد نامہ امدادی کی تکمیل سے قطع نظر بھی کرلیجائے تو سکندر جاہ کی تخت نشینی میں
لارڈ صاحب سے استمداد کی تحریک پہلی اور انضمام وکالت دوسری غلطی تھی جس سے
ارسطو جاہ نے ریاست کی خود مختاری کو کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا۔

(نشیہ شمسہ گزشتہ) تفصیل ذیل حمایت فرمودہ شد :-
فرزدار سعادت و اقبال نشان و قوت جہاں
خوار دولت و آصفیہ و مل مطلق ارسطو جاہ پاد
یک حصہ
لہ مراسلہ نشان ۱۲ موزع ۳۰ جون ۱۹۹۹ء
۱۱ تفصیل مطلوب ہو تو ملاحظہ ہو ”میر عالم“

انتقال نظام علی خان

نظام علی خان کا انتقال اور ان کا مدفن | میسور کی جنگ کے اختتام کے بعد انگریزی کمپنی کی توجہ مرہٹہ ریاستوں پر منعطف ہوئی اور اس کوشش میں رہی کہ ان کو بھی اپنے زیر اثر کر لے چنانچہ ۱۸۱۸ء (م ۱۲۱۸ھ) کے بعد سے ۱۸۳۳ء (م ۱۲۱۸ھ) تک وہ اسی تک و دو میں لگی رہی اور چونکہ حاکم محروسہ سرکار عالی کے حدود مرہٹہ ریاستوں کے حدود سے متصل تھے اس لئے مرہٹوں کے مقابل کی جنگ میں نظام علی خان کی امداد ضروری تھی اور اس کے علاوہ عہد نامہ جات کی رو سے بھی بصورت جنگ کمپنی کی مدد کرنا لازم تھا۔ لیکن اس وقت تک ان کے ایام حیات ختم ہو گئے اور انہوں نے سابقہ مرض (فالج) کے سلسلہ میں ۱۷ اربیع الثانی ۱۲۱۸ھ (م ۶ اگست ۱۸۳۳ء) کی صبح عالم جاودانی کی سیر فرمائی اور ریاست کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ اور مدار المہام اسطو جاہ کے ید قدرت میں چھوڑا۔

انہماق روح کے ساتھ ہی اسطو جاہ کی تحریک پر ریزیڈنٹ نے حضور ہی ڈیوڑھی پر اور ہر ایک صاحبزادے کے محل پر ایک ایک سرکردہ ولایتی معہ دو دو سو جوانان بار کے متعین کرویا جس سے تخت نشینی میں کوئی فتنہ و فساد ہونے لگتا پایا۔

نظام علی خان کی نعش صحن مکہ مسجد میں ان کی والدہ کی بائیں جانب سپرد خاک
 کی گئی۔ ان کے اور ان کے بعد کے انتقال کئے ہوئے رؤسا کی قبروں پر ایک معمولی
 سائبان تھا چند سال قبل ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان خلدی اللہ ملکہ نے
 ان تمام قبور پر ایک سنگ بہت عمارت تعمیر کروائی ہے جس کے دیکھنے سے گذشتہ
 بادشاہوں کی عظمت و وقار کا تصور ذہن میں آجاتا ہے قبر پریشا تجلی کے مشہور شاگرد
 شیر محمد خان ایمان کا یہ قطعہ کندہ کر کے لگایا گیا ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام خواند با وضو ہمہ اشخاص تحت
 زین مصرع عجیب دو تاج رانچوان مستوجب بہشت۔ با خلاص قلم
 از و ارج و اولاد نظام علی خان صاحب نگارستان آصفی نظام علی خان کے صرف چار محلات
 کا نام بتا کر یہ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بہت سی ازواج محققین صاحب گلزار آصفیہ
 و توزک آصفیہ و شجرہ آصفیہ نے ایک ایک فریاد بتایا ہے ان مورخین کے اعتبار سے
 جملہ سات محلات معلوم ہوتے ہیں لیکن ہماری تلاش میں فی الجملہ محلات دریافت ہوئے
 جن کے نام یہ ہیں۔

- (۱) زین النساء بیگم (۲) بخش بیگم (۳) تہنیت النساء بیگم (۴) عنایت النساء بیگم
- (۵) فضل النساء بیگم (۶) سلطان بیگم (۷) جانی بیگم (۸) کریم النساء خانم۔
- (۹) بہرور بانو بیگم بقول صاحب شجرہ آصفیہ زین النساء بیگم معروف بہ بان پوری بیگم کے
- بطین سے جہاندار جاہ تھے دوسری بیوی بخشی بیگم کے بطن سے میر احمد علی خان عالیجاہ

جو خروج کرنے کے بعد ۱۲۱۰ھ (م ۱۷۹۵ء) میں انتقال کر گئے تیسری بیوی تہنیت النساء بیگم سے
 دو صاحبزادے تولد ہوئے ایک میر اکبر علی خان سکندر جاہ دوسرے میر تیمور علی خان کجاہ
 چوتھی بیوی غایت النساء بیگم سے دو فرزند (میر سجان علی خان فریدول جاہ و میر حمید علی
 جنتیہ جاہ) دو لڑکیاں (بشیر النساء بیگم و ریاض النساء بیگم) ہوئے تھے بہرور با تو بیگم
 میرزا انور علی خان صاحبزادہ نور روشن آرا خانم کے بطن سے میر جہاندار علی خان کیوان جاہ
 ان کے علاوہ جو صاحبزادیاں تھیں ان کے متعلق یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ کس کس کے بطن سے
 تھے ان کے نام و حالات ذیل ہیں :-

۱۔ دیگر صاحبزادی امیر النساء بیگم (۲) جہاں آرا بیگم (۳) ساحدہ بیگم
 (۴) امیر النساء بیگم (۵) سلیمہ بانو بیگم (۶) نقشبندی بیگم (۷) قر النساء بیگم
 (۸) امیر کاظمی بیگم (۹) جنتیہ النساء بیگم (۱۰) فرحت النساء بیگم (۱۱) نور جہاں بیگم
 (۱۲) امیر النساء بیگم (۱۳) امیر النساء بیگم (۱۴) امیر النساء بیگم (۱۵) امیر النساء بیگم
 دو صاحبزادے جن کے نام امیر النساء بیگم سے ہوئے ہیں ان کے نام امیر النساء بیگم سے ہوئے ہیں
 عاراجہ جلد حیدر آباد کو پانچ تخت قرار دینے کے بعد اپنی رہائش کی خاطر نظام علیا
 کسی کی تعمیر ہوئی ہے یہ محلہ جو تخت نام میں چو محلہ کے نام سے مشہور ہے گلشن محل
 رہائش محل کے نام سے مشہور ہے یہ محلہ جو تخت نام میں چو محلہ کے نام سے مشہور ہے گلشن محل
 یا تو ان کے نام میں امیر النساء بیگم کے نام سے مشہور ہے یہ محلہ جو تخت نام میں چو محلہ کے نام سے مشہور ہے گلشن محل
 امیر النساء بیگم کے نام سے مشہور ہے یہ محلہ جو تخت نام میں چو محلہ کے نام سے مشہور ہے گلشن محل

نواز شمس محل نام کا بھی ایک محل تعمیر ہوا تھا جو نظام علی خان کے قدیم خانساں
 نواز شمس علی کے زیر اہتمام مکمل پایا اور اسی مناسبت سے اس کا نام نواز شمس محل
 رکھا گیا انہیں نواز شمس علی کے زیر نگرانی پادشاہی عاشر خانہ کی ترمیم بھی کئے گئے تھے
 روشن بنگلہ اور بیچ محلہ بھی نظام علی خان ہی کی تعمیرات کردہ عمارات ہیں یہ کہا جاتا ہے
 کہ یہ اس چوبینہ سے تعمیر ہوئے ہیں جو نزل کے ابراہیم باغ کی عمارتوں کو منہدم کر کے حیدر آباد دلایا گیا
 تھا۔ اس کے متعلق صاحب تذکرہ نزل کا بیان ہے کہ ابراہیم بیگ خان دھونسہ کے فرزند
 احتشام جنگ جب الہی پور پر مامور ہوئے تو انہوں نے اپنے لئے ایک مکان کی تیاری شروع
 کی اس شہر میں ایک مکان موسوم بہ شہر بنگلہ تھا جس کو آصف جاہ اول نے تعمیر کرایا تھا احتشام
 نے اس محل کو منہدم کر کے اس کے طبعہ اور چوبینہ سے اپنا محل تیار کیا جب یہ اطلاق
 نظام علی خان کو ہوئی تو وہ بہت غضب آلود ہوئے۔ اس طوجاہ نے ان کے رفع غضب
 کے لئے یہ صورت انتقام پیش کی کہ احتشام جنگ کے والد کی بنا کردہ عمارات جو ابراہیم
 میں واقع ہیں منہدم کر کے ان کا چوبینہ بدلہ طلب کر لیا جائے اور اس سے یہاں مکانات و
 محل تیار کرائے جائیں چنانچہ حسبہ احکام جاری ہوئے اور تعمیر ہوئی۔ روشن بنگلہ اور غنی
 غنی یا رخاں داروغہ عمارات کی زیر نگرانی تیار ہوئے تھے یہی پر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ
 بیچ محلہ بھی انہیں کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔

تمت دُور دوم

ضمیمه (ب)

عهدنامه ایت گیر ۱۱۹۸ هجری

اول اینکه تجویز طرفین آنچه مصلحت قرار یافت بعد قرار یافتن آن مصلحت نفع و نقصان ندیده آن مصلحت را به انجام باید رسانید و بعد شروع شدن آن مصلحت اگر در دل راؤنپندت پردهان آید که این مصلحت را دار مدار کرده فصل باید نمود و در خاطر حضرت بندگانعالی آید که این مصلحت را دار مدار نگرفته بانضمام باید رسانید لازم که نپندت پردهان بلا اندیشه متفق مشوره بندگانعالی بوده مصلحت مذکور را با انجام رسانند - علی بن القیاس مابین مصلحت در دل حضرت بندگانعالی آید که این مصلحت را دار مدار کرده فصل باید نمود و بدل راؤنپندت پردهان آید که دار مدار نگرفته این مصلحت بانضمام باید رسانید لازم که بندگانعالی بلا اندیشه متفق مشوره نپندت پردهان بوده مصلحت مذکور را با انجام باید رسانید و اگر بعضی طرفین آید که این مصلحت را دار مدار فصل باید کرد آن وقت مضایقه نیست مشوره طرفین هر چه قرار باید موافق آن دار مدار باید کرد -

دویم آنکه در خاطر بندگانعالی آید که فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت راؤنپندت پردهان آن مصلحت نیامد و بندگانعالی بجدتند که این مصلحت قرار می دهم باید کرد لازم که نپندت پردهان قبول نموده در مصلحت قرار داده بندگانعالی شریک باشند علی بن القیاس در خاطر راؤنپندت پردهان آنکه فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت بندگانعالی آن مصلحت نیامد راؤنپندت پردهان

بجہ نشندہ مصلحت کہ قرار می ہم باید کرد لازم کہ بندگان عالی قبول فرمودہ در مصلحت قرار داده
راؤپنڈت پردھان شریک باشند۔

سیوم آنکہ وقتے کہ باتفاق طرفین ہم کرناٹک قرار یافت آنچہ ملک و قلع و گدھی ہا و
کھڈنی مال و امتعہ وغیرہ بدست آید از انجملہ محالات پنجاہ و سہ لک و ہشتاد و سہ ہزار روپیہ
جمع کامل بابت عمل مادھوراؤ متوفی کہ پیشکش آن پاتزودہ لک روپیہ حیدر علی خان قبول نمود
بود آن تعلقہ بطرف راؤپنڈت پردھان باشد در آن حصہ سرکار بندگان عالی نیست و تعلقہ
کڑپہ وغیرہ بابت عبدالحکیم خان وغیرہ اقرباء و از تعلقہ کرنول وغیرہ جاگیر رنست خان بہادر
وغیرہ سپہ و اقرباء و آنچہ در تعلقہ ادوتی وغیرہ از ۱۱۸۲ الف کہ در تصرف حیدر علی خان بود و درین
فتح علی خان قابض و متصرف است در سرکار بندگان عالی باشد در آن حصہ راؤپنڈت پردھان
نیست سیواے این ہرچہ بدست آید نصفاً نصف حصہ نمایند و یکے حصہ ملک نوشتہ انداز دو
یکے بردارد و در حصہ ملکہ کہ در سرکار بندگان عالی خواهد آمد راؤپنڈت پردھان را در آن از وجہ
چوتھ وغیرہ بابت ہائے شراکت نیست مگر آنچہ وجہ چوتھ و مقطوعہ تعلقہ اوصوتی و کرنول در سرکار
راؤپنڈت پردھان می رسید جاری باشد۔

یہ چہارم آنکہ در دولت حضرت بندگان عالی یا بر دولت راؤپنڈت پردھان اگر مخالف
نظر بد کردہ غم کند چہ بندگان عالی و چہ راؤپنڈت پردھان سود و زیان ندیدہ باجمیت آمدہ
شریک یکدیگر نشوند و بر بنیہ مخالف سرگرم باشند ہر گاہ یا ہم نوشتہ پیرسد بے دنگ ہمان وقت
یکے شریک دیگرے بر دولت ہر کہ مخالف نمودار شد موافق مصلحتین شخص سر دایگر

متفق باشند و از صواب دید و مخالفت نوزد -

پنجم آنکه اگر بر دولت بندگان تعالی در او پندت پردھان یک دفعہ مخالف با عزم نہا
بمشورت بندگان تعالی و او پندت پردھان دفعیہ و تنبیہ او باید کرد و پاس دولت خود
متحرک سلسلہ علیحدہ علیحدہ نیاید شد و ہر چہ کردن باشد تجویز طرفین باید کرد -

دفعہ ششم آنکہ قرار مدار عداوتی جزئیات مثل چپہ و سر و سیمکی و غیرہ فیما بین محل
آمده است موافق آن کمائیداران را و پندت پردھان و عمال و جاگیرداران سرکار بندگان
باہم قایم باشند احیاناً از کسے زیادتی سوائے اقرار محل آید فیما بین ہر دو سرکار موافق قرار
از نوشتہ خواند تصفیہ نمایند بنا بر جزئیات خلل و کلیات نیاید و کلیات موافق قرار قایم باشد
ہفتم آنکہ در دولت حضرت بندگان تعالی یا در دولت را و پندت پردھان اگر کار
کمک فوج رویدہ از جانبین کمک محل می آمده باشد -

ہشتم آنکہ از طرفین تدبیر برمی دولت یکے دیگرے مکنند و اگر سرشتہ برمی دولت
یکے بدست دیگرے بیاید آن سرشتہ را برہم سازد و گفتہ کسے درین امر مسموع نباشد و
وزیرین مراتب ہدیگیہ اطلاع می شدہ باشد -

نہم آنکہ ہر مشورت کہ مقرر کردن باشد بنا بر آن بر نوشتہ و خواند خطوط است نقل
آن از طرفین نوشتہ شود و حوالہ آن بخطوط و کلام میان نباشد و اگر حوالہ خط کسے باشد
مسودہ آن خط ابداً دو ہدیگیہ پیش او باشد و اصل آن پیش ہدیگیہ نماید -
دہم آنکہ تجویز طرفین مصلحتے قرار یافت و از طرفین متوجہ آن مصلحت شد نہ اتفاقاً

بر ملک خیرت بندگانعالی بار او پندت پردھان نمودار شود و بشورت ہم دیگر ورزند و از مصلحتی که
بروقایم شدند نمودہ تنہی نداشت کہ بر ملک کیے رو آورده با ست از طرفین باید کرد۔

باز ہم اینکہ از سرداران ہر دو دولت راج کاران طرفین نباید داشت فقط دوست
اگر نماید نہایتہ ندارد۔

دوازہم آنکہ بخاطر او پندت پردھان رسید کہ فلان مصلحت باید کرد آن مصلحت بخاطر
بندگانعالی نرسیدہ دیگر مصلحت اگر بہ خاطر حضرت گوارا شد اگر ازین جهت کشش میاں آماز
طرفین ہمچنین کشش با ہم نہا شد و بر ہر مصلحتی کہ نفع و نیک باشد آن مصلحت را باید کرد۔
سیزدہم آنکہ ہفت لک روپیہ بابت مقطوعہ راج مندری وغیرہ بابت سرکار بندگانعالی

بطرف انگریز است بندگانعالی بگیرند و پانزدہ لک روپیہ پیش راؤ پندت پردھان کہ بطرف
فتح علی خان است راؤ پندت پردھان بگیرند تہ نامہ بندگانعالی راؤ پندت پردھان با انگریز
است احیاناً از طرف انگریز خلاف تہ نامہ عمل آید و ہم بر آہا از طرفین کردن لازم شود کہ
مسطفے انگریز و یوروسیکا کل و راج مندری چہا سرکار بلا شکرکت در سرکار بندگانعالی و
تعلقہ تجاوز با شکرکت بطرف راؤ پندت پردھان با ست تہمہ آنچہ مال ملک وغیرہ و قلاع
و گدھی ہا نصف نصف باید گرفت۔

دفعہ چہارہم آنکہ از طرفین سوائے صلاح و اعلیٰ و فوج ہر کس کہ مکان یا سنوستان این طرف
تنگ جدر حضرت بندگانعالی یا راؤ پندت پردھان ہر کس کہ تسخیر نمایند اگر د تعلق بندگانعالی
باشد خود قابض و متصرف شوند و وجہ چوتھ معہ تائیدی و ساہوترہ و سر و سکی می موافق معمول

واجبی بالمقطعہ ہرچہ جاری باشد براؤنٹ پرت پروہان می دودہ باشند و اگر تعلق راؤنٹ پرت
 باشد در قصبہ خود دارند و وچہ پیش سرکار بندگانعالی آنچه واجبی باشد راؤنٹ پرت پروہان بہ
 بندگانعالی می دودہ باشند و اگر آن طرف دریائے تنگ بھدرابے امداد فوج یا از فوج
 یک کس یا ہر دو فوج بہر طورے کہ تسخیر شود یا بدست آید حصہ آن با ہم نصفانصف
 می گرفتہ باشند و راؤنٹ پرت پروہان بعد گرفتن نصف حصہ برائے چوتھ و غیرہ فراحت نرسانند۔
 پانزدہم اینکہ برادران و اقربا و غیرہ چہ از سرکار بندگانعالی یا راؤنٹ پرت پروہان بطرف
 ہر کس کہ خواہد آمد آنہارا جانبا میداد و بلکہ دستگیر نمودہ می فرستادہ باشند درین مادہ قصور
 از طرفین نشود۔

شانزدہم آن کہ از طرفین ہر یک مصلحت کہ قرار یابد بعد شروع آن اگر از ہر دو دولت
 بر دولت یکے مخالف دیگر وارد شود مصلحت اول را بہر طور دار مدار نمودہ تنبیہ مخالف و از و
 باتفاق طرفین محل باید آورد اگر درین مصلحت چیزے نقصان از نقدی یا از ملک بشود ہر دو طرف
 بعنوان بالمناصفہ۔

ہفتم آنکہ در غم از انگریز وقع علی خان آنچه ملک و غیرہ تسخیر خواهد آمد قرار تقسیم
 آن در دفعہ سیوم و سیزدہم نوشتہ شدہ مگر ہرچہ از راج کاری دولت و رعیت یا بعنوان دیگر
 ملک مال و غیرہ بدست طرفین آید موافق قرار دفعہ سیوم و سیزدہم نصفانصف بالاتفاق یا ہم
 می گرفتہ باشند۔

ضمیمہ (ج)

عہد نامہ چہار از بالاجی پنڈت

یادداشت قرار نامہ بالاجی جبار دھن باسکر کار حضرت بیدگان عالی نظام علی خانی
 بہ استصواب عظم الامراء بہادر سابع تسعین^{۱۰۶} مائے الف سنہ ۱۲۱۱ھ مطابق سنہ ۱۸۰۶ء در دولت
 سری منت پنڈت پردھان تخیل کمال رو نمود من (نانا پھر تولیس بالاجی پنڈت)۔
 بکوکن و چہار فہم انجام دولت بہترینیت بہ تجویز حضرت (نظام علی خان) اینکه در آئینہ
 دولت محفوظ ماند آن نمایند این چنین در دل آمدہ معرفت عظم الامراء بہادر قرار یافت اگر از
 دولت خواہ فہمیدہ غیر فہمیدہ تصورے شدہ باشد آن از دل حضرت فراموش شود
 و از طرفین تا امروز آئینہ شدہ آئینہ از دل صاف عمل خواہد نمود و عظم الامراء بہادر
 مدارالہام سرکار حضرت اندو من دولت خواہ کار پرداز سرکار سری منت ہر دو با ہم
 از یک مصلحت و یک تجویز عمل نمایند و در چیزے کہ ہر دو دولت را رونق و بہتری باشد
 آن موجب تجویز و مصلحت ہر یک از طرفین بعمل آمد و درین تفاوتے ہرگز نیاید در آئینہ محافظت
 دولت سری منت و در حق خیر خواہ بہتر باشد از طرف حضرت و عظم الامراء بعمل آید و آئینہ

لے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس سنہ (۱۲۱۱ھ) کے عربی الفاظ مرثدہ سرداروں کے ذہن نشین ہو گئے تھے اور وہ تقریباً
 ہر ایک سنہ کے بیان کرنے سے پہلے انہیں الفاظ کو دہراتے تھے یہ ممکن ہے کہ وہ ان الفاظ کو سنہ کا مرادف سمجھتے

برائے دولت حضرت نیک و بحق اعظم الامر بہتر باشد آن از طرف سری منت و خیر خواہی
خواہد آمد درین تفاوت کننده را قسم و سوگند دین و ایمان خود است -

سند حصیہ سردار متغیر سرکار سری منت است و کاروباری مشارالیمہ بالاجی انت
و غیرہ غیر رویہ نموده پر سرام را چنڈر را در مصلحت خود گرفته سری منت باجی را و صاحب را
متقید داشته اند بنا بر آن فوج و بار و غیرہ جنگی سرانجام سرکار حضرت و حضرات و غیرہ
فوج سرکار سری منت و سینا صاحب صوبہ رگھوجی بھونسلہ باہم متفق شدہ باجی را و صاحب
و چاچی اپا صاحب را یکجا نمایند بنا برین ہر چہ محنت و مشقت خواہد افتاد جمعیت سرکار
حضرت نباید و اعظم الامر ابہادر جمعیت پانزدہ ہزار سوار و پانزدہ ہزار بار و اتواپ و غیرہ
سرانجام جنگی با خیر خواہ شریک باشند - کمپنی انگلیز بہادر شریک مصلحت نیر خواہ خواهند
شد و اگر شریک نشدند تا ہم ایشان بر خلاف مصلحت این جانب نخواہند شد دوست
مضبوطی این مراتب نموده است -

ملک و غیرہ معہ قلعہ دولت آباد جملہ عوض از سرکار حضرت کہ بر مقام کھرہ (کھڑک)
قرار دادن آن شدہ بود آن جملہ ملک و قلعہ و دست آور و عوض نقد واپس دادہ خواہد
و سابق در مقام یادگیر (ایت گیر) کہ تہہ نامہ فیما بین سرکارین شدہ بود آن بحال و
برقرار است ملک گذاشت کردہ آنچہ باقی بر آن محالات است تقاضائے آن ہم
نخواہد شد و اتنی بیر و غیرہ چہارم توقفہ صوبہ بیدرو غیرہ جملہ عوض سوراج در قرار کھرہ
آمدہ آن دستاویز با واپس دادن قرار یافت آن واپس دادہ خواہد شد تا ۲۰۰۰

عوض سوراخ معه دواتی بیر و غیره بموجب محمول حضرت بدینند -

فیما بین سرکار حضرت و رگهوجی بھونسله سینا صاحب صوبه ته نامه است
بدان موجب بر طبق تجویز حضرت و اینجانب بعد بند و بست دولت سری منت بند و
وفیصله آل کرده خواهد شد -

در دہلی و اشنا و غیره محال قدیم نواب بودند درین و لا محال مذکور معرفت چند
سند صیہ گذاشت شدند و نیز چنین قرار بوده که یک محال آئینہ گذاشته آید بر طبق آن
را و سند صیہ را گفته محالات حضرت بطرف حضرت اجرا خواهد کنایند -

ہر دو سرکار تا امر و راز سوال و جواب جزئیات سنواتی آنچه خواهد بود از آن ہر دو
سرکار دست بردار شوند از آئینہ عمل سوراخ در تمام می داده باشند در محالات و
وتحانات و غیره بموجب محمول باشد -

بقایا بابت عمل کہ اجراست آن و تحانات معمولی باید داد سوال و جواب سنواتی
را از طرفین درخواست نمایند و آئینہ موافق تہ نامہ براہ راست باشند از ابتدا مری
حضرت چنین است کہ سوراخ صوبہ بیدروا گذاشت کنند چون بر بہر دولت مد نظر حضرت
مساوی است و باجی را و صاحب خاوندان ذخیرہ خواہ تقسیمہ قرار می کنند کہ این مقدمہ
وطنی است باجی را و صاحب را ہموار نموده گذاشت کنایند خواہم داد -

قرارداد مخصوص بذات مبارک حضرت و بدین موجب بھونسلہ جلدی باید و
و شریک شود و صاحب این جانب آن را نوشتہ بطریق بدین موجب صاحب می گویند

برائے خرچ مبادلہ بمیت لک روپیہ بدہندہ لک روپیہ خواہیم داد۔ بروقت خواهد رسید و اگر نرسید میر و رگیر نڈ سنگردان دادہ خواهد شد۔

فوج ٹیپو نمود نشود بند و بست این از انگریز و از آن طرف باید کرد۔ فوج نمودار نخواهد شد و اگر شود پس صاحب و این جانب و کمپنی انگریز بہادر باہم بموجب قرار پٹن بند و بست خواہیم نمود

عوض مردم فتوریان و مقتریان سرکار حضرت اگر در تعلقہ سرکار سری منت باشد مدعاے خود را ثابت باید نمود اگر مدعا بہ اثبات رسد بنا بر دادن عوض بردمان نسبت سرکار خود تا کید کرده خواهد شد۔

آنچہ صدر مرقوم گشتہ بر آن دستخط سری منت کننایدہ دادہ خواهد شد۔
توآب و این جانب ہر دو دولت باہم بحساب دامن و چولی اند اگر طرفین را کہے ہر چند بغہاید در دل نباید آورد اگر بیا دیدہاں وقت تصفیہ آن می کردہ باشند و اگر مخا بردولتہ ازین دولت ہا برپا شود پس ہر دو متفق شدہ دفعیہ مخالف نمایند و اظہار تکلیف خود نکنند۔

برطبق قلم بند شدن بصفائے دلی طرفین عمل نمایند و از طرفین عرض خود را داخل کنند بموجب صدر طرفین رویہ اختیار کنند۔

جلہ قلم در شمار چہار دہ بدین موجب پنجم ماہ ربیع الآخر السوین ماسست سبعمہ تسعین

ضمیمہ (د)

تمتہ نامہ سندھ

یادداشت قرارنامه بانواب اعظم الامرا بہادر نسبت سرکار نواب آصف جاہ
نظام علی خان بہادر از طرف ہماراجہ دولت راؤ سندھ علیجاہ بہادر یہ مستصواب
رایا جی ٹیل و کشنا جی سیٹھی حضورہ سابقین ۲۰۶ الف ضلعی مطابق ۱۲۱۱ھ
شاک یک ہزار و ہفت صد و پچیدہ تر نام سنوت قلم بند فی تفصیل وار۔

از کنولاس باشی چهار جبهه مالدور او سندھیه و آن صاحب دوستی و برادر
و قرار دار آنها بود همان از طرف ما از آن صاحب بحال و برقرار - سرکار این جانب
و سرکار تو اب صاحب واحد امورات هر دو سرکار متحد دانسته در آنچه که نیک است
از طریقین بعمل خواهد آمد و هیچ باره جدائی نمائده است هر یک امور اصلاح و مصلحت طرفین
معمی شده باشد -

شہر تہی منت را جیسری باجی راؤ رگھناتھ صاحب را بر دولت قائم کنند و بالا حجا
پنڈت نا نا پھر نویس را بطور سابق بر کار و بار قائم سازند بدین شرط فیما بین این جانب
و صاحب تذکرہ بمیان آمدہ قرار شد بر طبق آن صاحب و این جانب یک دل شد

آن را در عمل آرند در آن تفاوت نشود و باجی را و صاحب و ایا صاحب و امرت را و صاحب
 را یک جا کرده باید داد و مردم کوته اندیشیان را بنا بر خلش رخنه نمایند بدین سان صاحب
 و این جانب نمایند -

بالاجی نیڈت تانا پٹھرنویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند
 بدین موجب از طرف مشارالیم عمل خواهد آمد احیاناً اگر وقتے در آن بطور رسد این جانب
 شریک صاحب گردیدہ بموجب قرار عمل کنانیدہ خواهد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی
 نیڈت پٹھرنویس قرار کردہ باشند بدان موجب از جانب نامبروہ عمل خواهد آمد احیاناً اگر
 وقتے در آن رود ہد صاحب شریک بامان شدہ بموجب قرار از نامبروہ عمل کنانند و مدہ
 این مراتب صاحب اند و درین از طرفین تفاوت نشود -

راجنیشری بالاجی جبار دھن پٹھرنویس را از طرف پر سرام را چند روغیہ و بالاجی
 اننت پاکاہ نویس وغیرہ اندیشہ بہت در نوعی کہ اندیشہ مشارالیمہ از نامبروہ ہار فح
 شود بہین از طرف صاحب و این جانب عمل آید و در چیزے کہ از بالاجی نیڈت ترقی
 دوستی و اتحاد شود از طرف صاحب و این جانب بطور رسد و از طرف مشارالیمہ نیز
 ہم چنان عمل خواهد آمد -

سرشی منت باجی را و رگھناتھ صاحب و بالاجی جبار دھن این ہارا آورہ
 قایم نمایند و خود بخیر آباد روند و این جانب بجا مگاؤن برود پس برائے طلبیدن
 مشارالیمہ جلدی شود بالاجی نیڈت را خاطر جمع نمودہ بتا بر طلب مشارالیمہ ازین جانب

صاحب روانگی مقبران لشتنا بی مع خطوط دل جمعی شود۔

بموجب مقدمہ الصدر قرار پنچ قلم این جانب بذات از سر کار تو اب و از آن صاحب
نموده است آن بدام بحال خواهد ماند درین از گفتہ کسے کار و بارے یعنی در قرار مذکور
قصور شدنی نیست۔

ترقی و زیادتی دوستی روز بروز شود اگر کسے از قلم بندی صدر تفاوت نماید در میان
آن دین و ایمان خود یعنی قرآن و شان و سل و بعضی از است۔

تبار پنچ دویم جمادی الاول کاتک سده مقام مانجری نزدیک پونا بدین موجب قرار۔



ضمیمہ (۵)

عہد نامہ امدادی

۱۹۶۸ء

۱۲۱۳ھ

از آنجا کہ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے یہ اعتبار اس اتحاد کے جو ان کے
اور انگریزی کمپنی کے مابین قائم ہے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کی ملازمت میں ایک نئے
فوج انگریزی کمپنی کا اضافہ کیا جائے ارل آف مارگٹن گورنر جنرل بہادر نے اس پر
لحاظ کر کے اور حالیہ معاملات اور میونسپلٹان کے مخالفانہ طرز عمل کے اعتبار سے (جو
انہوں نے خیرہ فرانس کو اپنے ایلچی روانہ کر کے اور ایک باہمی معاہدہ اس گورنمنٹ سے
بمقابلہ انگریزی قوم طے کرنے کی تجویز کے ساتھ ایک دستہ فریسی فوج کا اس سے
جامل کر کے کیا ہے) یہ ضروری خیال کیا ہے کہ ایسی صورت اختیار کی جائے جو متحدہ
کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور اسی بنا پر بمقابلہ میونسپلٹان
شہرک واتحاد قرار پایا اور اس عرض کے لئے گورنر جنرل مذکور نے کیا پٹن جیمس ایچ
کرک پیٹرک منصرم رزیدنٹ دربار نظام کو یہ اختیار دیا ہے کہ منجانب آئرلینڈ
ایسٹ انڈیا کمپنی ہربائیٹس کی خدمات کے لئے انہیں کے اخراجات سے آئرلینڈ
کمپنی کی طرف سے ایک دستہ فوج کے مستقل اضافہ کی نسبت نظام الملک آصف جاہ بہادر

بشرایط ذیل معاہدہ طے کریں جو اس وقت صورت عمل میں آئے گا جب کہ یہ معاہدہ گورنر جنرل کی دستخط ہو کر واپس آجائے۔

۱۱۔ ارل کورنوالس کے خط مورخہ ۷ جولائی ۱۸۹۷ء کے موسومہ نہر ہائی لنس دی نظام کا مضمون مماثل عہد نامہ تاج محل معاہدہ نسبت قیام فوج بھر کا نظام علی حالہ واجب العمل و برقرار رہے گا۔ یعنی نئی امدادی فوج کے احکام انہیں شرائط کے تابع رہیں گے جو موجودہ فوج سے متعلق ہیں تا وقتیکہ پیشوا ان میں کسی تبدیلی پر رضامند نہ ہوں اور نہر ہائی لنس اس کو پسند کریں۔

۱۲۔ حسب قواعد مجریہ کمپنی نئی امدادی فوج بالکلہ یا جزا کمپنی کی گورنمنٹ کے ضروریات کے تحت درخواست ہو سکے گی بشرطیکہ اس کی اس تعداد میں کمی نہ ہو جس کا نہر ہائی لنس کے پاس رہنا مشروط ہے۔

۱۳۔ نئی امدادی فوج کی تنخواہ اس روز سے ریاست کے ذمہ ہوگی جس روز کہ وہ ان کے حدود میں داخل ہو جائے یہ جملہ فوج چھ ہزار سپاہی معہ متدوق پر مشتمل ہوگی اور ان کے ساتھ متناسب تعداد توپوں کی ہوگی جو یورپیوں کے تحت ہوگی اور جن کی مجموعی تنخواہ دو لاکھ ایک ہزار چار سو پچیس روپے ماہانہ ہوگی اور جس کی ماہانہ باقاعدہ ادائیگی کے لئے اطمینان بخش طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس امدادی فوج کے اخراجات مع ضروریات لازمہ کے سالانہ چوبیس لاکھ تیس ہزار ایک سو روپے ہوں گے اور یہ رقم سالانہ چار سو فی قسطوں میں ادا ہوگی یعنی انگریزی بہترین زمینوں کے ختم پر

چھ لاکھ چار ہزار دو سو پچتر روپے نقد خزانہ ہربائی نس سے بلا روکد ادا کئے جائیں گے۔ اگر یہ اقساط زیر باقی رہ جائیں تو اس کی رقم ہنریشکس میں محسرا ہوگی جو منجانب کمپنی ہربائی نس کو بابت سرکاران شمالی واجب الادا ہوا حیثیتا ان اقساط کی ادائیگی میں تعویق ہو تو اس صورت میں ایسے ضلوع کی تفویض عمل میں آئے گی جن کا حقیقی محاصل رقم مذکور کے برابر ہو۔

۵۱ فوج امدادی کی جملہ اشیاء یا محتاج وغلہ کا محصول سا برہی طرح ادا ہوگا جس طرح کہ سابقہ دستہ فوج کا ہوتا رہا۔ اسی طرح ایک خاص مقام اس فوج کے قیام کے لئے مختص کیا جائے گا جہاں وہ اس وقت تک رہیگی جب تک کہ اس کے عملی خدائے درکار ہوں اور جب ریاست کی کسی جہم پر اس کو مامور کیا جائے تو اس کے ساتھ ایک معتبر ملازم ریاست مقرر ہو کرے گا اور اس فوج کے کماندار اور دیگر عہدہ داروں کے ساتھ ایسا سلوک مرغی رکھا جائے گا جو ہر دور ریاستوں کے اعزاز و مرتبہ کے لحاظ سے مناسب ہو۔

۵۲ مذکورہ فوج امدادی ہر وقت اہم امور میں ادائے خدمات کے لئے تیار رہیگی۔ ایسے اہم امور مثلاً یہ ہوں گے۔ ہربائی نس کی ذات یا نسلا بعد نسل ان کے خدائے یاقایم مقاموں کی حفاظت، اور باغیوں اور برپا کنندگان فتنہ و فساد کی تنبیہ لیکن اس کو معمولی امور میں مثل سہ بندی مامور نہ کیا جائے گا اور نہ اس کو وصول محاصل میں لگایا جائے گا۔

۶۹ امدادی فوج کے حیدر آباد پہنچتے ہی فرانسیسی ملازمین و عہدہ دار نہر ہائی
 کی ملازمت سے برطرف کر دئے جائیں گے اور وہ فوج بھی (جو ان فرانسیسی عہدہ داروں
 کے تحت ملازم ہے) برطرف کر دی جائیگی تاکہ اس سابقہ فرانسیسی فوج کا کوئی اثر
 باقی نہ رہے اور نہر ہائی نس بذات خود اور اپنے ورثاء اور قائم مقاموں کی جانب
 سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ پھر کسی فرانسیسی کو اپنی یا اپنے کسی سردار یا تابع کی ملازمت
 میں نہ رکھیں گے اور نہ رکھنے دیں گے اور نہ کسی فرانسیسی کو اپنے مالک محروسہ میں رہنے
 دیں گے اور نہ کسی یورپین کو اپنی ملازمت میں رکھیں گے اور نہ بلا علم و رضامندی
 کمپنی اپنے ملک میں رہنے دیں گے۔

۷۰ تمام فرانسیسی اور وہ سپاہی جو کمپنی کی ملازمت سے نکل کر اس فرانسیسی فوج
 میں ریاست کی کسی اور فوج میں شریک ہو گئے ہوں گرفتار کر کے بڑش و ریڈنٹ کے
 تفویض کر دئے جائیں گے اور مذکورہ قسم کے کسی شخص کو آئندہ نہر ہائی نس کے مالک
 میں پناہ گزین ہونے کی اجازت نہ ہوگی بلکہ ہر ایسا شخص بلا تعویق گرفتار اور حوالہ
 ریڈنٹ کر دیا جائے گا اور اسی طرح کمپنی کے علاقہ میں بھی کسی کو پناہ نہیں دی جائیگی
 اور نہر ہائی نس کی ملازمت سے نکل بھاگے ہوئے سپاہی بھی بلا تعویق گرفتار اور
 سپرد کروئے جائیں گے۔

۷۱ از آنجا کہ حسب فقرہ (۶) نہر ہائی نس نے خرم و احتیاط اور بعض برائیوں کے
 ارتفاع کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو اور نیز ان کی مرتب کردہ فوج کو اپنی ملازمت سے

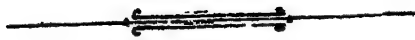
علیحدہ کرنے کا اور ان کی جگہ بشرائط و قیود متذکرہ خطارل کو تو اس موسومہ نہر پانی
دی نظام آنر بل کمپنی کی قوج کے قائم کرنے کا مصمم را وہ کر لیا ہے اس لئے یہ قرار پایا کہ
نہر باہمی قوا ید پیشوا و نہر پانی من اور یہ اعتبار رفاہ رعایائے ہر ایک کمپنی کی گورنمنٹ
برضا مندی و منظوری ہر دو (نظام پیشوا) اپنی مساعی جمیلہ اس امر کی نسبت عمل میں
لائیگی کہ اس نئے معاہدے میں ایک ایسا فقرہ داخل کیا جائے جو ہر ایک کو دوسرے سے
مطمئن کر دے اگر پیشوا ایسے نیک مشورے سے جو دونوں ریاستوں کے حق میں مفید ہو
متفق نہ ہوں اور اختلافات ان دونوں ریاستوں (یعنی ریاستہائے آصف جاہ بہادر
راؤ پنڈت پردھان میں پیدا ہوں تو انگریزی گورنمنٹ اقرار کرتی ہے کہ خود مختار
کر کے حق و صداقت و انصاف کے ساتھ آپس میں مفائی و اتحاد کر ادگی نواب آصف جاہ
بہادر یہ اقرار کرتے ہیں کہ راؤ پنڈت پردھان کی سرکار کے خلاف کوئی زیادتی نہ کریں گے
اور یہ کہ بصورت اختلافات انگریزی گورنمنٹ کی صلاح اور ان کے حق و صداقت و انصاف
کو بلا رد و کد تسلیم کر لیں گے۔

۵۹ سابقہ معاہدات مابین انگریز ریاست نواب آصف جاہ اور پیشوا برقرار رہیں گے اگر
اس کے بعد راؤ پنڈت پردھان اسی قسم کے معاہدہ امدادی میں کمپنی کے ساتھ شریک
ہونے کی خواہش ظاہر کریں تو آصف جاہ بطیب خاطر اظہار رضا مندی کریں گے۔
۶۰ یہ اضافہ امداد کا معاہدہ جو دس شرائط پر مشتمل ہے آج کے دن کیا پٹن کرک پیاٹر
اور نواب آصف جاہ بہادر کے مابین طے پا کر کیا پٹن کرک پیاٹر نے اس کی ایک انگریز

اور فامی کی کاپی اپنی دستخط و مہر سے نواب صاحب کو دی جنہوں نے اپنی طرف سے بھی ایک ایسی ہی کاپی باقاعدہ منجمل کر کے کیا پٹن کرک پیٹرک کو دی کیا پٹن کرک پیٹرک اقرار کرتے ہیں کہ اس معاہدے کی گورنر جنرل کی مصدقہ کاپی پچاس روز کی مدت میں حال کے ہربانی نس کو دیں گے۔ جس گے بکلیڈ پٹن کرک پیٹرک کی دی ہوئی کاپی واپس کر دی جائیگی۔ اس اتناویں محوڑہ فوج کو طلب کرنے کے لئے لکھنے میں تاخیر نہ کی جائے
حیدرآباد میں تاریخ یکم ستمبر ۱۹۸۰ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ ہجری
دستخط و مہر ہوئی۔

جے۔ اے کرک پیٹرک

منصرم رزیدنٹ



ضمیمہ (۹)

رقعہ اسطو جاہ موسو میر عالم

میر صاحب جلیل المناقب عظیم الاوصاف سلاطین

دو قطعہ مکتوب بحجت اسلوب یکے مرقوم شب بست و نیم ذی الحجہ ۱۲۱۳ھ ہجری متضمن
کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت در محنت و تردد ہا عمل آوردند و ترددات
صبح و شام و آوردن مغرالدولہ و برادر لارڈ بہادر میر دوران بہادر از ہمراہ خود از چین پٹن
بسرینگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معز بہ میر دوران بہادر کہ بعد ملاقات
لارڈ بہادر روانہ خواہند و نوشتن آن جلیل المناقب بہ راجہ روشن رائے بہادر متشابہ
خبرل ہارین بہادر وغیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیر دار و پاگاہ وغیرہ خود نگاہداشتہ تبتہ
سواران راجست حضور پر نور نمایند و با جمعیت پلاٹن و سواران کوچ نمودہ از راہ
گورم کٹدہ روانہ قلعہ گئی شود و اینکہ این لارڈ نہ مثل لارڈ سابق است و نہ این فوج
انگریزی مثل فوج سابق پیشتر کہ ہمیشہ با حیدر علی خان مقابلہ می شد گاہے از پنج یا
ہفت پلٹن زیادہ نبود و الحال شصت پلٹن مع سیزدہ پلٹن سرکار درین جمع حاضر بود
علاوہ این فوج و ساز و سرانجام غرم بلند لارڈ بہادر بتحریر نمی گنج کیفیت آن مفصل

ملاقات ظاهر خواهند نمود و محل آمدن این تہ نامہ جدید و عجب وقت و دولت را و
 یہ اندیشہ کہ ثانی اتین بیو سلطان توان گفت یقیناً دولت خود را برابر با دمی و بدولت
 باجی را و اگر درین صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی پیڈت و سخن شنوی این جانب کہ از حال
 بنیاد آن گذشتن شرط است بالمرہ بر باد نشود البتہ ضعیف و بے رونق کالمعدوم
 خواهد شد و سوالی کہ از راجہ رگھوجی بھو سنلہ محل آندہ البتہ شمت جنگ بہا در ظاہر
 باشند یعنی شرکت و یکدی را راجہ مذکور با سکار دولتمدار و کمپنی انگریز بہا در اگر راجہ مذکور
 بصاف دلی اقبال این معنی نماید و آئندہ بر جادہ دولت خواہی ثابت قدم ماند محفوظ
 خواهد ماند و اگر مثل سابق بر رویہ خاندان خود قابو طلبی کند نتیجہ خوب نخواہد دید و درین
 باب این جانب ہم آنچہ مناسب باشد بر ارجہ مذکور خواهند نوشت کہ فی الحقیقت این
 سوال مبنی بر سلسلہ حبیبانی این جانب است کہ پیشتر مکرر درین باب گفتہ بودند باید
 کہ رگھوجی منون و مرہون این جانب باشد و روبراہ نمودن جواب و سوال تقسیم نیست
 کہ ہر روز تکرار ہا می شود و اگر درین مادہ چیزے از شمت جنگ بہا در ہم نویسانیدہ شود
 بہتر است معہ نقل خط ثانی مرقومہ شہر شوال و ثانی محرمہ شب پنجم محرم الحرام ۱۳۱۲ھ
 مشعر بر این کہ بعد پنج شش روز باز ناسخ و منسوخ بعمل آمدہ یعنی دریافت موقوفی آن
 لارڈ بہا در بموجب مانعت و اکثران و شروع شدن سوال جواب ہا با منقر الدولہ
 بہا در و بمیان آوردن مذکور گورم کتدہ و رسانیدن بہا در معر روز و نیم خریدار
 لارڈ بہا در معہ نقل عنایت نامہ موسومہ بہا در موصوف و گفتن اینکه الحال این متقد

بعرض حضور بر رسید و در جبهه پذیرائی یافت و در درنگ درین کار مناسب غیبت
 و نوشتن روز دوم و مرتبه شقه بانقول آن لهند بطوری که تعلقه مذکور بجای گیر خان مسطور
 مقرر نموده شده از نقل سند موضوع می گردد و اینکه لارڈ بهادر را نظر بر درستی کلیات
 و آن عظیم الاوصاف را مطمح نظر کفایت سرکار دولتدار و میر قمر الدین خان بهادر سردار
 نامی و برخلاف اهل تین محاله فهم و داشتن حلقه بندگی حضور در گوش و غاشیه اطاعت
 بر پوش و پیام نمودن آن عظیم الاوصاف بنفخ الدوله بهادر بتاریخ خفره محرم که اگر انفضا
 معاملات درین جامی تواند شد پس وجه توقف چه خواهد بود اگر درین جامی تواند شد
 روانگی مناسب تلکے به انتظاری توان نشست و جواب دادن بهادر معرکه در دو
 روز جواب این معنی منقح گفته می شود یعنی نقشه معاملات بهین جا قرار داده خواهد شد
 یا ملاقات بالارڈ ضرور خواهد گردید و رسیدن خطوط لارڈ بهادر با قرار داد نقشه بنام بهادر
 معز و خلاصه اینکه خبرل هاریس بهادر و کرنل کلوس بهادر خود و معز الدوله و کاپیتان مالکم بهادر
 را مختار معاملات ساخته و نقشه معاملات قرار داده فرستاده اند انشاء الله تعالی
 از امر و زک از تاریخ چهارم شهر محرم است شروع سوال جواب خواهد شد و راجع
 روشن رائے بهادر بعد رسیدن خط آن حبیل المناقب که برائے روانگی پنج شش هزار سوار
 به حضور پر نور نوشته بودند در جواب نوشتند که مردم سپاه برائے روانگی حضور یکماه
 پیشگی می خواهند و زرد در خزانه غیبت که به آن داداده روانه نموده شود و در جواب نوشتن
 آن عظیم الاوصاف که بار بردار باید فرستاده تا به لشکر رسیده بند و سبت روانگی افواج

۲۵۹

باز به یقین معاودت کرده آید راجه معز بعد رسیدن این خطه دوسه کوچ متواتر نمودند انشاء
تعالی اغترب از راه گورم کنده به تعلقه گئی می رسند روانه نمودن چهار صد جوان به تعلقه
میردوران بهادر بیک کیا یثین برائے تحانه قلعه گورم کنده و مقرر نمودن قلعه داری قلعه مذکور
بطریق ضبطی بنام سعید حسین خان و برائے تعلقه داری آنجا که به راجه روشن رائے بهادر نوشته
بودند و راجه معز محمد امین خان بهادر عرب را مقرر کردند الحال که تعلقه مذکور بنام میر قمر الدین خان
قرار یافته احتیاج تجویز تعلقه دارانما مذکور تجویز تعلقه داری گئی ضرورت اجازت بنام ناگن کوٹا
که نسبت دیگران مالگذار و کفایت شعار است مقرر خواهند نمود و اطلاع نقشه تقسیم ملک آنچه
مسموع شده باید دید که این نقشه هم قایم می ماند یا تغییر و تبدیل می شود گفتن آن عظیم الاوصاف
در مذکورات به اهل کونسل که اگر سپهر پور ابریا نمودن متضمن مصلحت دولت ها و نیک نامی هر دو
سرکار است و خواه مخواه بعمل می آید درین صورت بقرار نوکری در هر دو سرکار که اگر در سرکار
دولت مدافع هم عده رود و به تمام جمعیت همراه رکاب با همراه جمعیت سرکار حاضر باید شد
و در قدیم نوکری و جانفشانی دقیقه نباید گذاشت و اگر کار خیر و ی از قبیل تنبیه زمینداران مفید
و بکار گردد و جمعیت بر طبق حکم فرستاده همراه تعلقه داران سرکار به تنبیه اشرار پروازند و در سرکار
کمپنی نیز بهین دستور چنانچه مقررالدوله بهادر و شیران دیگر جواب دادند که بند و بست این معنی
بعمل خواهد آمد کیفیت گرفتن قریب شش لک روپیه بطریق دستگردان از جنرل هارسیس بهادر
بدواز دوم دی حجه و رسانیدن به راجه روشن رائے بهادر و هتمه چهار لک روپیه بعد رسیدن
خرانه که قریب ائے کوٹه رسیده است و بدرقه دولین متعاقب می رسد به راجه مسطو

رسانیده می شود و کوچ کردن جنرل هاریس بهادر بسمت چتیل درگ مع نقل سند و اقرار نامه
 میر قمر الدین خان تبارخ شانزدهم محرم کجا وصول آورده مسرور خیریت با مطلع مضامین مندرجه
 ساخت و هم از خطوط موسوم به مستقیم الدوله بهادر کیفیت مرقومه مشروحاً بوضوح انجامید چون
 قابل ملاحظه و عرض حضور پر نور نبود لهذا شمه از آن معروض داشته شد اگر چه کیفیت تقسیم ملک و غنیمت
 هنوز ناسخ ننوخت و خبری قرار نگرفته و بدون گرفتن قرار چه قسم این معنی را یقینی تصور باید نمود برین هم
 یک لمحہ گو که بموجب نوشته سامی چیزے ازین قرن صدق توان نمود پس هیچ نیست چرا که
 آن عظیم الاوصاف نواید نامه جدید مطمح نظر دارند و نوشته اند باین نقشه درین معامله رو بکار بر عکس
 تصور می نماید و مراد صاحب را چه قسم سرخروئی از خداوند نعمت خود خواهد گشت و هم دشمنان که
 ناتوان بین اند و در هر خراطیه موسوم به گور ز جنرل بهادر همین مندرج است که به استصلاح و استطلاع
 و اتفاق صواب دید آن عظیم الاوصاف که از فقیر و ظمیر مکنونات و مرکوزات و از سر اسرار خفی و جلی
 حضور پر نور واقف و آگاه اند بعمل آید و گور ز جنرل بهادر مکر قلمی نموده اند که سر بزری و بهتری شود
 و بهر دور و نزدیک سر کار دولت مدارد البینہ بمنزلہ سود و بهر سود سر کار کمینی بهادر متصور دارند و جایش
 مکر همین درج گردیده که بشا و ره و استصلاح و استحسان آن جلیل المناقب موافق ارقام خود
 بعمل خواهند آورد چنانچه بقول خراطیه و در جواب آن بامتر شدات مکنونات و مرکوزات مکر
 سابق بر این به آن عظیم الاوصاف و هم حسب الاستدعا جہت جنگ بهادر اطلاع داده شد
 که زمین نشین گور ز جنرل بهادر نمایند و حالاً باز مکر قلمی می گردد اگر چه صاحبان کونسل پیش خود
 بموجب مرکوزات و مکنونات حضور که قانون رؤسائے ماسلف و صلاح دولتین باشد

بعمل آرند یعنی ضابطه رسائی عمده در رودات چنین امور است که پیمانده هارا
 طورے بفرای معیشت لیکن نوعی که آئنده قابوئے قسمة پیرائی نامذمی دارند چنانچه در معامله
 رو بکار هم منظور والا همین است که خویش واقربائے مخصوصه بشو سلطان مرحوم را در ذیل
 دو کس که عمده آن بایا شد داشته یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار کمپنی انگلیز
 بهادرجائے بفرای معیشت نگاها دارند و به تجربه و دریافت اوضاع و اطوار آئنده اگر قابل
 ترقی باشند ترقی خواهند یافت و منظور ازین همین که آئنده زمانه حادث مثل وزیر علی خان
 و غلام محمد خان رو به بیل طاعت قسمة پیرائی باقی نامذبهتر والا ان سببیل المناقب دست از استعجال
 و مترشحات حضور پر نور نداشته جواب به اهل کوشل و مفرالدوله بهادر بدینند که صاحبان
 بعقل الہی دانانند و حکم سرکار به استصلاح و استطلاع و امتحان و صوابدید و اتفاق و اشتراک
 و در آنچه سود و بهر و دوسرینری و بهتری و رونق و صلاح دولت باشد بعمل آید صادر گردید
 است درین تحریف نمی تواند شد و در احکام همین معنی بر می آید اگر اهل کوشل بگویند که گورنر
 جنرل بهادر درین معامله مختار اند جواب شافی همین باید داد که نظر بر اتحاد و محیرگی گورنر جنرل است
 آن هم به اتفاق و اشتراک و صوابدید و استصلاح این جانب که در آن مفید حال و آئنده مکرر
 باشد نه که برخلاف آن تجویز شود چه قسم بعمل می توان آورد و ملاقات من بالارڈ بهادر بهر جا که
 باشند ضرور روانه پیش لارڈ بهادر باید شد و این همه مراتبات را ذہن نشین باید نمود
 بصورت اصلاح و امتحان خود نظم و تسق و حصه مساوات چه در غنیمت و چه در ملک مع حصه
 سپاه خود که موافق قانون خود کار پردازان سرکار دولت مختار اند بعمل باید آورد و اگر در این

این معنی اصلاح و صورت پذیرنگرد و همین باید گفت که تا این مدت نیک نامی کمپنی مشهور آفاق
در تمامی رؤسائے هند بود تا اینکه خرایط چنین مضمونات حاضر و موجود بر عکس آن تصور می شود
پس صاحب هر چه خواسته باشند بکنند و آن عظیم الاوصاف شخصیت شده باید آید و یقین
خاطر است که مواخذة این معنی البته اهل ولایت باز پرس خواهند نمود بلکه در اظهار هم این معنی
بعل آید اولی است چنانچه همین مراتبات به شمت جنگ بهادر هم از طرف خود گفته فرستاده
شده که زبان زد خاص و عام چنین است و هم روز ویم به منشی جی زیاده از آن گفته شده
همین مراتبات بر آن عظیم الاوصاف نوشته می رود که اگر پیش از اطلاع مراتب پوست
کنده احمیان با خیال مختاری خود بر عکس نوشته جات و اظهارات چشم پوشی نموده که دور از قیاس
و فهمیدگی کوسلطان است بعل آرد منطاعتبار نخواهد بود چنانچه مراتب مذکور را شمت جنگ
بهادر به گورنر جنرل بهادر و منخرالدوله بهادر زیاده ازین مفصل نوشته اند و گفته فرستاده اند
انشاء الله تعالی موافق مرکز و مکنون خاطر اقدس گورنر جنرل بهادر تا بمقدور بعل خواهند آورد
و نیز در مقدمه گورم کنده که از کمنونات سرکار چیرے کم و زیاده شده است تعجب می نماید
چرا که گورنر جنرل بهادر در خریطه حضور پر نور و این جانب صاف نوشته اند که موافق مرکز است
و کمنونات سرکار بعل می آید چنانچه گورنر جنرل بهادر در خریطه حضور پر نور نوشته اند که بمطابق مراتب
موجوده سرکار بعل خواهد آمد و بمن صاف ترقیم نموده اند بلکه بقید رسم بایه تعلقات که مرکز داشتند
سرکار بود نوشته اند ازین معنی بسیار تعجب رو نمود چرا که خریطه جنرل بهادر در حضور پر نور ارسال
داشتند اند در این مندرج است که خود میر صاحب و جنرل باریس بهادر ارقام نموده اند

انفصال

مقدمه جاگیر خان مشائر الیه را بلحاظ مراتب مجوز و مرقوم آن والا قدر در اسرع از منته
 سازند و در خریطه آن عظیم الاوصاف که نقل آن برائے ملاحظه ترسیل داشته اند در آن مرقوم
 است که به تجویز بهترین نقشه انفصال آن بذریعہ تصفیہ درخواست میر قمر الدین خان را در اسرع
 از منته پردازند چنانچه البتہ در مضمون هر دو خریطه بدو طور متصور می شود چنانچه بنحیث قسم به
 حشمت جنگ بهادر گفته فرستاده شد بهادر موصوف بهم متحیر و متعجب اند که با وجود اطلاع
 دادن من مرکوزات سرکار و رسیدن جواب از پیش گور زنجریل بهادر به تفصیل تعلقات معنی
 قلعہ معہ تصبیہ و سہ تعلقہ یعنی کار کالوہ و را پکوئی حسب الاستعداد در سرکار مانده تتمہ بجایگز
 میر قمر الدین خان قرامی یابد که چنین بظہور رسیده پس تصور صاحبان سرپرستگ پشین نمیاید
 این معنی هم نوشته می بود و یقین خاطر این جانب است که سپران و پسماندگان
 میو سلطان را تا مقدور موافق مکنونات سرکار دولت مدار و اظهار میر صاحب خواهند
 و نصف ملک هرگز برآں ها نخواهند داشت اغلب که یقین هم سابق بر این در کونسل مذکور
 شده بود که تمامی ملک را سه حصہ نموده یک حصہ برآں حامی دارند حالا آن هم مانده است
 پس دقیقیکہ نظم و نسق درست نشود اقر چنین شهرت که بخیاں هر کس هر آنچه می رسد بگویند
 اعتباری توان فرمود و یقین تصور دارند که گور زنجریل بهادر بصواب دید و رضامندی میر صاحب
 چنان بعمل خواهند آورد که سرخرونی این جانب و میر صاحب در حضور پر نور زیاده از منتقوش
 خاطر خواهد گردید یقین تصور داشته هیچ تا تلے درین باب بخاطر راه یاب نفرمایند۔

از دریافت ارقام شریف که ملک بغت لک ہون بچھٹے سرکار اید در آن دو کنگ

بابت گورم کشته جاگیر میر قمر الدین خان منهارفته باقی ماند پنج لک هون اگر ملکه که در آن
 وقت اظهار زیاده محال زبان زد بوده باشد قریب ده لک هون خواهد بود بنظر غورتا
 نمایند که بعد از اخراجات قلعات و عمالان و متصدیان و سببندی محال و غیره چه قدر در
 سرکار باقی خواهد ماند که در آن توقع نگا داشتن این پلاطین ها و این رحمت ترب سواران
 نموده آید از وقتی که این خبر دریافت گردید در تاملات عمیق متحیر چه قسم عهده برائی اخراجات
 و کدام رو بصاحب و این جانب در حضور خواهد ماند ملحوظ این مراتب زیاده از این جانب
 به آن عظیم الاوصاف مطمح نظر است باز هم برائے اطلاع شمه از آن قلمی گردید چرا که پیش از
 مفتوح شدن قلعه خیرل هارس بهادر نسبت فرستادن پیام به شیو سلطان زبانی کیطن بالکم
 بهادر برین معنی که در صورت دادن دو کور و روپیه و نصف ملک صلح نموده آید از آن
 عظیم الاوصاف مشا و ده نموده بودند و آن جلیل المناقب نظیر فرایده و لیتن تجویر یورش
 و مورچال جواب دادند بفضل الهی حسب وخواه قلعه مفتوح گردید باید که زیاده از آن فرایده
 حاصل شود نه اینکه برعکس آن اظهار از آن طرف گردد دیگر اینکه آنچه آنها می خواهند که بحد
 که تمام لک هون بهر پی از مال غنیمت بجو سپاه سرکار مع آن عظیم الاوصاف و میر
 بهادر و غیره تجویر می کنند در آن اراده آن جلیل المناقب این است که نصف را بخواهر
 که بقاییت بدست می آید و نصف نقد بگیرند تعجب هزار تعجب رو نمود غنائم مع هزاره و غیره
 که مگر رگورنر خیرل بهادر کور و هاسیوائے تو شکخانه و آلات حرب و ضرب محفوظ است
 نوشته اند پس در همه چیز حصه مساوی باشد موافق قرار و مدار و اگر گویند که جمعیت ما

زیاده است و جمیعیت سرکار کم بقدر آن می دهم پس باید گفت که پس شرکت مساوی کجا
و خلاف نوشت و خواند بعمل می آید پس چه قدر بدنامی طرف کمپنی عاید حال تواند شد زینها
زینهار اقبال گرفتن مبلغ مذکور نخواهند نمود قطع نظر ازین دوستی هاشمات دیگران تصور باید
کرد و دیگر اینکه اهل کمپنی می گویند که رویه سپاه ما این است که غنیمت حق سپاه است پس
پسران میو سلطان و وابستگان آنها را که نصف ملک و خزانه و غیره می خواهند که بر آن با تجویر
بحالی دارند چنان می گویند که این حق ماست از یورش قلعه را مفتوح کردیم و آنها داخل اسیران که
حکم فراتیسان دارند مگر بقدر قوت لایموت آنها بقدر مناسب تجویر باید نمود و تخته در همه چیز
حصه مساوی شود در آن در حصه سپاه خود اهل کمپنی مختار اند و بدستور در حصه سپاه سرکار کار پردازان
سرکار و ولتم را موافق قانون خود بخیر اند چنانچه این مراتب هم به منشی جی و حشمت جنگ بها در اطلاع
داده شد آنها ذمه گرفته اند که همین مراتب به گورنر جنرال بها در نوشته شده است ازین معنی
مطمئن خاطر باشند که همین قسم بعمل خواهد آمد و این مراتب را ذمه خود گرفته اند که حصه سپاه سرکار
حواله آن عظیم الاوصاف خواهد گردید آئینده کار پردازان سرکار بخیر اند و از تعداد خزانه و جواهر و
اثاثه و آلات حرب و ضرب و غیره نقد و جنس گوهر کاهیه باشد خود واقف گشته و دیگر
اطلاع ندادند این کدام نیک طبعی و نیک نامی و حق پرستی است در عالم شرکت که حصه
مساوی در همه چیز باید آمد شریک نکردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دور بنیان متصور نمی گردد
و اینکه منقر الدوله بها در اظهار می کنند که امر خرومی و کلی این هم سپرد و لار و بها در است جواب
باید داد که تا هم بودن آن هم به استصلاح و صواب دید آن عظیم الاوصاف و نظر بر عالم یکا نگفت و

در یافت مضمون خرایط گورنر جنرل بہادر بازم از سرکار بدین مضمون در ہمہ خرایط درج گردید
کہ در ہمہ چیز بصوابید و استحسان آن عظیم الاوصاف لعل آمد چنانچہ حشمت جنگ بہادر قایل این
معنی اند مخبر الدولہ را ہم ہمیں مراتب پوست کنندہ جواب باید داد کہ در آن جاز یادہ ازین
مراتب حشمت جنگ بہادر ابلاغ شدہ البتہ آگاہی دادہ باشند و نیز بہ این جانب حکم رسید
ہند اظہار نمودہ می شود و در صورتی کہ در ہمہ باب استحسان خاطر آن حلیل المناقب باشند
اولی والا ہیچ وجہ من الوجوہ قبول نیاید کرد۔

آنچہ در مقدمہ سخن شنوی این جانب بالاجی پنڈت مرقوم خاتمہ و داد بود دریافت
گردید ترقیم این معنی کہ از قبیل الہام متصور گشت پیش ازین بہ بالاجی پنڈت نویسانیدہ شدہ بود
کہ قیام و استقلال خود باعث رونق دولت باجی راؤ ارجشم داشت بندگان عالی و دوستی این
جانب متصور دارند پس سرکار بندگان عالی نظر اصلاح و فلاح دوستی بہ اہل کمپنی نوشت و خواند
فرمودہ اند بدون اطلاع کمپنی انگریز بہادر در ہیچ باب یکشاوہ پیشانی چیزے نمی توان نمود و
این قسم تا کہ پس بہتر آنست کہ مفید دولت و البتہ مواہقت بہ اہل کمپنی نمودہ بند و بست
مقدمات خانگی وغیرہ خود لعل آوردن اولی است کہ باعث آسایش و رفاه خلایق و اتحاد
سرکارین گردد چنانچہ درین روز با بالاجی پنڈت از شیشادری پنڈت نویسانیدہ نظر بر اصلاح
سرکار و ولتا از چندے چنین مراتب ذہن نشین باجی راؤ می نمودند چنانچہ چیزے رو بہ راہ
آوردہ ام و چیزے می آرم درین روز با کہ کرنیل پالمر بہادر را باجی راؤ بہ تقریب شادی چنا
پا بہادر خود باز یافت نمودند وقت برخاست گفتند کہ بعضی مراتب بہ بالاجی پنڈت

و مرکوزات حضور که دوسه تعلقه متعلقه گورم کنده بود تفویض خان مذکور گردیده کیفیت تکرار
آن از نوشته شصت جنگ بهادر از منقر الدوله خواهند دریافت که قصبه کمار و کالوه در آن
در سرکاری باید -

همواره از ترقیم خیریت مسرور می نموده باشند زیاده چه بقلم آید والسلام بمیر
دوران بهادر سلام -

و مرکوزات حضور که دوسه تعلقه متعلقه گورم کنده بود تفویض خان مذکور گردیده کیفیت تکرار
آن از نوشته شصت جنگ بهادر از منقر الدوله خواهند دریافت که قصبه کمار و کالوه در آن
در سرکاری باید -

همواره از ترقیم خیریت مسرور می نموده باشند زیاده چه بقلم آید والسلام بمیر
دوران بهادر سلام -

اشایہ

نظام علی خان

حصہ اول

آصف جاہ ثانی (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علی)

فرزند آصف جاہ اول ۳۱ کے مولف کا بیٹا

۱۹ء کی کوشش ۹۸ء کی توجیہ ۹۹ء بدلتی

آصف جاہ سابع (نواب عثمان علی خان بدلتی)

آگولہ ۶۶ء

آنا گندی ۹۳ء

آنبہ جو گانی ۸۸ء

ابراہیم خان گارودی (برجنگ) ۱۰۱ء کی طبعی

معدتہ الجیش ۴۴ء کو حکم ۴۵ء بوسی کا عہدہ

۴۷ء فرسیدی فوج میں ۴۸ء کو مامور کرنا ۴۳ء

کو طرہ دار بنالیا ۷۰ء کی حرص ۸۲ء کا کام جنگ

میں ۸۵ء فراہم ۸۸ء

ابراہیم علی خان (برادرزادہ و داماد شولت) ۳۱ء

ابوالخیر خان (مہبت امر پائیگاہ) دھار و مالودہ

۶۵ء فٹ نوٹ -

اجلہ کا گھاٹ ۶۲ء -

احمد خان (جمدار) ۸۲ء -

الف

آزاد (غلام علی آزاد بگلی) پنجما میں ۴۲ء

ذی اثر مہتری ۱۰۲ -

آسیر کا قلعہ ۹۰ -

آشتی ۸ فٹ نوٹ -

آصف الدولہ (غازی الدین خان فیروز جنگ)

میر محمد بیہ (فرزند آصف جاہ اول ۳۱ء)

کو اطلع ۱۶ء کی بلا کی ۳۲ء ۲۱۳۳ء

آصف الدولہ (ملاحظہ بہ صلابت جنگ) ۹۸ء

آصف جاہ اول (میر الدین خان نظام الملک)

کے بعد اعلیٰ کا خطاب ۱ کی شخصیت ۲

کی اولاد ۳ کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ کی

زوجہ ۵ کی مصروفیت ۶ کا انتقال ۷ء

کی زناقت ۸ فٹ نوٹ کی دکن میں آمد ۹ء

کی قائم مقامی ۱۲ کے فرزند ۱۶ کے عہدہ

۲۵ فٹ نوٹ دکن ۱۰۱ء ۶۵ فٹ نوٹ

کے صاحبزادے ۱۰۱ء ۱۰۲ء

اورنگ آباد (خجستہ بنیاد ۱۰۱۰ مکز حکومت ۱۶)
سے نکلتا ۱۹ میں غازی الدین خان ۲۰ میں

عہدہ یکم ۲۱ سے نکلتا ۲۳، ۳۷، ۴۰ فٹ نوٹ،
من صلابت جنگ ۲۰، کی طرف پیش قدمی ۲۰

میں بوسی کا نہ رہنا ۲۱، کو بار سے ۲۲ کے
مغرب میں ۲۰، سے قریب ۵۲، کی حکومت

۵۲، کی قربت ۵۵، میں قیام ۶۲، سے قلعہ
۶۳، سے نکلتا ۶۴، سے طلبی ۶۶، میں نظام علی

۶۸، میں سکونت ۶۹، آنا ۷۰، سے کوچ ۷۱،
کا محاصرہ ۹۴، میر حکومت ۱۰۲، میں فوجی

خدمات ۱۰۴ -

اوس ۸۵، کے قلعہ میں ۸۷ -

ایلیجیور کا صوبہ ۳۷، ۹ -

ایلیگنڈل میں ۹۲ -

ب

بادشاہ یکم، دخر آصف جاہ اول ۲، کے شوہر
۲ فٹ نوٹ -

باسم ۶۶ -

بالاجی راؤ پیشوا ۲۲، کو نقصان ۲۲، کے پاس
صلابت جنگ ۲۵، کے مفاد ۲۶، کا کلام

کا وکیل ۲۸، کے ساتھ اتحاد ۳۰، کا ملازم
۳۷ فٹ نوٹ، کی پیش قدمی ۴۰، کی فوج ۴۱

۴۵، در خواست صلح ۴۶، کے پاس بوسی
۴۸، قریب اورنگ آباد ۵۲، لاجواب ۵۵

سے طلب مدد ۵۶، کو مر اسلت ۶۶، کے پاس

احمد خان (میر نظام الدولہ ناصر جنگ شہید) فرزند
آصف جاہ اول ۳ -

احمد شاہ ابدالی ۸۵، کا خطرہ ۹۱، کی فتح ۹۶
احمد نگر کے قلعہ دار ۸۲، پر پیش قدمی ۸۵، کی سمٹ ۹۱

اخلاص خان سعد اللہ خانی ۲ -
ادھونی ۲۷، کو چلانا جانا ۸۰، سے طلبی ۹۲

کورو انگلی ۹۳ -
اسد الدولہ (عبد الرحمن ذوالفقار خان حیدر جنگ

۲۵ فٹ نوٹ -
اسد جنگ (میر نظام علی خان نظام الدولہ) فرزند

آصف جاہ اول ۳ -
اسلم خان، صوبہ دار ۶۵

اتیار الدولہ کی شادی ۲ فٹ نوٹ -
امیر الممالک (آصف الدولہ سید محمد خان جنگ

ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ -
قلعہ بیدریں ۹۸، کا تغیر ۱۰۰

امین الدین احمد ۶۶ -
انگول ۷۲ -

انند راؤ (زمین اور ریگایم) کا مخالف ۷۵،
کو خط ۷۶، سے عدم محاسبہ ۸۰، بڑا زمیندار

انور خان (محمد قطب الدولہ) ۶۲، کو قید ۶۵ -
انجمن نامہ ۱۲، کا بیان ۱۵ -

اووگیر کا قلعہ ۸۲، پہنچنا ۸۵ -
اودھی (مورخ) کا بیان ۲۲، ۳۱، کا قیاس ۴۱، ۴۳

۶۸، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸ -

کان فلان کی استدعا پر ۵۵، صلابت
کے ہمراہ ۸۰ کی طلبی ۹۲ کی روانگی ۹۳

کی ماموری ۱۰۲۔

بستر ۵۵ فٹ نوٹ۔

بستت رائے پیکار ۸۸۔

بکٹ (جارج) گورنر درہاں ۳۱، ۳۲، ۳۳

کا معروضہ۔

بکالانہ کی فوجداری ۷۵ فٹ نوٹ۔

بلخ ۲۵ فٹ نوٹ۔

بلونت راؤ ۴۵۔

بنگالہ کے ناظم ۳۳۔

بوسنی (موسیٰ) اعمدۃ الملک کی خواہش ۱۳۱۱

کا پروپاگنڈا ۱۵۱ کے شرائط ص ۲۴ کا

ملازم ۲۵ فٹ نوٹ کی علیحدگی پر ۲۶:

کو اشتعال سے باز رکھنا ۲۷ کی درخواست

۲۷ کو سرکاران شمالی کی تفویض ۲۸، کو

صلابت جنگ کا خط ۲۹، ریاست کے مفاد

میں ۳۰، کا پہلا حملہ ۳۱ کی طلبی ۳۲، ۳۳

سے ص ۳۴ کی دیوانی ۳۵، کو اطلاع ۳۶

کو نیچا دکھانے پر ۳۷ کی قوت توڑنے ۳۸

کی حدوں کی ۳۹ کی غلطی ۴۰، کا اورنگ آباد

میں نہ رہنا ۴۱، محملی بین ۴۲ کا قبول کرنا

۴۳، کی ملاقات نظام علی خان سے ۴۴ کا

پلاٹ ۴۵، کا قبضہ قلعہ پر ۴۶، ۴۷ کے

ہاتھ گزار ۴۸، کا اجلاس ۴۹، ۵۰ کے رشید علی

والیسی ۱۶۰ کے پاس ۸۲ کے بجائی ۹۲

کا انتقال ۹۲۔

بالکنڈہ ۱۶۰، بریک (ابراہیم خان گڑھی)

۳۰ فٹ نوٹ۔

بجوار ۵۰ میں فوج ۷۴، سے آگے۔۔۔ سے لک

پہنچانا ۷۹۔

بختاور سنگھ و خرم بابت جنگ ۴ فٹ نوٹ۔

بیرار ۸۰ فٹ نوٹ، کوروانگی ۱۰، کی صوبہ دہلی

۲۷، کوروانگی ۳۱ کی تاریخ ۳۱، سے

اورنگ آباد ۴۲، کی حکومت ۱۵، سے تباہ

۵۲ کی نظامت ۶۵ فٹ نوٹ میں مدد

۶۶ کے صوبہ دار ۱۰۴۔

برہان پور کوروانگی ۶۲، ۶۳ کی نظامت

سے نکل کر ۶۰ کی طرف تعاقب میں ۶۰

کی سمت تین دن تک ۱۔ ص ۹۱، ۹۰۔

برہان پوری سلیم (التمباہیم) محل نظام علی خان

۶۶، بڑھ گاؤں ۸۲۔

بسالیت جنگ (میر محمد شریف خان شجاع الملک

شجاع الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳

کی دفتر ۴ فٹ نوٹ، کے ساتھ ۴۲ کا ملازم

۲۵ فٹ نوٹ، صوبہ دار بجا پور ۲۰، فوجی

۳۷، صلابت جنگ کے ہمراہ ۴۰، کو لیکر

۴۲ کی جاگیر ۴۴، کے تحت سرکاری فوج ۴۵

محمول ۴۶ میں ۴۹، پر فیر ۵۰، کو چرکی و پچی

۵۱ کی علیحدگی ۵۵، امور ریاست میں ۵۶

پاتھری ۸۲ فٹ نوٹ -

پاتھری ۳۷ -

پانڈیچری (پھوچری) ۱۰، میں خواجہ قلندر ۲۵

فٹ نوٹ، میں طلی ۳۲، کا عہد نامہ ۳۲ فٹ

سارخ ۹۰ -

پانی پت کی جنگ ۲۷ فٹ نوٹ

پدپور پر شکست ۱۷۵ -

پرتاب ونٹ (راجہ ونٹ داس) کا وار ۵۹

کے ذریعے ۹۰، کو حکم ۹۲ -

پراسرار منڈیت وکیل ۲۲، کی خواہش ۲۸

پنج محال ۹۴ -

پورنا ۶۷ -

پونا ۲۳، ۸۵ کی سمت میں ۸۷، کا ارادہ ۸۸

کوروانگی ۹۳، پہنچ گئے ۹۵، تباہ ۹۶ -

پھوچری (پانڈیچری) ۱۹، ۳۲، ۳۳، کے گوتہ

کا حکم ۷۲ -

پھولری ۷۲ -

پلیری ۷۵ -

پیشوا (بالاجی راؤ) طرفدار غازی الدین خان ۱۹

سے بغاوت ۲۲، کا تاثر ۸۷، کا بھائی ۸۷

کا انتقال ۹۲، سے مل جانا ۹۵، کو متفق

کر لینا ۱۰۲ -

ت

تپتی ۷۴

تاریخ خورشید جاہی، ۲ فٹ نوٹ -

کے منصوبے ۷۵، کے دیوان کا قتل ۵۸،

کے جوان بار ۶۰، کو قتل کی اطلاع ۹۱، ۹۲

کا ابراہیم خان کو مامور کرنا ۶۳، کی تحریک

۹۴، کا تصور ۷۰، کی خدمات ۷۱، کی عید

۷۲، کا قطع تعلق ۷۳، کا حیدر آباد سے مکلنا ۷۴

کی طلی ۸۰، کی فوج کا عہدہ دار ۸۳، پر غلٹ

۸۲، کی عدم متابعت ۱۰۳، کی خواہش ۱۰۴

کی خاطر ۱۰۵ -

بہادر خان (محمد) کی ماسوری ۶۵ -

بہادر ول خان، ناظم ۹۳ -

بہادر گڑھ ۸۴ -

بھالکی ۱۰ فٹ نوٹ -

بہاؤراو (سدا شیوراؤ بھاؤ) ۹۱ -

بہروز خان ۸ فٹ نوٹ -

بھوپال میں مرہٹے ۸۷ -

بھونسلہ (جانوجی بھونسلہ) ۶۷ -

بھونگیر ۷۹ -

بیجا پور ۸ فٹ نوٹ ۷۲ -

بیدر (محمد آباد) کی صوبہ داری ۲۷، پر قبضہ کرنے

۷۲، کے قلعہ دار ۹۳، سے نذرانہ ۹۴ کے

قلعہ میں خنزوی ۹۷، کو واپسی ۹۸، پہنچکر

۹۹، میں آصف جاہ ۱۰۰ -

بیگلر بیگی خان قلعہ دار ۶۵ فٹ نوٹ

بیگم بازار ۴۰ -

پ

جانوجی (بھونسلہ) ۳۸، پرنسپلہ ۴۱، کو اطلاع
کی شرف زمین بوسی ۶۷ کی مدد ۶۸ -
جانوجی (تبلاکر) کو حکم ۹۲ کی عرض ۹۵ کے
ذریعے شرائط ۹۶ -

جعفر علی خان ۲۸، سپہ سالار ۶۱ -

جنگاؤں، ۶۵ فٹ نوٹ -

جمال الدین حسین خان ۲ فٹ نوٹ -

ج

چار محل، ۳۱، کا محاصرہ ۳۲ -

چاندہ (دیوگڈھ) ۳۷، ۳۸، ۴۷ کی ہم ۴۸ -

چنل ٹھانہ میں مقام ۴۳ -

چمارکنڈ، پر معرکہ ۹۲ -

چند اصحاب (حسین دوست خان) ۹۱ -

چند رسیدیں، کا بیٹیا، ۱۷، فٹ نوٹ، ۴۵ -

ح

حامد اللہ خان (میانہ لکھ) وکیل مطلق ۹۱ -

حقیقتہ العالم ۱۴، ۸۲، ۹۰، ۹۸، ۹۹ -

حسین دوست خان (چند اصحاب) ۹۱ -

حشمت جنگ کو سہرازی ۹۵ -

حضرت بندہ نواز گیسو دراز ۹۳ -

حفیظ الدین احمد، نام نظام علیخان ۵ -

حفیظ اللہ (حافظ محمد) ۶۲ -

حیات خان، کا بیان ۹۰ -

حیدر آباد کو صلابت جنگ کا آغاز ۱۹، ۲۰، ۲۱ -

۲۸، کے نایب پاشا، میں مصاحبت ۳۷ -

تاریخ ریاست حیدر آباد دکن ۶۰ -
تاریخ شہرہ ۶۲، ۶۵، ۸۱، ۸۸، صلح کے باب
میں ۹۰، انزو کے مسئلہ میں ۹۱، کا بیان ۹۹ -

تاریخ نظامی ۶۵ -

ترجیاتی ۲۲ -

ترک، آزاد ۹۵ -

تلاوت جنگ ۲ فٹ نوٹ -

تشیبہ در ۲۶ -

توران ۶۵ فٹ نوٹ -

توزک آصفیہ ۱۰، ۱۲، ۲۷، ۳۱، سند کھیرگی

سے متعلق ۶۶، حیدر جنگ کے قتل پر ۵۹، ۵۸

۴۱، نظام علیخان کی روانگی پر ۶۲، ۸۵

جنگ اوڈگیر کے متعلق ۸۷، ۸۸، فٹ نوٹ،

۸۹، ۹۰، کا تعجب ۹۶، کا مصنف ۹۹ -

توزک والا جاہی کا بیان ۲۰، میں خط ۳۲

۵۹، بوسی کی علیحدگی پر ۷۶ -

تسخ جنگ، جنگ اوڈگیر میں ۸۵ -

ط

طاندوچہ ۸۸ -

ٹوکہ ۴۲ -

ٹپو سلطان سے مرادست ۲ فٹ نوٹ، ۸۳ -

ج

جادوراؤ ۶۶ -

جارج بکٹ ۳۱، ۳۲، کا معروفہ -

جائشمن، سفیر ۷۶ -

خزانہ عامرہ ۱۹۹، ۹۸۔

خلد آباد ۵۸
خواجہ قلی خان موزوں (ذوالفقار الدولہ) جینگ
کی لڑکی ۶۵۔

خواجہ بابا خان ۴۱، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ۔
خواجہ قلندر بخاری ۲۵، فٹ نوٹ۔

خوشحال بیگ اوستا و نظام علی خان ۶۔
خیر النساء بیگم دختر آصف جاہ اول ۳۳، فٹ نوٹ۔

۵

داستان نظام علیخان ۶۲۔

دقوبا، ۲۵۔

دربار آصف، ۴ فٹ نوٹ۔

درگاہ قلی خان (موتی الملک سالار جنگ) ۱۹۴۔

دکن، ۷ میں آصف جاہ ۱۹ کی نظامت ۳۳۔

میں فرانیسیوں کی آبادی ۸۰، ۷ میں انتظام

۸۰ کی صوبہ داری ۱۹۸، ۱۰۰، پر قبضہ کرنے

۱۱۰۱ پر قابض و شہر ۱۰۵۔

ولیر جنگ ۸۲۔

دولت آباد ۴۲، کے قلعہ میں پناہ ۴۳، کے

قلعہ کا تصفیہ ۵۱، کے قلعہ پر قبضہ ۵۲، کی

قلعہ داری پر ۵۳، کے قلعہ داری کو ۵۴، کے

قلعہ کا حصول ۵۵، کا قلعہ ۵۶، ۹۱۲، ۹۱۳

میں پناہ ۹۲۔

دھار کا قلعہ دار ۶۵ فٹ نوٹ۔ ۸۸

دھارور ۸۵، کی طرف کوچ ۸۷، ۸۸، پچھلے کارا

کی صوبہ داری ۵۱ جانے کی تیاری ۵۷،

میں خواجہ قلی خان ۶۵ فٹ نوٹ، میں صنایع

۶۸، ۶۹، پچھلے سے قبل ۶۹ کے اندرونی

معاملات ۷۳، پچھلے ۷۴، سے قریب ۸۰،

کو جانا ۸۱، پچھلے انتظامات ۸۲، کو واپسی ۹۲۔

حیدر جنگ (عبدالرحمن ذوالفقار خان اسد اللہ)

کا ہوا خواہ ۲۵، کے ذریعے ۳۱، کی چال ۳۲

بوسی کے ساتھ ۳۷، کو غلش ۳۹، کی ملاقات

۴۷، کا سو فٹن ۴۸، کے ذریعے ۴۹، کی سال

۵۰، نے قید کر لیا ۵۲، کی ماموری ۵۴، کا

دخل ۵۷، نظام علیخان کے دربار میں ۵۸،

کا غصہ ۵۹، کے قتل کے بعد ۶۰، کے قتل

کی اطلاع بوسی کو ۶۱، کے قتل کا انتقام ۶۲،

کے قتل کے ساتھ ہی ۶۳، ۷۰، کے قتل سے

۷۱، کی خواہش ۱۰۴، کو قتل کرنا ۱۰۵۔

حیدر یار خان (میر الملک شیر جنگ) دیوانی

۷۲، سفیر صلح ۸۹، ۹۱۔

خ

خان بہادر صاحبہ، دختر آصف جاہ اول

خاندنیں ۶۴، کی ایک سرکار ۶۵ فٹ نوٹ،

صلح میں ۹۰۔

خجستہ بانو بیگم دختر آصف جاہ اول ۴،

۴ فٹ نوٹ۔

خجستہ بیاد (اورنگ آباد) سے ہزارہ ۹۶۔

خجستہ بیگ ۹۷۔

رگھناتھ راؤ کی نوٹ ۹۲، ولی ۹۲۔

ن

زبردست خان کا وار ۵۹۔

نزیب النساء بیگم محل نظام علی خان ۶۶۔

ن

ساسوڑ ۴۵۔

سانڈرس ۳۲ فٹ نوٹ کو خطوط ۳۶۷۔

ساد نور ۱۰، کی جنگ ۲۲، ۲۳، ۲۴ کا محاصرہ ۲۴۔

۳۰ کی صلح ۳۱، کی جنگ میں کوشش ۳۹۔

سبحانی طوائف ۶۵۔

سداسیور او بھاؤ ۸۲، پیشوا کا مختار ۸۷۔

سدی عنبر خان ۶۷۔

سراج الدولہ، ناظم بنگالہ ۳۳۔

سرکاران شمالی میں شکست ۲۵ فٹ نوٹ۔

میں انگریز ۲۸، ۲۹، فوج کی تنخواہ میں ۳۲۔

کا موقع ۵۴، کی حفاظت ۷۲، کے زمیندار ۷۲۔

۵۔ فٹ نوٹ، میں یورپی تفریق ۷۲ فٹ نوٹ

سے انڈیا میں ہونا ۷۲، میں عدم اعانت

۷۹، کی طرف توجہ ۸۰، کا انتظام ۸۱۔

سعد اللہ خان ۱۔

سلطانجی تمبا لکر ۹۵، کی غرض ۹۵، کے

ذریعے شریط ۹۶۔

سمہ قند ۱۔

سندھ کھیر ۳۷ فٹ نوٹ ۴۵، ۴۶، کی جنگ

کی وجہ سے افواج ۹۳، کی جنگ ۹۳، کی جنگ ۹۳۔

پنچر ۸۹، میں ۹۴۔

دیو گدھ چاند ۳۸۔

ط

۱۰ ویلے ۹ کو حکم ۲۱، ۲۵ فٹ نوٹ، کی واپسی ۲۱۔

کتابدار ۲۹، کی اطلاع ۳۶۔

ڈی وولٹن فریسی ڈاکٹر ۲۱۔

ذ

ذوالفقار الدولہ (قائم جنگ خواجہ قلی خان)

۶۵ فٹ نوٹ۔

ذوالفقار جنگ برادر حیدر جنگ ۸۱۔

ذوالفقار خان (حیدر جنگ اسد الدولہ)

۲۵ فٹ نوٹ۔

ر

راجندر ۴۷۔

راجندر ۱۰، ہاکی سے اورنگ آباد ۴۵، کا

پڑاؤ ۵۹، کے لشکر میں ۶۲، کے پاس فواد

۹۲، کا اغوا کرنا ۹۵، کی سرکشی ۹۶۔

رائے پور ۲۰، میں حملہ ۷۷، پر قبضہ ۷۹، میں

نظام علی خان ۹۱۔

۹۲۔ رتن چند (راجا کا واس) ۹۱، کی نظر بند

رکن الدولہ (شکر خان) کی علیحدگی ۲۰،

ذبیانہ ریتی ۱۰۲۔

رگھناتھ داس (ملاحظہ ہو رگھناتھ داس)

رگھناتھ داس ۱۲، کو توقع ۱۵، کی دیوانی

۱۲، کا سبھ کر لینا ۱۰۳۔

سوریا پیٹھ ۸۰۔

سوریا راؤ کی سرکشی ۸۲۔

سہراب جنگ (اعظم الامراء واسطو جاہ شہر ملک

معین الدولہ غلام سید خاں) ۲۲، کی چیدر

سے گفتگو ۵۸، کاوار ۵۹، سفیر ۶۶، کی

واپسی ۶۷، کی رائے ۶۸، کی رائے ۶۸،

کی روانگی ۸۲، جنگ او دیگر میں ۸۵، صلح

میں ۹۰۔

سیاوت خاں، قطعدار ۹۳۔

سید حسین، پیر زادے ۵۔

سید سلیمان ۵۔

سید محمد خان (امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ

وظیفہ جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳، کی

تحت نشینی ۱۲۔

سیف الدولہ کو حکم ۹۲۔

سیکا کول، کا حساب ۲۷، کے زمیندار ۷۵۔

ش

شاہ تہلی، صاحب توزک آصفیہ ۹۹۔

شاہ بچیاں ۱۰۔

شاہ عالم ۱۰۰۔

شاہ محمود ۲۲۔

شاہنواز خاں (مصم المملک مصم الدولہ

میر عبد الرزاق) ۲۲، کی خواہش ۲۳، کی

کوشش ۲۲، باعث برطرفی فرانسیسیاں ۲۷،

مخالف فرانسیسیاں ۲۸، کے خیال کی توجہ

۲۹، کا احوال ۳۰، کے دوست ۳۱، کا

اتفاق ۳۲، ۳۵، کا منصوبہ ۳۶، ملازم

۳۷، کی سعی ۳۹، کی چال ۴۱، پر ہنگامہ ۴۲

کا اندیشہ ۴۳، کے بعد سے ۴۴، کے ذریعے

۴۷، کی غرض ۴۸، پر نگرانی ۴۹، کی سازش

۵۰، کا تصفیہ ۵۱، کی نظر بندی ۵۲، کا

۵۳، کی جنبہ داری ۵۴، کا قتل ۵۵، کا

قتل ۶۱ و ۶۲ و ۶۳، کی حویلی ۸۱، کے عہد

دیوانی میں ۸۲، کے بیٹے ۹۳، ذی اثر و متی

۱۰۲، کا عندیہ ۱۰۳، کا طرہ قرار ۱۰۴، قید ۱۰۵

شجاع الدولہ (شجاع المملک بسات جنگ

میر محمد شریف خاں) فرزند آصف جاہ اول

شجاع المملک (شجاع الدولہ بسات جنگ

میر محمد شریف خاں) فرزند آصف جاہ اول

۲۳، ۳۳۔

شمس الدین ۶۲۔

شوکت جنگ (معین خان) دیوان خانگی

۷۷، کی شہادت ۸۸۔

شہاب الدین فرزند عابد خاں ۱۔

شہسوار جنگ کا وار ۵۹۔

شیخ محمد جعفر، استاد نظام علی خان ۶۔

شیخ محمد حبیب، استاد نظام علی خان ۶۔

شیخ محمد حبیب، ۸، فٹ نوٹ۔

شیخ حبیب، ۸، فٹ نوٹ۔

شیخ علی خان، اتالیق نظام علی خان ۸۔

شیر جنگ (نیر الملک حیدر یار خان) کی رائے
۱۲، دیوان دکن ۲، سفیر ص ۸۹، ۹۰، ۹۱
۹۱، کا استغناء ۹۳

ص

صدر الدین خاں، کوسر فزازی ۶۵۔
صف شکن خاں (مجاہد جنگ) ۶۸۔
صلابت جنگ (امیر المملک آصف الدولہ
سید محمد خاں ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول
۳، کا عہد ۸ فٹ نوٹ، معرکہ میں ۱۱، ۱۲
کی تحت نشیمنی ۱۲ کے بڑے بھائی ۱۵ کی
طرقداری ۱۶، ۱۸، کو قازمی الدین خاں
کی آمد کی اطلاع ۱۹، کی والدہ ۲۰، کی لخت
۲۱، کے مخالف ۲۲، کے زیر حکومت ۲۳
کی فرنیسیسی فوج ۲۴، کو صلح پر رضامند کرنا
۲۴، کا عہد نامہ ۲۵ فٹ نوٹ، کو اطلاع ۲۵
پر مستولی ۲۶، سے پیشوا کا اظہار ۲۷، کی
لازمیت میں فرنیسیسی فوج ۲۸، سے مرسلت
۲۹، ۳۰، کے ساتھ ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴،
کا یقین ۳۶، کے بھائی ۳۷، کے عہد میں
فرنیسیسی ۳۹، سے مطالبہ ۴۰، کے خلاف
منصوبہ ۴۱، کے سپاہی ۴۳، سے ملاقات
۴۴، کی اجازت ۴۵، کی فوج ۴۷، کی ذاتی
تحریک ۴۹، کے محل کے قریب واقعہ ۵۰،
کا فرمان ۵۱، رابعہ دورانی کے مقبرہ میں ۵۲،
کی فوج سے قریب تر ۵۴، کے قبضہ میں ۵۵،

کے منشا پر ۵۵ کی خلد آباد روانگی ۵۸، کی
فوج کے سپہ سالار ۶۱، کی طرفداری ۶۵،
کے عہد میں خواجہ قلی خاں کو خطاب ۶۵ فٹ نوٹ
کی مرسلت ۶۶، کے پاس نظام علی خاں
کی طرف دستہ فوج ۷۰، کے خلاف بے چینی ۷۱،
۷۲، کو خط ۷۳، عبور گوداوری ۷۴، کا کان
فلان کی استدعا پر ۷۵، اصلی رئیس ۷۶،
کے دربار کی معلومات ۷۷، کی منظوری دینا
صلح پر ۷۸، کی تاریخ ملک میں ۷۹، کے پس
سے واپس طلبی ۸۰، کا حیدر آباد جانا ۸۱،
کا معاہدہ ۸۳، کے ساتھ نظام علی خاں ۸۴،
پر کامیاب ۸۷، جنگ سے بیدل ۸۹، کے
منشا پر ۹۰، تحمل کرتے ۹۱، کاتلون ۹۲، کی
جنوب میں روانگی ۹۳، کی حفاظت ۹۵،
کاتلون ۹۶، کی کٹا کر کوشی ۹۷، کے تلون کا اثر
۹۹، کا غلط تصور ۱۰۱، کے طرفدار ۱۰۲، کی
صلح بوسی سے ۱۰۳، کا خزانہ خالی ۱۰۴،
کا دکن کی طرف چلا جانا ۱۰۵، کو زبردیا جانا ۱۰۶،
صمصام الدولہ (صمصام الملک شاہ بہادر)
میر عبد الرزاق (۱۰ فٹ نوٹ ۲۳، پر رضا
۴۰، کا اکسانا ۴۱، کی سوچ ۴۲، کا قلعہ سے
نکلنا ۴۴، مصنف مائر الامراء ۹۸، ذی اثر
ہستی ۱۰۲۔
صمصام الملک (صمصام الدولہ شاہ بہادر)
میر عبد الرزاق ۲۲،

- صمصام الملک (صاخرادہ) کے نبیرے فرزند
 صمصام الملک (عبدالحمید خاں) فرزند
 شاہنواز خاں صمصام الملک ۹۲ -
 ظ
 ظفر جنگ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) فرزند
 آصف جاہ اول ۳ -

غ
 غازی الدین خاں فیروز جنگ، فرزند
 عابد خاں ۱ -

غازی الدین خاں (فیروز جنگ میر محمد پاہ)
 فرزند آصف جاہ اول ۳، ۱۵، کو اطلاق
 ۱۱، ناظم دکن، ۱۷، کا حصول فرمان ۱۸، کی
 آمد ۲۰، کا زہر سے مرنا ۲۱، کی رغبت قتل
 ۲۲، کو ہلاک ۳۲، ۳۳، ۲۷، کی بافح آمد
 ۱۰۱، سے باز رہنا ۱۰۲ -

غلام سید خاں (سہراب جنگ حسین الدولہ کے
 ارسلو جاہ اعظم الامراء) ۴۴ -
 غلام علی (آزاد بگلر امی) ۳۰، ۳۵، ہنگامہ
 ۴۲، شاہنواز خاں کی استقامت میں ۴۴،
 ذی اثر رستی ۱۰۲ -

ف

فتح میدان (واقع اورنگ آباد) ۴۳ -
 فورڈ آکرل ۲۵، فٹ نوٹ کے قاصد ۷۹، کا
 حکم ۷۷، کی صلابت جنگ سے ملاقات ۷۸،
 کو ذات جاگیر کی درخواست پر ۸۳ -
 فیروز جنگ (غازی الدین خاں) فرزند عابد خاں

ع
 عابد خاں، آصف جاہ کے دادا ۱ -
 عاقل خاں، کی حویلی ۸۱،
 عالم آرا بیگم، کا بلغ ۹۲ -
 عالم شکیخ ۱۱ -
 عالمگیر ۱۱، کی فتح ۸، فٹ نوٹ کے پاس سفیر
 ۹۵، فٹ نوٹ -

عبد الحکیم خاں، ۲۲، سے اتحاد ۲۳ -
 عبدالحی خاں (صمصام الملک) دیوان ۹۲ -
 عبد الرحمن (ذوالفقار خاں حیدر جنگ سندھ)
 ۲۵، فٹ نوٹ -

عبد الشہید خاں فرزند عضد الدولہ ۶۸،
 کو سولی ۸۴ -

عبد القادر، فرزند شیخ علی خاں ۸، فٹ نوٹ -
 عبد اللہ، شیخ ۶۴، -

عبد القی، فرزند شاہنواز خاں ۹۲ -
 عثمان علی خاں بہادر (آصف جاہ سلج)
 کافران ۲ -

عضد الدولہ ۶۸ -

فیروز جنگ (میر محمد شاہ غازی الدین خاں آصف الدولہ)
فرزند آصف جاہ اول ۳، سے ملنا ۱۰۲۔

ق

قاد خان ۶۷۔

قائم جنگ (ذوالفقار الدولہ خواجہ قلی خاں
کمزون) ۶۵ فٹ نوٹ۔

قطب الدولہ (محمد نور خاں) ۶۴۔

قیلچ خاں، آصف جاہ کے دادا، ۱۰۱۔

قمر الدین خاں (آصف جاہ اول) کے جدا اعلیٰ۔

مقام جنگ، کاظمہ ۵۹۔

قوی جنگ ۸۲۔

ک

کاکا واس (راجہ رتن چند) ۹۱۔

کالی بیگم دختر آصف جاہ اول ۴۔

کان قلات، کے ذریعے خط ۷۳، کو قبضہ ۷۲،

کی استدعا ۷۵، مطیع انگریزیاں ۷۷۔

کرشنا (دریا) ۷۸۔

کرناٹک، میں مظفر جنگ ۹، کے نواب ۱۶، کے

نواب کا خط ۱۸۷۱، کے نواب نایب ۱۸،

کی فوجداری کا دعویٰ ۱۸، کی ابتری ۱۹،

میں فرنیسی ۲۸، کی حکومت ۲۹، کے نواب کے

ذریعے ۳۱، کے نواب کی طرف سے ۳۲، کو

جواب ۳۳، میں بوسی ۵۵، کی جنگ میں ۵۲،

کارخ ۸۰۔

کرنول ۱۰، کا سردار ۱۱۔

کڑپہ ۱۰۰۔

کلائیو (لارڈ) کی مراسلت ۷۲۔

کلیانی ۴۲ فٹ نوٹ۔

کمال النساء بیگم ۴ فٹ نوٹ۔

کنڈا ویر ۷۸۔

گ

گرانڈ با، کوایا ۶۲، ۶۷، فوج کی روانگی ۶۸۔

گر دھاری لال احقر ۴۳۔

گلبرگہ ۹۳۔

گلزار آصفیہ، کا بیان تخت نشینی کی نسبت ۱۴،

جید جنگ کے قتل پر ۶۰، کے مصنف کے

والد ۶۱۔

گنجنام، ۷۵، فٹ نوٹ۔

گوئی، ۲۳۔

گوداوری (دریا) ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، کو لیو کے

۷۷، کے پار ۷۹۔

گوڈے ہو (فرنیسی گورنر) ۳۲، ۳۳، فٹ نوٹ۔

گوشہ محل، میں قیام ۹۳، ۹۴۔

گوکنڈہ کا محاصرہ ۱۷، کا خزانہ ۱۶، کے قریب

فرنیسی فوج ۲۵ فٹ نوٹ، کا خزانہ ۳۴،

پہنچا دے ۷۱۔

گھوڑندی ۹۵۔

ل

لالی - موسیٰ (گورنر پانڈیچری) ۳۲، کا خط ۷۱،

کو مراسلت ۷۲، کی تحریر سے ۷۳، کا حکم ۷۴،

انعام میں ۱۷۸ سے واپسی ۱۸۰ ماہین
معاہدہ ۸۳ -

محمد آباد (ملاحظہ ہو بیدر)

محمد بہادر (ہمت بہادر خاں) ۱۲ -

محمد نیاہ - میر (غازی الدین خان فیروز جنگ)

آصف الدولہ (فرزند آصف جاہ اول ۳۰)

محمد حسین (بین الدولہ) صوبہ دار حیدر آباد ۱۳

کونٹہ ۲۸ کی کوشش ۳۱ کی گرفتاری ۵۲

۵۲ کا قتل ۶۲، ۶۱ -

محمد شریف خاں - میر (شیخ الملک شجاع الدولہ)

بسات جنگ (فرزند آصف جاہ اول ۳ -

محمد علی - نام نظام علی خاں ۵ -

محمد علی خاں کا موسومہ خط ۱۰ فوجدار کرنا

۱۸ طرفدار غازی الدین خاں ۱۹ کی ضمانت

پیشکش پر ۲۸ سے مصاحبت ۶۹ -

محمد نگر (گوکٹنڈہ) کے قلعہ میں ۸۲ -

محبتہ بیگم دختر آصف جاہ اول ۲، ۴ فٹ نوٹ -

مدرس اس اکیس انگریز ۲۷ -

مراد خاں ۹۵ -

مراری راؤ گھوڑ پیرے، حاکم گوتی ۲۲

کی تادیب ۲۳ کی خدمات ۲۴ کی علحدگی ۲۹

منظفر جنگ (پدایت محی الدین خاں) نیسہ

آصف جاہ اول ۳ کی والدہ ۴ فٹ نوٹ

کا انحراف ۹، ناصر جنگ کی شہادت کے تحت

۱۰ عدم ایفاء سے عہد ۱۱ پر حملہ ۱۲ کا دیوانہ

کا غناو ۸۰ -

لشکر خاں (رکن الدولہ) کی علحدگی ۲۰ کی

دیوانی ۳۲، فرانسیسیوں کے خلاف ۳۶

نوی اثر ہستی ۱۰۲ -

پچھمنا (تمجبان موسیٰ بوسی) ۶۲، ۶۱، ۶۲ -

پچھمی نامہ این شفیق کامیان ۲۲، ۲۱ -

لیری - موسیٰ (ملاحظہ ہو لالی - موسیٰ) ۳۲ -

ماتر آصفی ۱۱ حیدر جنگ کے قتل پر ۵۹، ۹۰ -

ماتر الامرا ۹۸، ۹۹ -

مادھوراؤ، پیشوا ۹۲ -

مالوہ کا فوجدار ۶۵ فٹ نوٹ -

مانڈو ۶۵ فٹ نوٹ -

ماہور ۹۸، ۹۹ -

مبارز الملک (حامد اللہ خاں) وکیل مطلق ۹۱

کے سپرد ۹۲ -

مبارز خاں کی جنگ ۶۵ فٹ نوٹ کے

بیٹے ۹۱ -

متوسل خاں، داماد آصف جاہ اول ۲ -

مجاہد جنگ (صف شکن خاں) ۶۸ -

مچھلی بندر (مچھلی ٹپن) کو روانگی ۳۰ -

مچھلی ٹپن (مچھلی بندر) کی فوجداری ۲۵ فٹ نوٹ

کو روانگی اور طلب مدد ۳۰، ۳۱ میں موسیٰ

۴۷ کی حفاظت ۴۷، آئیں ۵۷ سے قریب

۷۴ کے قلعہ پر گولہ باری ۷۷، انگریزوں کے

موسیٰ موراسین (ملاحظہ ہو موراسین موسیٰ)
موسیٰ تارنج (ملاحظہ ہو تارنج موسیٰ)
موسیٰ ہیری - ۵، ۷ فٹ نوٹ -

مہا لکی - ۱ فٹ نوٹ، ۷ سے راچندر ۴۵ -
مہا بانو بیگم - دختر آصف جاہ اول ۴۴ فٹ نوٹ
میا لکھن - ۲۶، ۲۱، ۲۰ -
میدک - ۹۲ -

میر احمد خاں (نظام الدولہ ناصر جنگ) فرزند
آصف جاہ اول ۳ -
میر کلان خاں داماد آصف جاہ اول ۴ -
میر عالم ۹۸ -

میور - ۲ فٹ نوٹ ۲۹ -
میمواری پوریوسی ۲۵ فٹ نوٹ -

ن

نادر شاہ اکا جلد ۷، ۲ -

ناراین دیو ۵، ۷ فٹ نوٹ، کی فرانیسیوں
سے ملے گی ۷، ۶ فرانیسیوں کا مخالف ۹
تارنج - موسیٰ کی ملازمت ۸۳ -

ناصر الملک (میر علی خاں ہمایوں جاہ) فرزند
آصف جاہ اول ۹۲، ۳، مرہٹوں میں ۹۵،
کا خیال ۹۶ -

ناصر جنگ شہید (نظام الدولہ میر احمد خان)
فرزند آصف جاہ اول ۳، اکا اخراج ۷،

قائم مقام ۹، کی شہادت ۱۰، کی تخت نشینی ۱۵
کی شہادت کی بانی مہانی قوم ۱۶، ۱۷، ۱۸ کے

کی جانشینی ۱۲، کے بعد ۱۵، کی فرنیسی فوج
۲۵ فٹ نوٹ، اکا اخراج ۱۰، کی سرپرستی
میں ۱۰۳ -

منظم خاں، گاڑوی - ۲۳، ۱ -
مقتصد الدولہ (ہمایوں جاہ ناصر الملک میر
مغل علی خاں) فرزند آصف جاہ اول ۳ -

معین الدین حسین خاں ۲، فٹ نوٹ -
معین خاں (شوکت جنگ) ۳۱، کارکنانہ -

مغل علی خاں - میر - (ہمایوں جاہ ناصر الملک
مقتصد الدولہ ہمایوں جنگ) فرزند آصف
اول ۹۱، ۳، مرہٹوں میں ۹۵، کو
ورغلانا ۹۶ -

مقتدا خان، قطار ۹۳ -
مکر مہ بانو بیگم دختر آصف جاہ اول ۴ -
ممتاز الامراؤ بنہ آصف جاہ اول ۴ فٹ نوٹ -

مہسار اہم ہنگامہ میں ۴۲ -

غیر الملک (حیدر خاں شیر جنگ) صلح میں ۹۰ -

موتمن الملک (دنگاہ قلی خاں سالار جنگ) ۹۴ -

موراسین - موسیٰ کے ساتھ شریک ۷۴ -

موزوں (خواجہ قلی خاں) ۶۵ فٹ نوٹ -

موسیٰ یوسی (ملاحظہ ہو یوسی - موسیٰ)

موسیٰ یوسی (ملاحظہ ہو یوسی - موسیٰ) ۱ -

موسیٰ کان فلان (ملاحظہ ہو کان فلان یوسی)

موسیٰ لالی (ملاحظہ ہو لالی - موسیٰ)

موسیٰ لیری (ملاحظہ ہو لیری - موسیٰ)

بھائی ۳۲، ۳۳ کے عہد میں خواجہ قلی خان
۹۵ فٹ نوٹ کا قاتل ۳۷ سے انحراف ۱۰

کی سرپرستی میں ۱۰۳-
تاگیور ۶۶-

ناندڑ کی صوبہ داری ۸ فٹ نوٹ ۹۲-

نہتھنگر ۱۷-

نجیب الدولہ (شیخ علی خاں) اٹالیق نظام
نرمل ۶۹، ۷۰، ۷۱ کا زمیندار ۸۲-

نذر لے ۹۵ فٹ نوٹ -

نظام الدولہ (ناصر جنگ شہید میر احمد خاں)
فرزند آصف جاہ اول ۳-

نظام الملک (آصف جاہ اول میر قمر الدین خاں)
کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کے فرزند ۵۱-

نظام الملک (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام)
آصف جاہ ثانی (فرزند آصف جاہ اول ۳-

نظام ٹپن ۷۸-

نظام علی خاں میر (نظام الملک نظام الدولہ
اسد جنگ آصف جاہ ثانی) کے والد ۱۱ فرزند

آصف جاہ اول ۳ کی صاحبزادی ۱۱ فٹ نوٹ
کی نام رکھائی ۵ کی تعلیم ۶ کی تحریر ۷ کے

نام پر فتح ۸، ہم سفر ناصر جنگ ۹، ناصر جنگ کی
شہادت کے بعد ۱۰، معرکہ میں ۱۱، قتل ۱۲

خاں میں ۱۳، کی رائے تخت نشینی پر ۱۴ کی
طرق داری ۱۵، کے خلاف ۱۶، کی والدہ ۲۰

۲۱ کا ذکر ۲۲، کا خطاب و خدمت ۲۳،

کی روانگی براکو ۳۱، سے معافیت ۳۳، ۳۴

سازش کے بانی ۳۵، ذی اقتدار ۳۷، ۳۸

کا حصول اقتدار ۳۹، کا علیہ ۴۰، کی روانگی

اورنگ آباد کو ۴۲، ایلیچور سے اورنگ آباد

میں ۴۳، کا اگسا نام ۴۴، کا سند کھیر پنچا ۴۵

تھاقب میں ۴۶، کی فوج ۴۷، کی رضامندی

۴۸، کو مدد ۴۹، کو اطلاع ۵۰، کی ماموری ۵۱

پر سختی ۵۲، پر اثر ۵۳، کی سعی ۵۵، کا تصور

۵۶، کی تدبیر ۵۷، کا دربار ۵۸، کا نکل جانا

۵۹، کی فراہمی ۶۱، کی مزاحمت ۶۳، کا راستہ

۶۴، کا قیام ۶۵، کی مزاحمت ۶۶، صلاحت ۶۷

کے پاس ۶۷، سے ناخوش ۶۸، کی دست رس

۶۹، کا سہل نقل ہونا ۷۰، سے سمجھوتہ ۷۱

کا حیدر آباد آنا ۷۲، سے استداد ۷۳، حیدر آباد

میں ۸۰، سے ملنے ۸۱، کا انتظام ۸۲، کے عہد

حکومت میں ۸۳، حیدر آباد پنچر ۸۴، کی پیش قدمی

۸۵، کی فوج ۸۷، اعراض ۸۸، کے خلاف

منشاء ۸۹، کا انتظام سرکاران شمالی میں ۹۱

کو اجازت ۹۲، کی روانگی ۹۴، سے چودہ

ہونے پر آمادہ ۹۵، کی خبر داری ۹۶، پر منتقلی

ریاست ۹۷، فرمان شاہی سے ۹۹، آصفیہ

اول کے صاحبزادے ۱۰۱، کی ماموری ۱۰۲

کے موافق صورت ۱۰۳، کی ہر دل غریبی ۱۰۴

کی جولانی ۱۰۵، کی خوشنودی خاطر ۱۰۶

نقشہ بندی خان ۷۹-

نگارستان آصفی، ۲۷ فٹ نوٹ۔

نادرگ، کا قلعہ ۲۶۔

تعبالکر، ۲۵۔

و

واحد علی خاں، انا لیتق نظام علی خاں ۳۱،

کے ذریعے ۴۲۔

واقعات جداسندن فرنگ ۲۳، صلح

از خدمت سید محمد خاں ظفر جنگ { متعلق ۲۲،

باہمی معاہدت کے متعلق ۲۶، میں صلح ۳۰۔

واکل منیر، ۷۸۔

والا جاہ (نواب کرناٹک) ۱۱۲ کی معرفت ۷۲،

کی مراسلت ۷۳۔

وٹھل داس (پر تاب و نت راجہ) ۶۵، موٹی

۶۷، سے سر تاجی ۸۲۔

وجے رام راؤ، راجہ وزیرانگرم، ۷۵، فٹ نوٹ،

کی مخالفت ۷۶، فٹ نوٹ۔

وزیرانگرم (جے نگر) ۵، کاراجہ ۵،

فٹ نوٹ۔

وزیر گیارہ، ۷۵۔

وسواس راؤ، فرزند بالاجی راؤ پیشوا، ۱۱،

۴۵، کی حضوری ۴۶، کے تحت فیج ۴۷، ۴۸، ۴۹،

وفادار خاں (اعضاء الدولہ شمشیر جنگ)

راچندر کے پاس ۶۳۔

ونایک داس ۹۵۔

وینکٹ راؤ ۲۵۔

ھ

ہدایت محی الدین خاں (منظر جنگ) نبیہ

آصف جاہ اول ۳۔

ہمایوں جنگ (ناصر الملک میرغل علی خاں

معتض الدولہ ہمایوں جاہ) فرزند آصف جاہ

اول ۳۔

ہمت بہادر خاں (محمد بہادر) ۱۱، قتل منظر جنگ ۱۲۔

ہند (ہندوستان) ۸۰۔

ہندوستان (ہند) ۲۵، ۲۶، فٹ نوٹ، کافساد، ۲۷، ۲۸،

میں اثر ۸۰، میں حملہ کی تیاریاں ۸۵۔

ہمننت راؤ ۴۶۔

ی

یحییٰ الدولہ (محمد حسین خان) صوبہ دار ۱۳، کو خط ۲۸۔

اشاریہ

نظام علی خاں

حصہ دوم

الف

آرتھر ویلرلی کرنل (لاڈ ونگٹن) کی فوج سے تعلق
۲۱۳، رکن مجلس مقیم سیور ۲۱۹۔

آرکٹ سے عزیمت ۱۹، کاماک ۲۱، پینچ پر ۲۳،
چھوڑ کر ۲۹، کے صوبہ دار کی تنبیہ ۲۹، سے ضرورت
۵۰، کی نوابی ۵۲، کاتواب ۵۶، میں داخل ۵۷۔

آرمی۔ رابرٹ، مورخ ۲۱۲۰۔

آزاد بلگرامی (میر غلام علی) کا بیان ۲، عہد کے بڑے

مورخ ۳۔

آصف جاہ اول کی اولاد میں ۱۱، کی تعمیر کردہ

عمارت ۲۳۳۔

آصف جاہ ثانی (نظام علیخان نظام الملک نظام الدولہ

اسد جنگ ۲، فٹ نوٹ کے عہد میں ۱۷، رضا

۷۷، کے اسناد ۸۱، ۸۰، صوبہ دار و کمن ۱۹۳،

کے تفویض ۱۹۴، ۱۹۵۔

آصفیہ ریاست میں اثرات ۲۱۱۔

آئینہ محل (واقع نزل) میں گرفتاری ۱۳۰۔

ابراہیم باغ (واقع نزل) ۱۳۹، کی عمارتوں کا انہدام

ابراہیم بیگ خاں (مبارز الملک ظفر اللہ)

ضابطہ جنگ (تسلط صلیح میں ۸۲، ہم میں ۸۸،

کو خطاب ۸۹، کے بجائی ۹۷، ہم پر ۱۰۵، کاٹیل

۱۲۱، کے خیالات ۱۲۲، کامرض ۱۲۸، کے انتقام

۱۳۰، کا تیار کردہ باغ ۱۲۹، کے فرزند ۲۳۳۔

ابراہیم خاں حمیدار ۱۰۶۔

ابراہیم عادل شاہ ۲۸، فٹ نوٹ۔

ابوالفتح خاں (شیخ جنگ شمس الدولہ) کے سرزلف

ابوالقاسم میر (میر عالم) سفیر ۱۵۳، کے گفتگو

۱۵۵، کی صداقت و تیر خواہی ۱۵۵۔

ابو تراب خان ہرکاب میر عالم ۲۱۳۔

ابومیاں احمدوی مقابلہ پر ۱۲۲، کا جنگ میں

کام ۱۳۲۰۔

ایا بلونت راؤ ۱۲۶۔

اچھا پور۔ ۷۷۔

احترام الدولہ (دلاور جنگ کپٹن جان کناؤ) کی فوج
احتشام جنگ (موسیٰ خان رکن الدولہ) کی حالت
احتشام جنگ (ظفر الدولہ فرخ میرزا خان) فرزند
مبارز الملک ۱۲۸ کی قائم مقامی ۱۳۰ خطاب
۱۳۱ کوئٹہ جوامی کی اطلاع ۱۳۱ بذات خود محاکم
میں ۱۳۲ کی فوج کو ہزیمت ۱۳۳ کی فوج کا شہر
۱۳۴ عبور کے موقع پر ۱۳۵ کا انکار ۱۳۶ کو
اطلاع ۱۳۸ کی والدہ کا عریضہ ۱۳۹ کی باریابی

۱۳۹ صوبہ دار ۱۴۰ کی ماموری ۲۳۳۔

احمد نگر اور پونہ کے مابین ۳ سے قریب مقام ۴
سندھیکو ۱۹۷۔

ادھوتی (اقیانگڑ) کی جانب ۱۷ کو روانگی ۱۸
کو واپسی ۲۰ ۲۲ کو روانگی ۲۷ کی جہم ۲۸ سے
روانگی ۴۱ افسر نوٹ پر حملہ کا گمان ۱۲۶ کی

سمت ۱۴۸ کا محاصرہ ۱۴۹ سے تعلق ۱۵۰

ارسطو جیہ (اعظم الامراؤ شیر الملک معین الدولہ) جنگ

غلام سید خان کو حکم ۱۳۹ شیو سلطان کے مقابلہ

پر ۱۴۹ کی پسپائی ۱۵۰ کے احکام ۱۵۱ کی

تحریک پر ۱۵۲ کے ذریعہ ۱۵۶ کا زخمی ہونا

۱۵۷ کی تذرہ ۱۵۷ کی تند کلامی ۱۵۶ کو تردد

۱۵۷ کی مخالفت ۱۵۸ مہربوں کے حوالے ۱۵۲

کے غیاب میں ۱۵۸ کی پونہ سے واپسی ۱۵۸

کو اطلاع ۱۹۰ کی قیام گاہ پر سندھیکو ۱۹۱ کو لانا

کے لئے ۱۹۳ سے مطالبہ ۱۹۲ سے سلسلہ جنابی

۱۹۵ کا حکم ۱۹۷ کا بگڑنا ۱۹۸ کے تحت فوج

۱۹۸ کا ایک اور عہد نامہ طے کرنا ۱۹۹ کو خیریت

۲۰۵ کے مسائل ۲۰۶ کی واپسی کے بعد خدمت

۲۰۷ کی مفارقت کمپنی سے ۲۰۸ سے بالمشا

اقرار ۲۱۱ سپہ سالار ۲۱۲ کا میر عالم کو ہوا کرتا

۲۱۳ کا خیال شیو سلطان کی شہادت کی نسبت

۲۱۶ کو سوہنی کا اسکان ۲۱۹ سے حصول منظوری

۲۱۹ کو تجویز تقسیم کی اطلاع ۱۲۱ کا ارادہ ۲۲۲ کے

نشا کے مطابق ۲۲۳ کے اعمال پر تنقیدی نظر ۲۲۴

کی تجویز ۲۳۳۔

ارسلان جنگ رکن الدولہ کے بھائی ۸۹۔

ارل کو روالنس کا خط ۴ ۱۵ ۱۵۵ ۱۵۹ ۱۶۳

کے پاس ۱۶۵ قریب تر ۱۶۹ کی فوج ۱۷۰

کو خط ۱۷۰ کے شرائط صلح ۱۷۱ کی واپسی ۱۷۳

کا نظام پیشوا سے معاہدہ ۱۷۴۔

اسٹوارٹ میجر سے مقابلہ ۲۱۵۔

اسد علی خاں دیوان چہایت جنگ ۱۴۹ کا کار

۱۷۹ کا رسالہ منہزم ۱۸۰ ۱۹۴۔

سمیع خاں المچوری ۱۶۸ المچوری میں ۱۱۵

مشوش ۱۱۶ کا فرزند ۱۸۰۔

۵۲ اسمتھ جنرل ۱۵۰ کو خطوط ۵۱ کے مشورے پر

اسمتھ کرنل جو سفیر ۴۳ کو منیت ۴۸

کی رسد ۵۵ کی روانگی ۵۸ ۶۲ کی فوج کا اہل

۶۴ قلب پر ۶۹۔

اسیر گرٹھ ۴۔

اعتماد الملک کا بیان ۱۰۸۔

اعتماد الدولہ (شمشیر جنگ محمد فادیا خاں) کی

حیات ۸۶، کو حکم متادی ۱۲۴۔

اعظم الامراء (ارسطو جاہ شیر الملک عین الدولہ سہروردی جنگ

غلام سید خاں) کو حکم ۱۳۹، کتاب میں ۱۶۹، کا

طے منازل ۱۴۳، سے اتھا کی ہدایت ۲۰، سپہ سالار

۲۱۲، کو شکایات ۲۲۳، کے اعمال ۲۲۴۔

اعظم جاہ (والا نشان نواب میر حیات علی خان ولی عہد ۱۳۱۲)

افضل گنج کابل ۹۱، کی مسجد ۹۲۔

افغانستان ۲۰۱۔

اکبر جاہ۔ بازار ۹۱۰۔

الف خاں۔ نواب کر تزل ۱۸۰۔

امام علی خاں (برہان الدولہ) قلعہ دار ۱۳۹۔

امان اللہ خاں، مقابلے پر ۱۳۲، جنگ میں کام

آجانا ۱۳۳۔

امتیاز الدولہ (ممتاز الامراء) کی صلاح ۱۸۶،

کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱۔

امجد الدولہ، لکھ پر ۱۳۳۔

امرت راؤ متی ۸۴، ۹۹، فرزند گھنٹہ راؤ ۱۹۰

امیر بیگ خاں ۹۰۔

انیور گڈھ، قلعہ ۸۶، میں انگریزی فوج ۶۹۔

اندازہ واقعات و کن کا بیان صلابت جنگ

کی طاقت پر ۲۵۔

اندول میں قیام ۱۶۹۔

اندیدی پانی، زویر گھنٹہ راؤ ۹۵۔

اندیدی رام ۹۰۔

انڈر ورڈ کپٹن (ملاحظہ پورڈی انڈر کپٹن)

انگلستان، کی حکومت ۱۲۲، کے بادشاہ کے قتلے

۱۴۰، کے بادشاہ کے احکام ۱۵۵، ۲۰۱۔

انور الدین خاں، نواب کرناٹک ۲۰، فٹ نوٹ۔

اودگیر کی جنگ ۲۳، کی صلح ۲۴، کی جنگ کے بعد ۳۱

کوروانگی ۱۴۰، پر سے ۱۴۸۔

اودھ کے نواب ۸۵۔

اودھ لفٹنٹ کرنل سے ملنا ۵۸، ۶۲، کی فوج

سے احاطہ ۶۴، ۶۹، قلب پر ۶۹۔

اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) سے کلنا ۲، سے روانگی

۳، کا محاصرہ ۶، میں قامت ۸، کوروانگی ۹

۱۳، صلح کے بعد ۱۰، سے کلنا ۲۵، پہنچ جانا ۲۶

کی صوبہ داری ۳۲، کی طرح ۱۰۳، ۱۰۹، کوروانگی

۱۰۴، کو کوچ ۱۸۸۔

اولد محمد خان ذکا کا نادرہ تاریخ ۰۔

اولیٰ مسٹر ۸۲، ۸۳۔

ایاکوٹہ ۱۶۰، فٹ نوٹ۔

ایت گیر (یا دگیر) کوروانگی ۱۴۵، کے قلعہ کی

سیر ۱۴۶، کے عہد نامہ کی تکمیل ۱۴۶، کے عہد نامہ

کے بعد ۱۴۰۔

ایچی سن۔ سی لوی، مرتب عہد نامہ جات ۲۹، کا

مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴، کا اقرار ۱۶۱، فٹ نوٹ

کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا ہونا ۱۶۲، کو مذم

و قیابی ۱۶۵، کا تسلیح ۱۶۲۔

ایشونت راؤ فرارہ ۱۰ گھانکے ۱۹۵ فٹ نوٹ۔

ایلیچور، کی صوبہ داری ۱۱۳۔

ایلیگنڈل - سکرکار (کریم نگر) سے آنے کے بعد ۱۲
کا قلعہ ۱۱۳، تہجد پر ۱۵۲ کے تحت کا ایک زمیندار ۱۵۲۔

ایلوور ۴۱۰ کے زمیندار ۱۸۳۔

ایلیٹ، سفیر ناگپور ۱۲۹۔

ایلووارہ (ویلووارہ) ۱۳۲۔

ب

بابا راؤ فرزند ہری پنت ۱۷۹، ۱۸۰، پٹرکیہ کے خط
تائید ۱۹۵، ۱۹۶۔

بابین علی ۶۹۔

بانوراؤ گورونڈیا۔

بانجی راؤ فرزند گنگا تھ راؤ ۱۹، کوٹنا پٹروئیس کے

منصب کی اطلاع ۱۹۱ سے اقرار نامہ ۱۹۲، بندہ

کے پاس ۱۹۳، کی طرف داری میں ۱۹۴ کے دستخط ۱۹۵

کے طرف داریوں کی گرفتاری ۱۹۶، کی گدی نشینی ۱۹۶، ۱۹۷

کی ضمانندی ۱۹۸ کے کتبلی دستخط ۱۹۹۔

بادامی، کا عاصمہ ۱۲۸۔

بادشاہی عاشور خانہ ۹۱، کی ترمیم ۲۳۳۔

بارامحال ۶۶۔

باری کلوز - لغت کرنل، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

بہم، کی شیک ۸۵۔

باقرقاں حکیم محمد - مسیح الدولہ ۱۲۸۔

بالاجی پیڈت (نانا پٹروئیس - نانا فرنوس) کا

عندیہ ۱۹۹، ۱۴۵۔

بالاجی راؤ پیشوا ۱۸۔

بالاجی کتھر، مرہٹہ سلسلہ دار ۱۹۲۔

بالاجی کشیو، ۹ کی جم پر ماموری ۱۰۲۔

بالاکھٹ، کی تسخیر ۲۹، ۸۱، پرتھوی ۸۲، پر

پرخانی ۱۹۲۔

بالکنڈہ، پھنگر ۱۳، کوکچ ۱۳۵، میں قیام۔

بجواڑہ، پنچنا ۳۲، سے فوج ۲۰۹۔

بخشی سنگم، زوجہ نظام علی خاں ۱۱۳، کی ہر سے نصیحت نامہ ۱۸۹۔

بدر الزمان کا مشورہ ۲۱۷۔

بدیع الزمان خاں (نظم جنگ) ۱۸۶۔

برار، کی قربت ۸، کی صوبہ داری ۳۲، میں افواج

۳۲، میں داخل ہونا ۸۵، کا محفل ۱۸۲، جاگیر

برسی - مسٹر ۸۳، ۸۲۔

برگس، جے، مصنف دی نظام ۲۰۔

برہان الدولہ (امام علی خاں) قلعہ دار ۱۳۹۔

برہان پور، میں ۱۰۲۔

بسالت جنگ (امیر الامرا شجاع اللہ شجاع الدولہ)

میر محمد شریف خاں) کے خیالات خام ۱۱، کی

علاجگی ۱۸ کے نام قیادت ۱۹، کی فراحت ۲۴

کامیلان ۲۱، ۲۲ کے آرکائیو پنچنے پر ۲۳،

ریاست کے کاروبار میں ۲۲، کو ہلاکت کی اطلاع

۲۶، کا تحسن ہو جانا ۲۷، سے عدم اختلاف ۳۹،

کی مدد ۳۹، کی تجاویز ۵۰، کے ذریعے تشریح ۵۵،

سے ملاقات ۵۶، مشورے میں ۵۷، کی جاگیر ۵۹،

کی ملاقات ۱۰۳، کے فرزند ۱۰۴، کے پاس فرائض ۱۱۳،

کئی فرانسیسی فوج کی علیحدگی ۱۲۷ کا انتقال ۱۲۷

کے قریب ۱۲۸ سے معاہدہ ۱۵۳ -

بیسانگر (جیانگر) - ۵ -

بشیر پورہ - ۹۱ -

بلاری شہنشاہ ۱۲۳/۱۲۳ -

بلوچان تاتیا، مختار سندھیہ ۱۹۱ کا قریب کرلیا ۱۹۳/۱۹۳ -

بلونت راؤ، نائب ہونسلہ ۱۲۶ -

بھٹی کی فوج کو احکام ۲۱۰ کی فوج ۲۱۵ -

بنگال سے فوج کی طلبی ۱۶ کی فوج ۲۰۹ کی سپاہ

۲۱۵ فٹ نوٹ -

بنگوریا جیم - ۲۰ -

بنگلور، پرچہ ۲۳ کے رستہ میں ۵۲۲/۵۲۲ کو کوچ ۵

سماج نامہ ۱۲۲ کو واپسی ۱۶۹ سے لگے ۱۷۰ -

بنیرا کا محاصرہ ۱۰۵ پر قبضہ ۱۰۶ میں موقع ۱۱۵

میں نظام علی خان ۱۱۶ -

بودھن، پر قبضہ ۱۲۳ اپنچیا ۱۳۳ -

بورہ ڈاکٹر ۲۰۹ -

بورڈ آف کنٹرول ۲۰۳ -

بورہم، پر قبضہ ۱۶۲ -

بھاترہ ۸۸۷ -

بہادر ریڈہ کا محاصرہ ۱۵۰ میں متحدہ افواج ۱۵۱

پرنسپل سلطان کا قبضہ ۱۵۱ -

بہادر پورہ ۹۱۷ کے باہر ۹۵ -

بہادر ولی خان (شجاع الدولہ) ناظم حیدر آباد

۱۰۸ کے لئے -

بھالکی ۸۸۱ -

بہرام جنگ ۱۱۲ کا فیصلہ قتل کر دینا ۱۱۶، ہنگو

میر عالم ۲۱۳ -

بہلول خاں ۱۳۵ -

بھون راؤ، پرتی ندھی ۶ -

بھیمرا، دریا کے کنارے تک ۸۱۳ کے کنارے

قیام ۱۰۳ کے کنارے ۱۲۳ سے مل کر ۱۲۶ -

بیجا پور ۲۲۲/۸۱۷ -

بیجانگر - ۵ -

بیدر (محد آباد) سے روانگی ۲، برسات میں ۸، چوتھے

ہوئے ۱۷ میں انتقال ۲۵ کی جانب ۲۶ کے

قلعہ میں ۹۸ میں پناہ ۹۹، پنچیا ۱۷۷ کی طرف

۱۸۹ کے قریب فوج ۱۸۸ کے چوتھ کا ایک حصہ

۱۹۸ کے چوتھ کی معافی ۲۰۰ -

بیدر نو، کاراجیو، سر کے اثر میں ۲۲۲ -

سیر بہادر، راجہ ۷۵ -

بیکم بازار ۹۱ -

بینی، گنپتان ۹۱ -

پ

پالم میں قیام ۱۳۵ -

پانگور (محبوب نگر) ۱۲۷ -

پالی ٹیٹھ ۵۸ -

پانگور کے قلعہ میں قیام ۱۱۶ میں نظام علی خان کی علالت

۱۷۳ کا معاہدہ ۱۸۲ -

پانگور گھاٹ (پایاں گھاٹ) ۱۷۸ -

- پایاں گھاٹ (پائین گھاٹ) کا انتظام ۱۹۷۸ء۔
 پانگاہ خاص کی ابتدا ۱۲ء کی خدمت ۱۲۲ء کی فوج
 کا ملاحظہ ۱۲۹ء سے ۱۸۷ء کے امریکی کوشش ۱۲۰۷ء
 کے امیر فرید زکریا ۱۲۱۲ء
 پانڈہ خاں رسالدار ۲۰۷ء۔
 پانڈہ پھری (پھوپھری) کوروانگی ۱۸۔
 پٹیل ملی گھاٹ ۶۸۔
 تیلوٹ کی باولی ۹۱۔
 تپھر ٹھہ ۹۱۔
 تپھلہ ۸۸ء ضبط ۸۹ء کی عمارت ۲۳۳۔
 پدم سنگہ راجہ کی شرکت ۱۳۵۔
 پرائیمل ۹۱۔
 پر تاب گڈھ ۱۹۲۔
 پر تاب وست (راجہ بہادر وٹھل دہس) کی
 دارالہمامی ۲ فٹ نوٹ، کورٹنگ ۵، تباہی
 پونہ کے باعث ۷، کا دور ویہ ۸، جنگ
 دکن بھون میں ۸، کو کامیابی ۹، کی سو عملی
 ۱۳، کا کام آنا ۱۴، کی جگہ ۱۵۔
 پر سر ام بھائی ورنجی ۱۷۸، مقابل ۱۷۹، رنجی ۱۸۰
 کوتاٹ کے لئے ۱۹۱، کو فرہم کرنا ۱۹۳، مختار
 ۱۹۳، کا نانا کو طلب کرنا ۱۹۴، کی گرفتاری ۱۹۵
 ۱۹۷ء کی جاگیر سندھیہ کو ۱۹۷۔
 پروٹس علی خاں سنگ پر ۱۳۶۔
 پریزیڈنٹ بورڈ آف کنٹرول، کاموسوٹ
 ۲۰۲، ۲۰۲۔
- میلنا، جراح ۱۲۸۔
 ملی گڈھ ۶۸۔
 پیار ۹۱، کا عبور ۲۱۔
 پیچلیکال، میں ورود ۱۲۸۔
 پیڈاری کے خطے ۱۷۴، قزاق ۱۷۸۔
 پیڈت پردھان، کے عرائض پر ۱۴۵، ۱۴۳
 ۱۹۵، ۱۹۵، کا وکیل صلح ۱۸۲۔
 پورندھ، کوروانگی ۸، کو چلا جانا ۱۹۲۔
 پورندہ، کی سمت ۱۷۹، تک ۱۸۲۔
 پورنیا، مداخلت پر ۲۱۵، سے مشورہ ۲۱۶۔
 پونہ، کوروانگی ۱، سے روانگی ۴۳، میں خبر ۷،
 کی تباہی ۸، پونچنا ۱۰، میں سیر برد ۱۲، پونچنا
 پونچنا ۱۲، میں قیام کی وجہ ۱۴، سے طلبی ۱۶،
 کا دفتر ۲۵، کا محل ۸۲، کو خفیہ روانگی ۹۴،
 سے مخفی عہد ۱۱۳، کے رہنمائی ۱۱۴، سے پیشوا ۱۴۱،
 ۱۷۹، ۱۷۷، سے استمداد ۱۸۸، سے واپسی ۱۸۹،
 کی سکونت ۱۹۳، میں طلبی ۱۹۴، سے نکل جانا ۱۹۵،
 فٹ نوٹ سے قریب ۱۹۸، کے ساتھ کارروائی
 سے قرض ۲۰۶، ۲۰۷، سے واپسی پر خدمت
 پھول باغ ۹۱۔
 پیلیا برج ۹۱۔
 پیسج (جوسف - کرنل) ۷۵۔
 پیر گاؤں، میں قیام ۴، کا صلح نامہ ۱۳۷۔
 پیروں (ملاحظہ ہو موٹی پیروں)
 پیشوا، سے مصاحبت ۱۱۴، ۱۱۵، کے ملاحظہ ۱۱۶۔

سنگاجی (سکاراؤ ہو لکر) کی باریابی ۱۲۶، باجی راؤ
کے خلاف ۱۶۰، ۱۹۵۔

سکاراؤ ہو لکر (ملاحظہ ہو سنگاجی ہو لکر)

سکارا رام ہری، کی جوانمردی ۹۔
تیجا ور کے راجہ کے پاس ۱۶۱ فٹ نوٹ، کاٹھا

۲۱۸۔

تنگیہ دراکے قریب ۲۷۔

توزک آصفیہ، کا بیان ۲۸، ۲۹، کی توجیہ ۲۱،

۳۶، ۳۷، کا اعتبار ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، کا بیان

۲۷، رکن الدولہ کے طرز عمل پر ۸۷ فٹ نوٹ

۹۴، جنگ پر ۹۷، میں قابل ذکر ۹۸، کی قید

صرفان ہندو کے ساتھ ۱۲۵، گاگنان ۱۲۷، ۱۲۸،

کا طرز بیان ۱۲۳، ۱۵۲، کے مصنف کا عقیدہ

۱۵۷، میں تعمیل ۱۷۲۔

تہور جنگ رکن الدولہ کے بھائی ۶۰، کا فرار ۶۱۔

تیج سنگھ۔ راجہ، جنگ بادامی میں ۱۲۸۔

تیجوت بہادر۔ راجہ، دیکھ کی ملک پر ۱۵۲۔

ط

ٹراورنگور، کا راجہ ۱۶۷۔

ٹرناملی (ترناملی) ۷۴۔

ٹریٹی آف گارنٹی، ۱۷۵۔

ٹیکسال، ۸۹۔

ٹیکو (ملاحظہ ہو شیو سلطان)

ٹیپو سلطان (فضیل الدولہ فتح علی خان) فرزند

حیدر علی خان ۴۹، کی ملاقات نظام علی خان سے

کے احکام ۱۴۷، پونہ سے ۱۴۷، سے معاہدہ

۱۶۳، ۱۶۴، کو چوتھا ۱۷۱، سے معاہدہ ۱۷۵،

۱۷۶، کا کوچ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۹، کی حکومت میں

خالفیتیں ۱۸۹، کا انتقال ۱۹۰، کو ملا ہوا علاقہ

۱۹۱، کو تہنا مقابلہ ۱۹۸، فرقی عہد نامہ ۱۲۱،

سے استفادہ ۲۲۰۔

ت

تاپتی، سے ۱۸۲۔

تارا بانی، ولیہ ۵۔

تارمری، ۱۷۳۔

تاریخ ظفر ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶

ش

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خاں دھونہ ۹۷

ج

جارج۔ ایرٹس کرنل کے تحت فوج ۲۰۹۔

جانی ملی۔ پرقبضہ ۱۳۸۔

جیان اللہ شاہ کنگلیہ ۹۱۔

جانسن۔ مبشر سفیر ۱۴۷۔

جان شور۔ سر (ملاحظہ ہو سر جان شور)

جان کتاوے کپتانی سفیر انگریزی ۱۵۳،

کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت ۱۶۳۔

جانوچی بھوئسلہ راجہ ناگپور، کا عہدہ دار، کا

معروضہ ۸، کو حشد ملک ۱۲، پر حملہ ۳۲، ادا کا

وعدہ ۸۴، کے مقابلے میں ۸۵، کی اودھم ۸۵

کی خواہش صلح ۸۵، کا انتقال ۹۵۔

جگتیاں بہین قیام ۱۳۵، کا قلعہ ۱۳۸۔

جگدلو۔ راجہ کے ہاتھی ۹۲۔

جمناراجہ پرتاب ورت کا پوتا ۱۴۰، ۱۵۰۔

جنرل کلیو (ملاحظہ ہو کلیو جنرل)

جنیر کے قلعے میں ۱۹۱ء کا قلعہ ۱۹۷۔

جوبا، بخشی ۱۸۰۔

جوسف ہمتہ کرنل، سفیر ۴۳ (ملاحظہ ہو ہمتہ)

جوسف بیج کرنل ۷۵۔

جہاندارجہ کا حصہ ۲۰۷۔

جے۔ اے کرک پیٹرک (ملاحظہ ہو کرک پیٹرک)

جس بھلیں۔

۴۹، کی نسبت ۵۳، کی طرف سے ۵۴، کی حضور

۵۵، نظام علی خان کے کمپ میں ۵۶، سرکردہ

اقواج ۶۴، کی طرف سائڈ فی سوار ۶۵، کا بابہ

سے آٹھ ۶۶، مہینہ پر ۶۹، کی قائم مقامی ۱۴۲

سے صلح ۱۴۳، کا سکہ جاری کرنا ۱۴۴، کے خلاف

اتحاد ۱۴۵، کے حدود کی طرف ۱۴۸، کو اطلاع

۱۴۸، کی فرمائش ۱۴۹، سے اتحاد ۱۴۹، کے

تعاقب میں ۱۵۰، شیخون کی تیاری میں ۱۵۱،

کے پاس سفیر ۱۵۱، ۱۵۸، کے خط ۱۵۸، کے

متصرف علاقے ۱۵۹، کے سفیروں کی واپسی کے

بعد ۱۶۰، کے سفیر ۱۶۱، کی بربادی میں ۱۶۲،

کا نقص عہد ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، پر حملہ کے لئے ۱۶۵

کے قلعہ ۱۶۷، کا ٹکڑا رقبہ ۱۶۸، کے خلاف جنگ

۱۶۸، فٹ ٹوٹ کا قلعہ ۱۶۹، پر شیخون ۱۷۰،

کا پر زور حملہ ۱۷۱، تعمیل شرائط میں ۱۷۲، کے موضع

کی قرار داد ۱۷۳، سے ریشہ دوانی ۱۷۴، ۱۷۵،

۱۷۷، کے ٹکڑے ۲۰۱، آرام میں ۲۰۲، کا انتقام

لیتا ۲۰۳، کے اعمال ۲۰۴، کا مقابلہ ۲۱۰، پر

فوج کشی کی قرار داد ۲۱۱، پر حملہ کی غرض سے

۲۱۳، کو خطوط مطالبات ۲۱۴، کو انگریزوں

کی پیش قدمی کی اطلاع ۲۱۵، کامرانہ وار شہید

ہو جانا ۲۱۶، کا فتح غریت کرنا ۲۱۷، کی شہادت

کے بعد ۲۱۸، کے متعلقین کی خواہش ۲۲۰،

کی مصاحبت کے لئے سلسلہ جنبانی کا ذکر ۲۲۱،

ٹیلر، مصنف فارٹس سلک شٹس ۱۔

جیمیں اچلیس کرک پیانگ ۲۰۴ (ملاحظہ ہو)
کرک پیانگ جیمیں پچیس

جیمیں فٹنر جیر اللہ پھتتان ۲۰۴
جیمیں مل مورخ ۲۱۴۳۹

پچ

چادر گھاٹ ۹۱ کاپل ۹۱

چار کمان ۴۰

چار محل ۹۱۶۹

چارمس لفتٹ کی رہائی ۱۰۰

چٹنیں بکھر کا بیان ۹۹

چٹیاں میں پناہ ۱۳۵ کے قلعہ میں ۱۳۹
چمٹا جی ایا، فرزند گھنا تھ راؤ ۱۹ کی گدی

۱۹۳ کو لیکر بھاگتا ۱۹۷

چنپا دروازہ ۹۱

چندر بدن معشوقہ ہیار ۲۸

چندر بدن و ہیار اردو شہنوی ۲۸ فٹ نوٹ

چندر سین کا بیٹا ۸۸

چنگاما کے قریب ۵۹۵۸

چنور کا زمیندار ۱۵۲

چوڑی بازار ۹۱

چھٹہ ۹۱

چقیل درگ جانے کا مشورہ ۲۱۹، نظام علیا

کے حصہ میں ۲۲۱، راجہ سیور کے قبضہ میں ۲۲۲

چین پٹن کے میدان میں ۱۹ کے رستہ پر فوج

۲۵ کے پاس ۵۹ تک آمد ۲۱۵

ح

حدیقہ العالم کا بیان ۱۴، ۲۵، ۲۶، ۳۶، ۱۰۸۳۷

حسام الدین خان (سردار الملک سردار جنگ
گمانی میاں) تنج جنگ کے عزیز ۱۳۲، خطاب

۱۳۵، ۱۳۳

حسن علی خان (قطب الدولہ) صوبہ دار راجہ

حسین ساگر کے تالاب پر نزول ۱۲۹

حسین علی کرمانی - میر مصنف نشان حیدری

۴۹ کا بیان ۴۳ کے قول کی تائید ۴۲

حسینی سبک حارس قلعہ ۱۰۵

ختمت جنگ، برادر زادہ رکن الدولہ ۹۷

۱۱۳، الملک پر ۱۳۳، جنگ بادامی میں ۱۳۸

حکیم الملک (حکیم عبد الجلیل خان) ۱۸۸

حلیہ خان، شیخو سلطان کا بہنوئی ۱۵

حمایت اللہ خان، حکیم ۱۸۸

حمایت ساگر ۹۳

حمایت علی خان - نواب میر والا نشان

عظم جاہ ولی محمد بہادر طال عمر ۹۳

حمید اللہ خان، دیوان سکر ۱۲

حیدر (حیدر علی خان - حیدر نایک) ۴۹ کی وفات

۵۰ کے مقابلہ میں ۵۲ کا خط ۵۳ کا رسالہ

۶۰ کا خطہ رسد پر ۶۱ کی ضیافت ۹۷، ۹۷

کا ساتھ ۷۳، غاصب ۸۰ کے تصرف میں ۸۱

کو تدارک ۸۲

۱۔ کی طلبی ۴۹، سے اتحاد پراہ ۵۳ کا
 اختیار ۵۴ کی پریشانی ۵۵ کو یقین ۵۶
 کی روانگی ۵۷ کا ویری پٹن کے آگے ۵۸
 کو غلطی کا احساس ۶۰ کی افواج ۶۲ کی فوج
 دو حصوں پر ۶۳ کی طاقت کی تقسیم ۶۴ نظام
 سے علیحدہ ۶۵ کا اطراف پھرنا ۶۶ کی ضیاء
 ۶۶ کو تخت پر ۶۷ کی نذر ۶۸ خود مقابلہ
 کریں ۶۸ کی ترتیب فوج ۶۹ وانم باڑی میں
 ۷۰ اپنی قیام گاہ سے ۷۱ کی فروگد گاہ ۷۲
 سے علیحدہ ۷۳ کا حکم ۷۴ سے متعلق ۷۵
 کی ہم ۷۶ سے ریشہ دوانی ۷۷ کی طرف سے
 اندیشہ ۷۸ کے اغوا کرنے کا گمان ۷۹
 کی مصاحبت ۸۰ کا انتقال ۸۱ کا چھوڑ دینا
 ۸۲ کے زمانہ سے ۸۱۔

حیدر محل واقع گوشہ محل ۹۳۔

حیدر نایک (حیدر علی خان) ۹۴۔

حیدر نواز جنگ، مرکاب میر عالم ۲۱۳۔

حیدر یار خان (غیر الملک غیر الدولہ شیر جنگ)

کے پاس موسیٰ خان ۱۱ کا انتخاب ۲۹۔

خ

خانہ میں مہرہ سردار ۱۰۲۔

خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ۹۰۔

خزانہ عاھرہ کی تعریف ۲ قفٹ نوٹ کا حوالہ

خواجہ بندہ نوازؒ کی زیارت ۳۶،

- ۱۰۳

حیدر آباد (فرخندہ بنیاد) کا فتح ۶ پونچیس ۱۷،

کو روانگی ۱۸ کے ارادے سے ۲۵، ۲۷ کوٹھی

۳۱ کو روانگی ۳۲، ۳۶ واپسی ۳۸ میں قرآن

فوج ۴۱ کو روانہ ۴۳ پر قایض ۵۷ کو واپسی

۸۳ کو ۸۸ پانچ تخت ۸۹ سے ٹکٹا ۹۶ بیچ

صرافی ۱۲۵ میں انگریزی سفیر ۱۲۶ سے مکمل گیا

۱۲۷ کے شمال مشرقی سمت میں خاکسار گاہ ۱۲۸

سے روانگی ۱۲۸ کو واپسی ۱۲۹ میں داخل ہونا

۱۳۰ سے مکمل کر ۱۳۳ میں ٹیپو کا سکھ ۱۴۲ کوٹھی

۱۴۶ میں داخل ۱۴۷ میں انگریزی سفیر ۱۴۷

سے کوچ ۱۴۸ کو واپسی ۱۴۹، ۱۵۰ میں سفیر

انگریزی ۱۵۳ میں آمد ۱۵۶ کی سفارت

۱۵۸ سے روانگی ۱۶۰ میں سفیر ۱۶۱ آج کے

بعد ۱۶۲ کو واپسی ۱۶۳ سے کوچ ۱۶۵ پونچیا

۱۸۲ میں ۱۸۴ فوج کا پونچیا ۱۸۷ لوٹنا ۱۹۸

کو اسطوحاہ کی واپسی ۲۰۰ میں رزٹرنٹ ۲۰۲

۲۰۷ فوج کا آنا ۲۰۹ میں سفیر کی آمد و رفت

۲۱۱ کے دربار میں ۲۱۲ کی فوج کی تفصیل ۲۱۵

قفٹ نوٹ۔

حیدر جنگ (اسد الدولہ عبدالرحمن) کے قتل ۱۸۔

حیدر علی بیگ جمعدار ۱۵۶۔

حیدر علی خان سے صلح ۳۵، ۳۶ کی طرف توجہ

۳۹ کو خطاب و خدمت ۳۹ کی ہمسایہ ۴۰

کی روزافزون طاقت ۴۰، ۴۳ کا انتیضا

۴۴ سے شرکت ۴۵، ۴۷ سے اتحاد ۴۸،

۵

مہلی کے شہنشاہ کا فرمان ۲۰، دروازہ ۹۱۔

دھارواڑ پر قبضہ ۱۲۸۔

دھواڑہ، میں تکمیل عہد نامہ ۱۲۶۔

دھوبی گڑھ ۶۸۔

دھول پیٹھا ۹۱۔

دھولاپ، کامیدان ۸۲۔

دی نظام ۳۰۔

ط

ٹریج ایسٹ انڈیا کمپنی، ۶۷ فٹ نوٹ۔

ڈف (ملاحظہ ہو گرانٹ ڈف)

ڈھونڈ ورام، سے درخواست صلح ۹۸، ملاقات

کے لئے ۹۹۔

ڈ

ڈکا۔ اولاد محمد خان ۷۔

ذوالفقار الدولہ (ہماہت جنگ داراجاہ)

کی گرفتاری ۱۰۲۔

ذوالفقار جنگ (برادید جنگ) ۱۸۔

ر

رابرٹ ویلیئم فیرچر الڈ کپتان ۷۴۔

رابرٹس جارج۔ کرنل کے تحت فوج ۲۰۹

۲۱۵، فٹ نوٹ۔

رابرٹس میجر، کے تحت فوج ۱۸۷۔

راجہت ری، ۲۱۳ کی طرف کوچ ۳۱، پتھکڑا

کا صوبہ دار ۳۲، پرقبضہ ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰

۱۸۳۔

واد محل ۹۰۔

وار الشقا، ۹۱۔

واؤد خان، جنگ بادامی میں ۱۲۸۔

واور جنگ ۱۱۳۔

درگاہ قلی خان (خاندوران موتن الملک سالار جنگ)

کا انتظام ۱۳ کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲،

کاباغ ۱۰۴۔

دکن صوبہ ۲۹، سے باہر ۲۸، کی قوتیں ۲۲، کے

تحت ۵۴، کے رؤسا ۱۷۶، میں آمد ۱۷۷،

۱۸۲۔

دلاور جنگ (فرنگی) مقابلہ پر ۱۳۲ کی انتہائی

۱۳۳ کامورچہ میں قیام ۱۳۳، فرانسیسی فوج

کا سردار ۱۳۳ کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸۔

دلاور جنگ (احرام الدولہ کیٹن جان کناؤ)

کی معرفت ۱۶۳، ۱۶۵۔

دماجی گواڑ ۷۷، کے خدمات ۸۲۔

دولت آباد کا قلعہ ۴، کے قلعہ کی حوالگی ۱۸۲۔

دولت رام، متصدی ۱۲۳۔

دولت راؤ سندھیہ فرزند جہاد یوجی سندھی

۱۷۷ کی فوج ۱۷۸، سے مرسلت ۱۹۰،

سیر و سکار میں ۱۹۲ کی فوج کا آثار ۱۹۳،

۱۹۵، عاشق ۱۹۵ فٹ نوٹ ۱۹۶، کے حوالے

۱۹۷ سے ایک علیحدہ عہد نامہ ۱۹۹۔

دولت رائے محاصرہ پر ۱۳۲

رفعت الملک، جنگ بادامی میں ۱۱۴۸ء-۱۵۰-
 رکن الدولہ (موسلی خان احتشام جنگ) بھگدر
 میں: ایک حالت ۱۱، ایک جامعہ و دستار
 ۱۱، کا ذکر ۱۲، کو خدمت و خطاب ۱۴، کی ملا
 ۱۵، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ہو کر ۳۳،
 کے توسل سے ۳۵، کے پیشکار کا قتل ۳۶، کے
 ایما سے قتل ۳۷، بتوسل ۴۳، کا تور ۴۴،
 کی خجالت ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، کا مشورہ ۵۰،
 کی اتحاد پر عدم آمادگی ۵۱، ۵۲، حیدر کے کمپ
 میں ۵۳، تحفے تحایف کے ساتھ ۵۴، ٹیکو سلطان
 کے ہمراہ ۵۶، مشورے میں ۵۷، جنگ میں ۶۰،
 کافر ہونا ۶۱، کے مشورے پر ۶۲، تقسیم فوج
 کے باعث ۶۴، کی بے تدبیری ۶۵، کے توسط
 ۶۷، حیدر کے پاس ۶۸، میرہ پر ۶۹، کی طلبی
 ۷۰، حیدر سے دور ۷۱، کانگریزوں سے آفتاب
 ۷۲، کی طرف فیروز ۷۳، کے سالے ۷۴، کی تہا
 ۷۵، کی نگین صلح ۷۶، کی حاضری ۸۲، مادھو
 کے پاس ۸۵، مادھو راؤ کے نمائندہ ۸۶،
 کی واپسی ۸۷، کا طرز عمل مد قٹ نوٹ کے بجائے
 ۸۹، کی عرض ۸۹، تماشے ۹۳، کے ہاتھی ۹۴،
 کی خفیہ روانگی ۹۴، برنار پر ۹۷، سے ملنے کی
 خواہش ۹۸، ۹۹، ایچی صلح ۱۰۱، کو قتل ۱۰۶،
 دیوان خانہ ۱۰۷، ڈیرے میں ۱۰۸، کے پاس
 ۱۰۹، کا مجبور کر دینا ۱۱۰، سے فرمائش ۱۱۱، کے
 قتل کا حکم ۱۱۲، کا طرز عمل ۱۱۳، کا عہدہ ۱۱۴،

راجا دیکھ، تعدد در سگارات ۱۵۲-
 راجہ باگسوار، کا چلہ ۱۳۲-
 راجہ پدم سنگھ، طلائی داری پر ۱۳۵-
 راجہ جگدیو، پیشکار دیوان ۳۸-
 راجہ سندھیا، کی ریشہ دوانی ۵۷، کا آئینہ ۱۹۳-
 کو طلوع ۱۹۳، ہم خیال ۱۹۶-
 راجہ چندر، طلائی داری پر ۱۳۵-
 راجہ ہولکر، کا شریک ہونا ۱۵۰-
 راگھو، رگھناتھ راؤ، کا نقار خانہ ۹۸-
 راجندر، راجہ ۵۷، کے زیر تصرف ۶۸-
 راو رنجھا، نمبالکر، ۶۸، ۹۸، ۹۹، کا بندوبست
 ۱۱۷، ۱۹۴-
 راجا جی ٹیل، (ملاحظہ ہو سگاراں گھانگے) کے ذریعے
 ۱۹۵، کی تعیناتی ۱۹۶-
 رائے بھارال، ۱۵۰، جاگیر دار رورو کی تانہ
 پر ۱۵۲-
 رائچور، کو روانگی ۱۹۴-
 رائے رایاں (راجہ شامراج) ۱۱-
 رتن چندر (راجہ کانگاداس) پیشکار دیوان ۸۶،
 کے مطالبات ۸۷، کا بیٹا-
 رحیم قلی بیگ، ابراہیم بیگ دھونسہ کی بھانجی
 کا شوہر ۱۳۰-
 رستم راؤ باندھو، کی ماموری ہم پر ۱۰، جنگ
 میں ۱۴۸-
 رفعت الدولہ، ۱۳۵، طلائی داری پر ۱۳۵-

سال بانی، کا صلح نامہ ۱۱۱۱ء کے صلح نامہ کی تعمیل
۱۲۲ء کا معاہدہ ۱۲۳ء -

سالیگی لکھاٹ، میں فوج ۱۹۶ء -

سبحان خان، ۱۹۴ء کی ماموری ۱۹۷ء -

سبز نیلگہ ۲۳۲ء -

ستارہ، کاراجہ ۵ -

سد اشوچینا جی بھاؤ، کاماموں ۲ -

سد اشوور امچندر، فرزند امچندر شیونی ۶ -

سد اشوور او بھاؤ، کا قیضہ ۱۸۲ -

سد اشوور پیردی ۱۸۶ -

سدی خضر الماس، قلعہ دار ۱۳۵ء کو خطابہ ۱۲ -

سدی عبد اللہ خان، ۱۳۵ء کی ماموری ۱۸۹ -

سدی یاقوت، کا مقابلہ ۱۳۹ء رنجی ۱۳۸ -

سہرا، کی صوبہ داری ۳۹ء کی سرحد تک ۱۵۹ -

سہراج الدولہ (محمد علی خان والا جاہ) کے پاس

رکن الدولہ ۳ء کے فرستادہ ۴ء کے تحائف

۸۲ء کو خلعت ۸۳ -

سہرلہ جنگ ۱۳۵۰ -

سہریان شہزادہ کا انکار ۱۷۹ -

سہر دار الدولہ (سہر دار الملک سہر دار جنگ حاتم خان

گھانسی میاں) ۱۵۰ -

سہر دار الملک (سہر دار الدولہ سہر دار جنگ

حاتم الدین خان گھانسی میاں) کو حکم ۱۸۷ء

۱۹۴ -

سہر دار جنگ (سہر دار الملک سہر دار الدولہ حاتم خان

کا منصوبہ ۱۱۵ء کا اثرنا ۱۱۶ء کو پاکلی میں لپکا نا

کی وفات کا اعلان ۱۱۸ء کے قتل کے بعد ۱۲۱ء

۱۲۲ء کی طرف دار جماعت ۱۲۳ -

رگھو جی بھو نسلہ، متبغی کی قائم مقامی ۱۸۰-۱۹۵ء

کوریو پیہ ۱۸۲ء کے اقرار نامہ کی تعمیل ۱۹۷ء -

رہست خان، فوجدار ۲۲ء کے ہمراہ ۲۷ -

رودرور، پر قیضہ ۱۵۲ -

روشن منگلہ ۲۳۳ -

روشن رائے کے تحت سپاہ ۲۱۵ -

ریڈ - انڈرو کیٹن، امدادی فوج کی کمان پر ۱۹۸ -

ریموں (ملاحظہ ہو موسیٰ رمیوں) کی فوج کا حملہ ۱۷۹ -

ن

نبردست خان، ۱۰۳ -

زور آور جنگ، ملک پر ۱۳۳ -

نس

سبا جی بھو نسلہ، خارجی کا بجائی ۹۵ء سے مقابلہ

۹۶ء تباہی پر ۱۰۳ء کی درخواست ۱۰۳ء کی ملاقات

۱۰۲ء کے خلاف ۱۰۲ -

سہا نکام ۱۹ -

سہاگل، پر بند کی تجویز ۹۲ -

سہا لار جنگ (موتن الملک خاندواراں درگاہ قلعہ

کا انتظام ۱۳ء کی صوبہ داری سے علیحدگی ۲۲ء

کابلغ ۱۰۲ -

سہا لار جنگ (مختار الملک میرزا بعلیخان) کی

بارہ دہی ۹۱ -

۱۹۷۷ء سے ۱۹۹۷ء -

سنگار پٹیو، ۵۸، کوروانگی، ۶۵ء سے مکمل کرنا۔
سنگڑھ، ۷۷ء -

سنگراج، کے تالاب کی تسکیر کا ۱۲۸ -

سوانج وکن، کا بیان ۲۳ -

سوانی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸ -

سوانی مادھوراؤ نرائین، ۱۶۳ء کا انتقال ۱۹ -

سورسنگ، سردار ۹۵ -

سونے دوپ، کی سند ۸۰ -

سہراب جنگ (اعظم الامرا اسطو جاہ شیر ملک

معین الدولہ غلام سید خان) کی دھچی امور دیوا

سے ۱۲۲، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹ -

سید اپورم میں قیام ۱۹، ۲۰، ۲۱ء کا ۲۱ -

سید اشیک، ۱۹۸ -

سید عمر خان، ملک پر ۱۳۵، ۱۳۶ء کی غرض ۱۳ -

سید مرقصی، ولی محمد خجی کا بھتیجا ۱۳۰ -

سید ومیاں، ولی محمد خجی کا بھتیجا ۱۳۰ -

سید عبداللہ (محمد غوث خان) دیوان خان ۱۰ -

سیف جنگ، ملک پر ۱۳۳، ۱۸۶ -

سیکا کول، ۴۶، ۴۷ء کے زمیندار ۷۷ -

سیلان، ۵۲ -

سیواچی، ۵۵ فٹ نوٹ -

سیونی، ۴ -

سیونی، میں نظریہ ۱۹۰ء سے ۱۹۱ء کو بھگنا

۱۹۷۷ء فٹ نوٹ -

گھانسی میاں) تیج جنگ کے عزیز ۱۳۲ء خطاب ۱۳۳ -

سکرار ان شمالی، میں جنگ ۱۸ء کی نسبت فرمان ۴ -

پرکشی کا قبضہ ۴۲، کا پیش ۴۳، پر قبضہ ۷۵ -

میں مرسلت ۸۰ء کے پیش کا بقایا ۱۶۶ء کا

پیش ۱۵۴ء کی کفالت ۱۵۵ء کا قبضہ ۱۸۳ -

سنگاپٹیم (سرینگ پٹن) ۲۲۳ -

سرینگ پٹن (سنگاپٹیم) میں طے کارادہ ۵۲ء

پر حملہ کارادہ ۱۵۰، ۱۵۱ء سے واپسی ۱۵۸ء

کی فتح ۱۶۲ء تک ۱۶۹ء کے مقابل ۱۷۰ء سے

واپسی ۱۷۳ء کی طرف پیش قدمی ۲۱۰ء میں کچی کا

وکیل ۱۱۴ء کی طرف فوج پٹی ۲۱۵ء پر انگریزوں

کا قبضہ ۲۱۶ -

سزاوار الدولہ، قلعہ دار ۱۵۲ -

سکرارام گھانسی، ۱۹۵ء فٹ نوٹ کی ماموری ۱۹۹ -

سکندر جاہ، انگریزوں ملک پر ۱۶۹ء کی واپسی

۱۷۳ء کی تخت نشینی کی تائید ۲۰۶ء کی جلد بازی

۲۰۶ء کے عقدیں اسطو جاہ کی پوتی ۲۰۷ء کو

تخت نشین نہ کرنے کا خیال ۲۰۸ -

سمیت راؤ، دیوان ۲۰ء کا مشورہ ۲۱ء مرتبہ

مہودہ ۲۳ -

سنجھو لعل، ۱۱ -

سندھ صیہ خان میں ۱۰۴ء کا علاقہ ۱۹۱ء کی حالت

میں ۱۹۳ء کی پیادہ پٹن ۱۹۴ء کو جاگیر ۱۹۵ء

کی فوج میں ملازم ۱۹۵ء فٹ نوٹ سے شادی

۱۹۶ء کو احمد نگر کا طبعہ ۱۹۷ء کو پرeram کی جاگیر

سی۔ یو۔ ایچی سن کا مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۲
کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا نہ ہونا ۱۶۲۔

لش

شامراج، راجہ ۱۸۵ء کی کوشش ۲۰، غیر قرار
کیتھی ۲۱۲۔

شاہ پٹھن، کاتالاب ۱۳۲۔

شاہ تجلی، مصنف توڑکا صفیہ ۲۸ فٹ نوٹ،

کابیان ۱۶۸۷ء اتحاد کے متعلق ۲۳، ۲۴، ۲۵

۸۵ء کا خواب ۹۸ء صلح کی سچی میں ۱۰۲ء کابیان

مروازیوں کی نسبت ۱۲۶۔

شاہ جہاں آباد، میں مقیم ۱۷۷۔

شاہ ڈونگر، کی پہاڑی ۱۲۹۔

شاہ عالم ۷۹ء، کافران ۸۱۔

شاہ قرآن، کا حملہ مصر پر ۲۱۔

شاہ میرزا (پسر نواب جنگ) شریک جنگ ۱۳۹۔

شاہ نور، پر حملہ کارا۱۵۰۔

شجاع الدولہ (بہادر دل خان) کے پوتے ۱۰۰۔

شجاعت جنگ کا سالہ ۱۳۲، ۱۳۵۔

شرف الدولہ (شرف الملک) برادر رکن الدولہ

۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱ء کابیان ۱۱۵ء قراچی رسید میں ۱۱۹

کا آغا ۱۱۸ء ملک پر ۱۳۳۔

شرف الملک (شرف الدولہ) خطاب ۱۱۸

جنگ بادامی میں ۱۲۸، ۱۵۰۔

شہیق (پنجی نارین صاحب) مصنف آثار

شمس الدولہ (شمس الملک تیج جنگ) خطبہ ۱۱۹

کے اہتمام سے شکار گاہ ۱۲۸۔

شمس الملک (شمس الدولہ تیج جنگ) کے اہتمام

شکار گاہ ۱۲۸، خواصی میں ۱۳۶، امیر اول

پانچواں خاص ۱۴۷۔

شکر اچی گھوڑ پڑ ۱۰۳۔

شہنشاہ محل ۸۴، پتھیا ۹۶۔

شہنشاہ پور، کا زمیندار ۲۷، کوروانگی ۳۶۔

شوکت جنگ (ولیم لک پائیک) زریڈنٹ ۱۸۲۔

شہسوار جنگ (غلام نبی خان) کا یلغ ۹۱

دیوان خانہ میں ۱۰۷۔

شیر جنگ (غیر الملک میر الدولہ حیدر یار خان)

کے پاس موسیٰ خان ۱۲۱۱ء کے پوتہ میں

قیام کی وجہ ۱۷ء کی کوشش موسیٰ خان کھیلے

۱۵۰۱۸ء کے پاس ۱۹ء کی نسبت سووٹھتی

۱۶ء دیوان دکن ۱۶ء کی صواب دید پر ۱۷ء

کا انتخاب ۲۹ء کے ذریعہ پیشکش ۳۱، ۳۲

کا اثر ۳۲ء کے مشورے پر ۳۳ء کا ملازم

۳۷ء کا حصہ قتل میں ۳۸۔

صل

صلابت جنگ (آصف الدولہ ظفر جنگ)

سید محمد خان) کے انزل کے بعد ۱۱ء کی جر ۱۱

کے عہد میں دیوان دکن ۱۱۶ء کی پوہی ۱۷ء

کی حیدر آباد روانگی ۱۸ء کے دربار کا ایک

امیر ۲۰ء کو لیکر ۲۲ء کا انتقال ۲۵ء

کی نظر بندی ۲۶ء کا انحراف ۳۱ء کے

عثمان علی خان - نواب میر خلد اللہ ملکہ دہلی
۹۲ کا فرمان ۹۳ -

عزیز خان، ملازم شیر جنگ ۳۷ -

عسکر جنگ، قلعہ دار ۱۲۶ -

عظیم خان، محمد، ملک ۱۳۶ -

علی اکبر، انی طالب، خواب میں ۹۸ -

علی رضا خان، میر کے سہیل پو سلطان ۹۳ -

ایلی ۱۵۸ -

عہدہ الامرا (میں ملک)، فرزند والاجہ ۷۹ -

عہدہ سکیم (میں نظام علی خان) ۸۲، خوش ٹوٹ -

عیسیٰ میاں (میراں یا جنگ) ۱۹۶ -

غازی خان کے ساتھ شیو سلطان ۶۳ -

غالب جنگ ۱۸۶ -

غلام رسول خان ۱۳۵ -

غلام سرور، سید، خطیب ۹۰ -

غلام سید خان (اعظم الامرا اسطو جاہ شیر الملک

مصلح الدولہ سہراب جنگ) صوبہ دار ۳۲،

کی طرف سے بدظنی ۱۲۲، کی ماموری کا امکان

۱۲۳، وکیل مبارز الملک ۱۲۳، کی دھچی امو

دیوانی سے ۱۲۲، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹ -

غلام علی (آزاد بگرامی) عہد کے بڑے معوی ۳ -

غلام علی، کی تعیناتی ۱۳۲ -

غلام علی خان (شہسوار جنگ) دیوانخانہ میں ۱۷ -

غنی محل ۲۳۳ -

ہلاک کا الزام ۵۵ کے عہد کی اخیر جنگ ۸۸، کا پلہ

کمزور ۸۸ کا عہد نامہ ۱۲۳ -

صلابت خان، فرزند سہیل خان بی ۱۸۰ -

صمصام الدولہ (صمصام الملک میر عبد المجید خان)

کا قہر ۱۱۵ -

صمصام الملک (صمصام الدولہ میر عبد المجید خان)

ایلیش پر ۹۷ -

ض

ضابطہ جنگ (مبارز الملک ظفر الدولہ براہیم بیگ

دھونسہ) ۸۸، کو خطاب ۸۹، کی مدد سے ۱۱۳

۱۱۴، تعاقب میں ۱۱۵، مشوش ۱۱۶ -

ظ

ظفر الدولہ (احتمام جنگ فرخ میزا) ۱۲۰ -

ظفر الدولہ (مبارز الملک ضابطہ جنگ براہیم بیگ

دھونسہ) ۷۷، خطاب ۸۹، کی ماموری ہم پر

۱۰۲، ۱۰۵، تعاقب میں ۱۱۵ -

ظفر الماس، سدی، قلعہ دار ۱۳۵، کو خطاب

۱۳۵، کی اطاعت ۱۳۸ -

ع

عالی جاہ (میر اسماعیل خان) فرزند نظام علی خان ۹۳

کا خروج ۱۸۵، کو جاگہ ۱۸۷ -

عبد الجلیل خان، حکیم (حکیم الملک) ۱۸۸ -

عبد الخالق، فرزند شیو سلطان ۱۷۱ -

عبد القوی خان، مفتی، کی امامت ۹۰ -

عثمان ساگر ۹۳ -

قطب الدین خان، ایچی ۱۵۸ء کا انحراف ۱۶۰-
قمر الدین خان، کاٹرز علی ۲۱۲ء کی نمک حرامی
۲۱۵ء کا حصہ انگریزوں کی طرف داری میں ۲۱۸ء

کو جاگیر ۲۲۱ء -

ک

کابل ۲۰۳ء -

کاٹھی پورنا ۳۵۰ء ۳۶۲ء -

کارنجہ، کی سرک ۸۵ء -

کاسنی - کپتان ۹۰۱ء ۹۲۰ء -

کاغذی کوڑہ ۹۱ء -

کاکن گیری ۹۷ء -

کالستری ۲۰۰ء -

کالی سکیم، نظام علی خان کی بہن ۱۱۰ء -

کالی کوٹ، کوروا کی ۲۱۵ء -

کانچند، فرزند راجہ رتن چند ۸۷ء -

کاٹلی، میں قیام ۱۳۲ء -

کانکن، کی پہاڑیاں، راجہ کی ہدایت ۱۹۲ء -

چلا جانا ۱۹۲ء -

کاویری، کے پار ۱۷۰ء -

کاویری پٹن، ۵۸ء میں اقامت ۹۹ء کا شنائی

کپتان ریڈ (علاؤ الدین ریڈ کیپٹن انڈو)

کپتان کاسبی ۹۰۱ء ۹۲۰ء -

کپتان ملک، برکھن کی تقسیم ۲۱۹ء -

کپتان مور، کے تحت فوج ۲۰ء -

کپتان میا کین، کی اطاعت پذیری ۵۸ء -

غنی بارخان، داروغہ عمارات ۲۳۳ء -
غوث خان، محمد (سیف الدولہ) دیوان خانی

ف

فتح خان، ۹۸۲ء ۹۹۷ء ۱۱۲ء -

فتح دروازہ، کے باہر ۸۶ء سے ۹۰ء -

فتح میدان (واقع حیدرآباد) میں قیام ۱۳۳ء سے

کچ ۱۳۳ء -

قصر حیرالہ (کپتان جیس) ۷۲ء

قصر حیرالہ (کپتان رابرٹ ویلیئر) ۷۲ء -

قصر حیرالہ (مجتہد مس) ۷۲ء نظام کے پاس ۷۵ء -

فرانس، کے شاہ ۲۰۱ء، میں ایچی کا بیچنا ۲۰۲ء ۲۰۳ء -

فرخ میرزا خان (ظفر الدولہ احتشام جنگ)

فرزند مبارز الملک ۱۲۸ء -

فرخندہ تباد (حیدرآباد) کا سک ۱۲۲ء -

فرشتہ (محمد قاسم) مورخ ۲۸ فٹ نوٹ -

فرید الدین خان (مویہ جنگ) سیفر ۱۵۸۷ء ۱۵۹۵ء -

فرید مرزا، ایراہیم بیگ خان دھوٹہ کا بھانجا ۱۳۱ء -

فریدیوں جاہ، کے دریچے ۱۰۹ء کا حصہ ۲۰۷ء -

فورڈ، کرل، کی معرفت ۱۶۳ء -

فیضوگاڑوی، قاتل رکن الدولہ ۱۱۲ء ۱۱۹ء -

فیوضات سجانی، تصنیف فریدیوں جاہ ۱۰۹ء

فٹ نوٹ -

ق

قطب الدولہ (حسن علی خان) صوبہ وار ۳۱ء -

کپتیل کی فتح ۱۵۰ پر حملہ ۱۹۷۷۔

کدیری کوٹہ ۲۸۰۔

کڈیہ، کوروانگی ۱۴۳، ۱۴۸، ۱۴۳، ۱۴۳۔

کرشنا، کاجور ۳۲، پینچا ۲۳، پار ۷۸، کاجور ۱۴۹، کی سمت کوچ ۱۴۰، کے قریب ۱۹۷۷۔

کے کنارے فوج ۲۰۳۔

کرک پیٹرک۔ جے۔ اے کا موسومہ خط

۲۰۵ کی اطلاع دی ۲۰۷ کو خط ۲۱۲ کو

اطلاع ۲۱۳ کے ذریعے اطلاع ۲۱۹ سے

استیاد ۲۲۳۔

کرک پیٹرک، لفٹنٹ کرنل ولیم، رکن

کیٹی تقسیم ۲۱۹، نمائندہ ریاست ۲۱۹ کو

ولنزی کی تحریر ۲۲۱۔

کرنالک، کی قیادت ۱۹، کے نواب ۲۰

قوت قوت، میں بسالت جنگ ۲۱، ۲۲، ۲۳

کے نواب ۲۹، پر حملہ ۳۰، کے زمیندار ۳۲، کے نواب

۴۰، کی دکن سے علیحدگی ۴۰، پر حملہ کی تیاری ۴۱،

پر حملہ ۴۳، ۴۹، کے نواب ۵۰، ۵۱، ۵۲، کے

حقوق ۵۳، پر حکمران ۵۴، کو غضب ۵۶، میں

متحدہ افواج ۶۲، کا انتظام ۶۸، کے نواب ۷۳،

پر حملہ ۷۷، پایاں گھاٹ ۷۹، کی سند ۸۰، پر

قابل ۸۱، بالا گھاٹ ۸۱، بالا گھاٹ پرتھوی

۸۲، کوروانگی ۱۰۰، کے والی کے علاقے ۱۸۱۔

کرنالک گڈھ ۷۸۰۔

کرنالک تور، کے قلعہ قصبہ ۱۹۷۷۔

کرنل فورڈ (ملاحظہ ہو فورڈ کرنل)

کرنول، کاجور ۲۴، ۲۵، کے قلعہ میں ۲۷۔

کریم داد خان کی تعیناتی ۱۳۳۔

کریم صاحب مشیخ ۲۲، ۲۵۔

کرٹھیال ۱۳۵۔

کشتیا پور، کے گھاٹ سے ۱۳۳، کا فاصلہ ۶۳

کشتاگری، ۵۲، کے پہاڑوں میں ۵۷۔

کشن راؤ بلال، ملاقات کے لئے ۱۹۹۹، ۱۹۹۹

وکیل صلح ۱۸۲۔

کلیاک، ۵۹، پر متحدین ۶۳۔

کلکتہ، کوپسی ۱۲۸، کو سفیر آصفیہ ۱۵۳، ۱۵۴

سے واپسی ۱۵۶، پینچا ۲۰۲۔

کلیانی، کی طرف ۸۸۔

کلیو۔ جنرل، کی معرفت ۱۶۳۔

کناوے۔ کپتان جہان، سفیر انگریزی ۱۵۳

کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت ۱۶۳۔

کنجپورم، میں قیام ۲۰۔

کنڈہ پالی (مصطفیٰ انگر) ۷۹، انگریزی قصبہ میں ۱۸۷۔

کنکا پور، کا صلح نامہ ۸۵۔

کنکیز، مورخ ۸۵، خلاف واقعہ ۹۹۔

کنور بھجے سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کنور جوہ سنگھ، کی شرکت ۱۳۵، طلایہ داری ۱۳۵

۱۳۵، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کنور زرنند سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کوٹگیر، پنچ کر ۱۳۲۔

کوچین ۱۹۷۷ء فٹ نوٹ۔

کوڑٹلہ سے کوچ ۱۳۵۔

کورگ کی طرف انطاف توجہ ۲۱۵۔

کورنوالس۔ اپریل، کاخط ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۸،

کا توپ بھینا ۱۷۸، کلکتہ سے ۱۹۸ فٹ نوٹ،

کاخط ۱۸۳، کوشبہ ۱۸۵۔

کورونٹڈل، ۸۱ء کے سواحل ۲۰۳۔

کوڑیاں بندر، کا مطالبہ ۲۱۲۔

کوک۔ کپتان ولیم ۶۰۔

کوکا کی ٹٹی ۹۱۔

کولاپور سے مراسلت ۶۹ سے نکل کر ۱۹۵ فٹ نوٹ۔

کولار کی قلعہ داری ۸۰۔

کولاس، کا سفر ۱۲۸، کے گھاٹ کا عبور ۱۲۸

سے نکل کر ۱۲۹ء میں طلبی ۱۳۲۔

کول کٹڈہ، پریقینہ ۱۲۸۔

گولی۔ کپتان ولیم ۴۰، ۴۲۔

کوئدویر ۷۹۔

کویل کٹڈہ، کے قلعہ کا محاصرہ ۳۹۔

کوئٹبور سے درخواست ۱۶۱۔

کھارے، کا بیان ۱۹۸۔

کھٹک سنگھ، سردار۔

کھٹک کی جنگ ۱۷۲ء کے قلعہ میں ۱۷۸ء سے

پیش قدمی ۱۷۹ء کو واپسی ۱۸۰ء میں

۱۸۱ء کی جنگ میں عدم اعانت ۱۸۳ء کی

جنگ میں شکست ۱۸۴ء کی جنگ میں

گیا ہوا علاقہ ۱۸۹ء کے صلح کی بموجب ادائی

رقم کا مطالبہ ۱۹۳ء کی جنگ میں دیا جو ملک

۱۹۵ء کے صلح نامہ کی رو سے ۱۹۸۔

کھم ۵۵ء کو واپسی ۷۷ء زانیہ کے سپرد ۷۸ء،

میں اضافہ قوج ۱۸۵۔

کیپ آف گڈھوپ ۲۰۴۔

کیلاڈو، بریڈریج ریل ۲۰۰ء کو حکم ۴۱۔

کیلا س گڈھ ۹۸۔

گیمبل۔ گرئل چارلس ۳۰۔

گگ

گگتی، کی نقولین کا اقرار ۱۵۹ء پہنچ کر انحراف ۱۶۰۔

گجندر گڈھ، پریقینہ ۱۲۸۔

گرانٹ ڈف، کا بیان ۱۲۱، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۴۵،

۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۴۔

گرودھاری لال احقر کی تاریخ ۱۲۔

گرگنڈہ، کا زمیندار ۸۸۔

گرنیات، گھاٹ ۷۳۔

گریٹ برٹن ۱۶۳۔

گلاب سنگھ، کی باؤلی ۹۱۔

گلبرگہ، کو روٹنگی ۳۴، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰۔

گلزار اصفیہ، کا واقعہ ۱۰۸، ۱۰۹ء کی وجہ ۱۱۰

۱۱۱ء کی غیر تحقیقی نقل ۱۱۳ء کے واقعات ۱۱۵ء

۱۱۷ء، ۱۱۸ء، مرض کی نسبت ۱۱۸ء، گدی نشینی کی

نسبت ۱۹۰، ۱۹۱ء میں تفصیل گرفتاری ۱۹۲ء

گلزار محل (واقعہ نزل) میں قید ۱۳۔

صفوف جنگ ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۳ء کے بیان کے

مطابق ۱۱ء کا مصنف ۱۱۸۔

ما و حضور اؤیشیوا سے صلح ۱ کے طرفدار ۲،

کی دور اندیشی ۳، کی شکست ۴، کے خلاف

۴ کا حملہ ۹، کی ملامت ۱۳، کی ناراضی ۳۴،

کے عہد و پیام کا معاملہ ۳۵، کو خلعت ۳۶،

کا اثر ۴۴، ۴۵، کی جرم ۸۴، کے پاس ۸۵،

کے مفید شرائط ۸۶، کی علالت ۹۴، مرض

الموت میں ۹۵۔

مارکوئس ویلنری (لارڈ مارنگٹن) گورنر جنرل

۲۰۲ کے خط میں شکلات کا اظہار ۲۰۹، کی

تحریر ۲۰۹، ۲۱۱۔

ماگیری، پہ ملاقات ۱۷۰۔

مارٹ - مسٹر کی معرفت ۱۶۴، ۱۶۵، سفیر

پونہ ۱۷۹۔

ما مائیرن ۱۳۹۔

ما تھرا، دریا کے کنارے ۱۲۸، ۱۲۹۔

مبارز الملک (نظم الدولہ ضابطہ جنگ برائے

دھونسہ) مشوش ۱۱۶، کے وکیل ۱۲۱، کے

خیالات ۱۲۲، کی تحریک ۱۲۳، کے وکیل

۱۲۳، کا مرض ۱۲۸، کا انتقال ۱۲۸،

کے انتقال پر ۱۳۰، کے خیر خواہوں کی حجت

۱۳۱۔

مسٹ پلی ۱۳۵۔

مچھلی بندر (مچھلی پٹن) سے واپسی ۱۷، کو

روانگی ۱۸، کا تاجر ۱۰۹۔

محبوب گنج (واقع حیدر آباد) ۹۱۔

محبوب علی خان (آصف جاہ سادس) ۹۲۔

محموظ خان، فرزند انور الدین خان ۲۰، کی

تجاویز ۵۰، کا بھیجا جانا ۵۲، کی لڑکی سے

نسبت ۵۳، کی طرف سے ۵۴۔

محکم سنگھ، پیشکار دیوان ۳۳، کا قتل ۳۴، ۳۶۔

محمد حسین خان ۱۳۵۔

محمد سلیمان ۱۳۵۔

محمد عادل شاہ ۲۸، فٹ نوٹ۔

محمد علی خان (والا جاہ سراج الدولہ) نواب

کرناٹک ۲۰، فٹ نوٹ ۲۹، کا پیشکش ۳۱،

کی تہنہ کے لئے ۴۹، کے متعلقہ مقامات ۵۰،

کو خطوط ۵۱، کی تحریک پر ۵۲، کی تسخیر کے لئے

۵۴، سازشوں سے ۵۶، کی فوج ۶۳،

کے پاس رکن الدولہ ۷۳، رکن الدولہ کے

سالے ۷۴، کے خلاف ۷۷، کے تجاویف ۸۲،

کو خلعت ۸۳، کے علاقے ۱۲۱۔

محمد علی گمندان کے ساتھ شیوہ سلطان ۶۳،

سہرا و قلب میں ۶۹۔

محمد غیاث، شیوہ سلطان کا ایلچی ۱۵۸۔

محمد مقیم قسیمی ۲۸، فٹ نوٹ۔

محمد نگر، گوگنڈہ، کا قلعہ ۸۷، میں محبوس ۸۸، ۹۰،

کے قلعہ میں محبوس ۱۲۷، کے قلعہ کے پاس ۱۲۸،

کے قلعہ میں قید ۱۵۲۔

- محمد یوسف، سردار ۹۵۔
 محی الدین صاحب، کے ہاتھی کی جنگ ۹۲۔
 محی الدین صاحب ابن کریم صاحب
 ۲۵، ۲۲۔
 محمد دوم صاحب، حیدر علی خان کا سال ۵۲
 کے ساتھ شیپ سلطان ۴۳۔
 مدراس، گورنمنٹ ۲۰، کوروانگی ۲۹، کوئٹہ
 ۲۹، کے رسالے ۳۰، کی مالی حالت ۴۱،
 سے آمد و رفت کا رستہ ۵۰، گورنمنٹ ۵۱
 کونسل ۵۷، کے گورنر کے نام مرسلت ۵۶
 سے جواب، کوئٹہ سلطان کی روانگی ۶۴،
 پر حملہ ۶۶، آٹما ۷۴، کوئٹہ کی دولت کا جانا
 ۷۵، کے گورنر کے تحائف ۸۲، ۸۳، گورنمنٹ
 ۱۲۵، اور کلکتہ میں اختلاف ۱۲۸، سے مدد
 ۱۶۷، کی افواج ۱۷۸، فٹ نوٹ، کی فوج ۲۰۴
 کی فوج کو حکم ۲۱۰، کی فوج ۲۰۴، کی فوج کو حکم
 ۲۱۰، کی فوج کی پیش قدمی ۲۱۲۔
 مدھوجی بھونسلہ (مودھاجی بھونسلہ) جانچی
 کا میانی ۹۵، کا طرہ دار ۹۶۔
 مدینہ صاحب، شیخو سلطان ۲۱۱۔
 مراد خان، محمد اورنگ آبادی ۲، مادھو
 کے ڈیرے میں ۳، پر رشک ۵، کا ایماء
 ۱۱۰۹، سے اتفاق کر کے ۱۱۲، کو متفق ۱۱۲،
 ۱۵، کو قید ۲۷۔
 مرارو اس (راجہ جگدیو) پیشکار دیوان ۲۸۔
- مرفعی نگر (گنٹور) ۴۱، ۷۶۔
 مرج، کی طرف پیش قدمی ۵، کا قلعہ دار ۱۳۔
 مڑکی بازار ۹۱۔
 مڑولی (گنٹور آباد) میں حملہ ۲۱۵۔
 مستعد پورہ ۹۱۔
 مستقیم الدولہ کا استبداد ۲۲۳، وکیل ۲۲۳۔
 فٹ نوٹ۔
 مسلم جنگ، کابل ۹۱۔
 مسیح الدولہ (حکیم محمد باقر خان) ۱۲۸۔
 مشیر الملک (اعظم الامرا اسطو جاہ معین الدولہ
 سہراب جنگ غلام سید خان) ۱۳۵، کو حکم
 ۱۳۹۔
 مصری خان، حارس قلعہ ۱۰۵۔
 مصطفیٰ بیگ ۱۳۵۔
 مصطفیٰ انگر (کنڈہ پل) ۴۱، ۷۶، انگریزی
 قبضہ میں ۱۸۳، ۱۸۷۔
 معز الدین، فرزند شیخو سلطان ۱۷۱۔
 معین الدولہ (اعظم الامرا اسطو جاہ مشیر الملک
 سہراب جنگ غلام سید خان) صوبہ دار ۳۲،
 کو حکم ۱۳۹۔
 معین الملک (عمدۃ الامرا) فرزند والا حامد ۷۹۔
 مغل علی خان (بہاویں حامد ناصر الملک مقصد
 کوورغلانا ۸۸، شیخو سلطان کے مقابلے پر ۱۲۹۔
 مغل میرزا، ابراہیم بیگ و بھونسلہ کا میاں
 ۱۳۰۔

- مقیمہ - محمد تقیم ۲۸ فٹ نوٹ -
 مکارم خان ملک پر ۱۳۶ -
 علی جمیس مورخ ۳۹ ۴۱ -
 ملک - مسٹر رزیدنٹ کا مددگار ۲۰۹ رکن کمیٹی
 تقسیم ۲۱۹ -
 ملھار راؤ کیولکر ۶ کے دیوان ۸۴ -
 ملیبار ۸۱ کے سواحل ۲۰۴ -
 ممتاز الامرا (امیاز الدولہ) کی صلاح ۱۸۶
 کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱، غیر طرفدار پنی
 ۲۱۲ -
 مناجی پٹھ کے برطرف شدہ فوج کے ساتھ ۱۹۶
 مناکی تیڈت، وکیل حیدر علی خان ۵۶ -
 منرو مسٹر، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ -
 منسارام قانی، شفیق کے والد ۱۰۱ -
 مننگامری میجر میو، ۱۴۰ کمان سے علو ۱۹۸
 منگلور، کا محاصرہ ۱۳۲ کی بندرگاہ ۲۰۲
 کا مطالبہ ۲۱۲ -
 منور خان ۶۸ -
 منیر الدولہ (نیر الملک شیر جنگ حیدر یا رخاں)
 کا انتخاب ۲۹ -
 منیر الملک (نیر الدولہ شیر جنگ حیدر یا رخاں)
 کا انتخاب ۲۹ -
 موتی تالاب (واقع سرریگ پٹن) ۱۰۰ -
 موتی محل (واقع قلعہ گوکنڈہ) ۱۵۶ فٹ نوٹ -
 موتیانی بندرگاہ سے درآ ۱۲۶ -
 مودھاجی بھونسلہ (مدھوجی بھونسلہ) کا کار
 ۱۰۳، ولایت کے لئے ۱۰۴ جنگ میں ۱۰۵
 کی جہم کے بعد ۱۱۳ کے تعاقب میں ۱۱۵ -
 مور کپتان کے تحت فوج ۲۰ -
 مورایہ پٹھانوں ۶ -
 موسیٰ رندی میں طغیانی ۹۰، پر بندگی تجویز ۹۶
 کے کنارے ۱۲۸ -
 موسیٰ یوسی، کی پانڈیجری کوروا لگی ۱۸، انتظام
 ۱۹، کا آنا ۲۱، سے قرض کی خواہش
 ۲۲، کا باہر ہونا ۲۳، کی توقع ۱۸۴ -
 موسیٰ پیروں کی توپ اندازی ۱۸۰ کے تحت
 فوج ۱۹۴، ۱۹۷ -
 موسیٰ خان (رکن الدولہ احتشام جنگ) بھگت
 میں ۱۰، کی حالت ۱۱، بایک جامہ و دستا
 ۱۱، باد و کوش و مٹی ۱۲، میدان جنگ سے
 نکل کر ۱۳، کی ماموری کی کوشش ۱۵،
 بے سرو سامانی میں ۱۶، کا اقرار ۱۶، کو خط
 ۱۶، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ۳۳،
 دیوان خانہ میں ۱۰۷ -
 موسیٰ ریموں، سپہ سالار ۱۷۷ کے تحت فوج
 ۱۸۰، ۱۸۴، کی فوج ۱۸۵، کو حکم ۱۸۸ کے
 تحت فوج ۱۹۴ -
 موسیٰ میو، کا مشورہ ۲۱۹ -
 موسیٰ صاحب قادری، کی درگاہ ۹۱ -
 موکلہ (موکیٹر) ۹۶ فٹ نوٹ -

- موہن (موکھ) ۹۶۱۔
 موہنگی پٹن، کورواگلی ۶۔
 موہن راؤ ٹنگلیہ جاگیر دار رورور ۱۵۲۔
 موہیری، گھاٹ ۱۷۸، پراثر آٹا ۱۷۹۔
 موہی جنگ (فرید الدین خان) کے ذریعہ قرار ۱۵۹۔
 جہا بت جنگ کی گرفتاری ۱۰۴ کے زیر تصرف
 ۱۲۸، نیپو سلطان سے متحد ۱۲۹ کو عیسو کر کے ۱۵۸۔
 جہاد پوجی سندھ صیہ سے اتحاد ۱۷۷ کا انتقال
 ۱۷۷ کو فراہم کرنا ۱۸۱۔
 جہا رخصت کی حکومت ۸۱۔
 جہا راؤ، مابین مینہ ۹۷۔
 جہاڑ، ۱۹۴، کا عہد نامہ ۱۹۵ سے واپسی ۱۹۷
 کے عہد نامہ کی تعمیل ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰۔
 جہاڑ، عاشق چند ریدن ۲۸۔
 میرا لکین کپتان، کی اطاعت پذیری ۵۸۔
 میجر جنرل میٹوز (ملاحظہ ہو میٹوز میجر جنرل)
 میجر رابرٹس (ملاحظہ ہو رابرٹس میجر)
 میجر ہیو منگامری (ملاحظہ ہو منگامری میجر ہیو)
 میڈک، سرکار، قہر ۱۵۲، مرکزی علاقہ ۱۵۳۔
 میٹوز میجر جنرل، کے ڈیکان ۱۶۷، گورنر
 ۱۶۸، فٹ نوٹ ۱۶۸۔
 میراں یا رجنک (مینی میاں) کی ماموری ۱۹۷۔
 میہ جلیہ، کالاب ۸۳ کے تالاب میں ۹۳۔
 میر سادق، کا طرز عمل ۲۱۴، سے مشورہ ۲۱۶۔
 میر عالم، میراوا قاسم، سفیر ۱۵۳، ۱۵۴، سے
- گھنگو ۱۵۵، کی واپسی ۱۵۶، کا موسومہ خط ۱۵۹۔
 مزید فوج کے ساتھ ۱۶۹، سفیر نوٹہ کو ۱۷۴، کو
 تحریر ۱۸۲ کے پاس فرمان برطانی فوج ۱۸۵، کا
 معروضہ ۱۸۷، سے مل کر ۲۰۸، سپر سالاری کے
 ۲۱۳، کے تحت سپاہ ۲۱۵، فٹ نوٹ، کے درجے
 اطلاع ۲۱۹، کے نام تحریر ۲۲۱، کا خیال ۲۲۲،
 کا استبداد ۲۲۳ کی ذاتی رائے ۲۲۴۔
 میر عالم (سوانح میر عالم) تصنیف ۱۵۴۔
 میسور، ۱۹۲، فٹ نوٹ، سے متعلق ۱۹۱، پیر
 پیش قدمی ۱۶۰، کے معقول راجہ ۱۶۱، فتح ۱۶۲
 پر پیش قدمی ۱۶۷، کی جنگ کے بعد ۱۷۷، ۲۰۸
 کے حدود پر پیش قدمی ۲۱۰، کی سابقہ جنگ
 ۲۱۱، پر فوج کشی کا اعلان ۲۱۲، کو تقسیم کرنے
 کا خیال ۲۱۶، پر انگریزوں کا قبضہ ۲۱۷، کے
 راجہ کی بیوہ کا متبئی ۲۱۸، پر راجہ ۲۲۰، کے حدود
 ۲۲۲، کی رانی کا معاہدہ ۲۲۷۔
- (ن)
 ناراین دیو، زمیندار ۷۷۔
 ناراین راؤ پیشوا، کی قائم مقامی ۹۵، پر حملہ ۹۶
 کے قتل کا بدلہ ۱۰۳۔
 نارو بتت چکر دیو، کی رہبری ۱۹۷۔
 ناسک، کورواگلی ۲۔
 ناش لفٹنٹ، کی رہائی ۱۷۰۔
 ناصر جنگ (نظام الدولہ میرا جہان) کی شہادت
 کے بعد سے ۲۲، کا شوق ۱۷۳، کا خیال ۱۷۴۔

نظام جنگ (بدیع الزماں خان) ۱۸۶۱ -

ناگپور، کاجراجہ کے راجہ سے مصالحت ۱۲۶ -

نانا پھڑنویس (بالاجی پنڈت - نانافرنویس) کے تفویض ۱۸۴۲ء کی چالاک ۱۷۷۷ء کا بیان ۱۸۱ -

کاحصرہ ۱۸۲ء کے متعینہ سوار ۱۹۳ء کی طلبی ۱۹۲ء -

سے ریشہ دوانی ۱۹۵ء کی طرفداری میں ۱۹۵ء -

کی رقم سے فوج ۱۹۶ء کی واپسی ۱۹۷ء تالیف

قلب میں ۱۹۸ء ۱۹۹ء کا اقرار ۲۰۰ -

نانافرنویس (بالاجی پنڈت - نانافھڑنویس) کے

دلائل ۱۷۷۷ء کا بیان ۱۸۱ء باجی راؤ کے خلاف

۱۹۰ء کا منصوبہ ۱۹۱ء کو اطلاع ۱۹۲ء -

نبی باغ (واقع گوشہ محل) ۹۳ -

نیولین اعظم شاہ فرانس ۲۰۱ء کا حملہ مصر پر ۲۱ -

نجات خان، سید بہادر دل خان کے پوتے

۱۰۸ء کے بیان پر قیاس ۱۰۹ -

نجم الدولہ، منیختی ۱۳۲ -

نجیک اللہ، قلعہ دارنیلور ۱۸۸ء کی طلبی ۱۹ -

نریت سنگھ، ۹۷ء کی ماموری ہم پر ۱۰۰ -

نرکھوڑ ۹۰۵ -

نرگوندہ، پقیضہ ۱۳۸ -

نرمل ۹۹ء کی جنگ سے واپسی ۱۱۲۲ء میں عمل دخل

۱۳۰ء کے کارخانہ حالت کی سند ۱۳۱ء کی کثرت

۱۳۲ء سے ۱۳۳ء کا جمع و خرچ ۱۳۹ء کی عداوت

۱۳۹ء کی طعنہ ۱۳۹ء کی عداوت ۱۳۹ء کا اقرار ۱۳۹ء

۲۳۳ -

نشان حیدری، کا بیان ۱۹۲ء میں زہر و توبیخ

۱۷۲۰ء محاصرہ بادامی پر ۱۸۲۸ء میں رقم صلح

۱۷۲ء میسور کی سازشوں کی نسبت ۲۱۲ -

نصیب الدولہ (ٹیپو سلطان) خطاب ۲۹ -

نصیب یار خان (وقار الدولہ) کے ذریعہ ۷۳ء

کی صواب دید پر ۱۲۱ -

نظام (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کی تائید

۲۲ء کی مدد پر آگاہی ۲۳ء کا کمپ ۲۹ء کی

پریشانی ۵۰ء کا جنگ جاری رکھنے کا ارادہ

۵۲ء کی دعوت ۶۷ء حیدر علی خان کے ساتھ

۷۳ء کا مقدمہ دار ۷۵ء کا حصہ ۷۶ء فوج کے سنا

۷۷ء کی امداد ۷۸ء ۷۹ء ۸۰ء کے حقوق ۸۱ء کا

مدد دینا ۸۲ء کے گلے کا زہر ۱۰۰ء کا تصور ۱۰۱ء

ہند نامہ پر ۱۵۲ء کا تفویض کرنا ۱۵۳ء کی طرف سے

طلبی ۱۶۵ء کی امدادی فوج ۱۶۸ء کی ملازم نگہبانی

فوج ۱۸۳ء کو مایل ۱۸۵ء کرگر کفر و پوجا میں

۲۰۲ء کی بدو کا عدم امکان ۲۰۴ء کو بدگمانی ۲۰۶ء

کی دیگر فوج ۲۱۲ء کی فوج کی سپہ سالاری ۲۱۲ء

انصاری کا اخراج ۲۱۲ء کی باقاعدہ امدادی فوج

۲۱۵ء کے حصہ کی قرارداد ۲۱۲ء کے اعمال ۲۱۲ء

نظام الدولہ (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کے

ظہان کے لئے ۵۲ء کا دعوت دینا ۶۶ء -

نظام علی خان کے شش و شش ہر مہینہ ۹۸ء

نظام علی خان (نظام الدولہ) نظام الدولہ کے جنگ

آصف جاہ ثانی کی تخت نشینی ۱۱ء کی عرض ۳۳ء

کی غرض ۳، کی اعانت ۴، کا دیوان ۵، کی طرف سے وابستہ ۶، کا سبوت ۷، کا گواہ اور بیعت ۸، کو حملہ کی خبر ۹، کے سپاہیوں کی اموات ۱۰، سے انحراف ۱۰، کی اورنگ آباد و انگلی ۱۳، کی آزر دگی ۱۴، کی غلط فہمی کے ارتقاء کی کوشش ۱۵، ۱۶، ۱۷، صلح کے بعد ۱۷، کی براہ کور و انگلی ۱۸، کا طرفدار ۲۰، کے مقابلے میں بدد ۲۲، راجپوتوں میں ۲۳، کے منصوبوں کو نقصان ۲۴، حیدر آباد کے ارادے سے ۲۵، کی بجائے ۲۶، کی اصفیٰ کور و انگلی ۲۷، صوبہ دار و کمن ۲۹، کو مجبور کرنا ۳۰، کا بغرض انتظام مملکت ۳۱، کا راستہ ۳۲، سے متحد ۳۳، سے ترک مراقت ۳۵، کی علیا ۳۶، کی دورانہ نشی ۳۸، کی توجہ ۳۹، کے پاس رسوخ ۴۰، کی زلہ ہی فوج ۴۱، کی مخالفت ۴۲، کے دربار میں باریابی ۴۳، کا جور کرشنا ۴۴، سے سازش ۴۸، کو تخریب کے لئے ۴۹، ۵۱، نے خط پڑھا ۵۲، کی فوج ۵۲، کی نسبت بیگمانی ۵۵، کے کیمپ میں غزو سلطان ۵۶، کا کوچ ۵۷، کو شکست ۵۸، کی افواج ۶۲، سے شکست ۶۴، جنگ سے کٹاؤ کوش ۶۵، نے شکست کی ۶۶، ۶۷، مگر نہایت میں ۶۸، کے پاس نگر نری منیر ۶۹، ۷۰، کی رحمت اللہ علی ۷۱، کی علی ۷۲، ۷۳، سے عدم مراست ۷۵، کی زلہ ۷۶، دیکھی ۷۷، کا حملہ ۷۸، کے لڑے علی کاٹو ۷۹، ۸۰، کا ملاحظہ تاشا ۹۳، سے ریشہ دوانی ۹۴،

کا اتحاد پیشوا سے ۹۴، سے مقابلہ ۹۴، قول ۹۷، کی ۹۸، ۹۹، کی ملاقات ۹۹، کو شکست ۱۰۰، رکھتا تھا راؤ کے پاس ۱۰۱، کی گذشت ۱۰۲، صلح ۱۰۳، کی غرضیت ۱۰۴، کی سووٹنی ۱۰۶، کی والدہ کے حکم پر ۱۰۷، کی ناکامی ۱۰۸، کو پاس ۱۰۹، کو مجبور ۱۱۰، سے بیان واقعہ ۱۱۱، کے تحت ۱۱۲، کا ارادہ ۱۱۳، پر پوچھا خواہ رکن الدولہ ۱۱۵، کو خطرہ ۱۱۷، کی پچھی ۱۲۲، طالب مشورہ ۱۲۳، امور مال و ملکی میں ۱۲۴، کا حکم نسبت سکے ۱۲۴، کا عمل ۱۲۵، کے پاس تعیناتی ۱۲۷، کو مرض کی اطلاع ۱۲۸، کو معروضہ ۱۳۱، کو فتح کی اطلاع ۱۳۳، کا کوچ ۱۳۴، کی فوجی ترتیب ۱۳۶، سے اتحاد کی تجویز ۱۴۳، کی فہمائش ۱۴۴، سے سمجھوتہ ۱۴۷، کی روانگی ۱۴۸، کے داماد ۱۴۸، کی مخالفت ۱۴۹، کی پریشانی ۱۵۰، ۱۵۲، کی بلا اطلاع معاہدہ ۱۵۳، کی خواہش تجدید عہد نامہ کی نسبت ۱۵۵، کا نیا مکان ۱۵۶، کی خواہش اتحاد ۱۵۸، کا سوال ۱۵۹، کی روانگی ۱۶۰، کے ساتھ معاہدہ ۱۶۱، سے معاہدہ ۱۶۲، ۱۶۳، کی فوج ۱۶۹، کے حصہ میں ۱۷۳، کی علالت ۱۷۳، کی عدم ادائی چوتھ ۱۷۴، سے معاہدہ ۱۷۵، سے کنارہ کشی ۱۷۶، کی فرانسیسی فوج ۱۷۷، کے مقابلے میں ۱۷۸، کی فوج پر حملہ ۱۷۹، کی فرانسیسی فوج ۱۸۰، کی واپسی ۱۸۰، متحسین ۱۸۱، کے لڑے ۱۸۲، کے وقت ۱۸۲، کی ناراضی ۱۸۳، کو جو ۱۸۴،

وانڈیلوش (وندواسی) کی فتح ۱۹۔

وانم ہارٹی، ۶۹، کو انگریز ۷۔

وایٹ کپتان، کا خط ۲۱۳۔

۱۹۶

وانی، میں ناتنا ۱۹۳، تک بر طرف شدہ فوج کا جاننا

وڈجیری، ۶۹۔

ورنگل، پریش قہمی، ۷۷، میں فوج، ۷۷، تہذیب ۱۵۲۔

وقار الدولہ (نصیب یا خان) کے ذریعے ۷۳،

۸۲، ملاقات کے لئے ۹۹، ڈیرے میں ۱۰۸، کی

صواب دید پر ۱۲۱، کے منصوبے ۱۲۲، کی خودی

کے بعد ۱۲۳۔

ولسن، لفٹنٹ کرنل مصنف تاریخ ۱۹۸، کا

بیان ۲۰۴۔

ولی محمد بخشی ۱۳، کا اعتبار ۱۳۱، کی تک حراجی

ولیم کرک بیٹریک لفٹنٹ کرنل (مختار الد

خاں) کے چنگ، ریزٹنٹ حیدر آباد ۱۸۴، ۲۰۴،

رکن کی تقسیم ۲۱۹، جائیدہ ریاست ۲۱۹۔

ولیم کوک کپتان، ۶۴، ۶۵۔

ولیم کوک کپتان، ۶۴، ۶۵۔

وندواسی (وانڈیلوش) کی فتح ۱۹، کی بغاوت

ویلرلی (کرنل آرتھر) کی فوج سے الحاق ۲۱۳، رکن

کھیتی تقسیم ۲۱۹۔

ویلرلی (کرنل آرتھر) کی فوج سے الحاق ۲۱۹،

ویلرلی۔ مارکوئس، کے پیش کردہ شرائط ۲۰۸، کا

خیال ۲۱۲، کا اطلاع دینا ۲۱۳، کے خطوط ۲۱۳،

۲۱۴، کی خوش ۲۱۸، کا اختلاف ۲۲۱، کا خط ۲۲۳،

۱۸۴، کے صلاح کار ۱۸۶، کا خط ۱۸۶، کا معاہدہ

کو کا لحد کم کرنا، ۱۸، قبلانے فوج ۱۸۸، کو معفو

ارسطو جہ ۱۹۴، کو طرقدار بنالینا ۱۹، کی فوج

کی کارگزاری ۱۹۷، کو واپس ۱۹۸، کے حق میں

تعمیل ۱۹۹، کا معقول فائدہ ۲۰۰، کو کمک ۲۰۲،

سے معاہدہ ۲۰۴، کو ترغیب ۲۰۵، کی علالت

میں ۲۰۶، کے قائم مقام ۲۰۷، کے بلا علم شرائط

۲۰۸، کو وٹکی ۲۰۸، کے پاس ریزٹنٹ ۲۰۹،

فریق عہد نامہ ۲۱۱، غیر صحیح المزاج ۲۰۲، کی مستطوری

سے ۲۱۳، کا خیال شیوہ سلطان کی شہادت کی

۲۱۴، فریق معاہدہ ۲۱۸، کو سو وطنی کا امکان

۲۱۹، کو تقسیم میور کی اطلاع ۲۱۹، کا استفادہ ۲۲۰،

کے حصہ چیل درگ ۲۲۱، کے اعمال پرتقدی

نظم ۲۲۲، کے خاندان ۲۲۳۔

نندی درگ، سے توپ ۱۹۸۔

نوازش علی، خاندان ۲۲۳۔

نوازش محل، ۲۲۳۔

نوشیرواں، سربراہ کار ۱۲، کی تصانیق ۱۳۴۔

نیر، ندی کے کنارے ۱۹۶۔

نیلور، کا قلعہ دار ۱۸، پر حملہ ۱۹، ۵۷۔

و

والاجاہ (مرآج الدولہ محمد علی خان) سے

اتحاد ۷۹، ۸۰، کا علاقہ ۸۱، ۸۰، کی ۸۲، ۸۱۔

والاجاہ آباد، میں انگریزی فوج ۱۹۸، فریق ۲۰۵۔

وامرلہ ۲۰۔

کی تنقیدی نظر ۲۱۲ -

ہسٹری آف مدر اس آر می ۱۹۸ -
ہسکوتہ، کی صوبہ داری ۱۳۹ سے ۵۷ میں

ویور، ۵۷ -

رہنا ۷۸، ۷۳ -

ویکوارڈ (ایلوڈ) ۱۳۴ -

وینکٹ پٹھ ۲۰

وینکٹ کیشو عالم ۱۲۵ -

۵

ہادی الدولہ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳ -

ہارٹ - لفٹنٹ کرنل کے تحت ۷۵ -

ہارلس - جنرل کے تحت پیش قدمی ۲۱۲ کی مدد

۲۱۵، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ کے مساوی حصہ کا

مستحق ۲۲۳ -

ہالٹنڈ - مسٹر سفیر ۱۲۵، ۱۲۶ کو پدایت ۱۲۷

کی سفارت میں ۲۲۸ -

ہرل کا بھٹی ۹۰ -

ہری پنت، کا انتظار ۱۹۹ کے فرزند ۱۷۹ -

ہری پنت، فرزند پررام ۱۹۲ -

ہری رام پھر گریہ کی ملاقات ۱۰۴، ۱۰۵ کے

ہمراہ ۵۰، بہاد پند میں ۱۵۰ کا ارادہ

۱۵ کے غم کی خبر ۱۵۱ -

ہسٹری آف حیدر شاہ، کا مصنف ۱۲۲

کابینہ ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴ میں صیافت

کی تفصیل ۹۶، ص ۱ کے متعلق ۲۳، میری وینکٹ

ہلکر، خاندیس میں ۱۰۲ -

ہمالیوں جاہ (ناصر الملک مقصد جنگ محل علی ن

ٹیپو کے مقابلہ پر ۱۲۹ -

ہمت خان، مراد خان کا عزیز ۷۷ -

ہمناباد، کی جنوبی ۱۰۳، ۱۰۴ -

ہمدوم، اوسط جاہ کا گھوڑا ۱۹۲ -

ہندوستان، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵ کو بھیج دینے

۱۹۹، میں فوج ۱۹۹، میں قسمت آزمائی ۲۰۱

سے نکال باہر کر دینا ۲۰۳، پر حملہ آور ہونا ۱۱۰

ہنری ویلر تلی (لاڑکولی) رکن کمیٹی تقسیم

۲۱۹ -

ہیو منگامری میجر (ملاحظہ ہو منگامری)

- میجر ہیو

ی

یاد گیر (انت گہ) کو روٹنگی ۱۲۳

یکہ تا ز جنگ ۱۲۳، ۱۲۴ سالہ ۱۲۳

یلمہ، قوم ۱۵۲ -

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۵	مُرخ کیا	مُرخ لیا
۶	۱۲	مُرخ کیا	مُرخ لیا
۱۳	۱۷	ہما دیوراؤ	مادھوراؤ
۱۵	۱۱	بودر	بود
۲۲	۸	دیں	دینگے
۲۶	۹	صلابت جگ کے	صلابت جگ کی
۳۳	۱۱	صا و کر دی	صا و کر دی
۴۳	۳	جنگ میور	جنگ میور ۱۸۶۷ء ۱۱۸۱ھ
۵۱	۶	رکن الدولہ	رکن الدولہ گو
۵۳	۱۳	صلح نامہ روسے	صلح نامہ کی روسے -
۵۵	۱۳	نظر لنیا	نظر لنیا -
۷۰	۲	میرے سپاہیوں	میرے سپاہیوں میں -
۷۲	۲	اس نے بھی	اس نے یہ بھی
۷۹	۱۵	وژنا کو اور اس	وژنا کو اس
۸۲	۶	سہرچ کرن بوقت	سہرچ کرن
۸۷	۸	خواصی بھلا کر	خواصی میں بھلا کر
۸۹	۱	راچند	راچندر
۹۰	۶	کوماچی	گوماچی
۹۱	۳	بہا لنگھ	بہا لے گیا
۱۰۱	۱۲	دوازدہ ملک روپیہ	دوازدہ لک روپیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۱۹	خرم و ہوشیاری	خرم و ہوشیاری
۱۰۸	۸	مرکا	روکا
۱۰۹	۲	رکن الد	رکن الدولہ
۱۱۰	۱۰	قابل	قابل
۱۱۲	۱۹	رکن الدولہ کے	رکن الدولہ کی
۱۱۸	۱۳	تذویر	تذویر
۱۲۷	۱۲	اسی کی	اسی
۱۳۰	۱۶	سردگی	سکر دگی
۱۳۳	۷	فوج مخالف	فوج مخالف
۱۳۴	۱	اس منزل پر سے	اس منزل سے
۱۳۴	۱۸	سدی طعرس	سدی طعمر اللاس
۱۳۷	۲	بقابلہ حشیال	بقام حشیال
۱۴۳	۶۳	مصالحات وصول چوتھ	مصالحات اور وصول چوتھ
۱۴۷	۷	سفر	سفیر
۱۶۲	۱	بورم	بورلم
۱۷۰	۱۶	تیریاں	بتیریاں
۱۷۹	۵	پورندہ	پرنڈہ
۱۸۴	۲	ساتھ	ساتھ
۱۸	۷	پورندہ	پرنڈہ
۱۹۴	۱۱	گانگن	کانگن
۱۹۵	۳	مویہ	مویہ
۲۴۳	۱۱	مخالفت	مخالفت